حیاتِ باقی

یعنی

مختصر سوانح حیات و تعلیمات

حضرت خواجہ محمد باقی باللہ رحمتہ اللہ علیہ

از

ید رشید احمد ارشد

ایم - اے

ذخیرہ

3555

Marfat.com

3555

حیاتِ باقی

یعنی مختصر سوانح حیات و تعلیمات حضرت خواجہ محمد باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ

ذخیرہ

از
سید رشید احمد ارشد
ایم۔اے
لیکچرر شعبہ عربی کراچی یونی ورسٹی

ت خ
۱۸۵

Marfat.com

86756

6992806

سنہ طباعت (پہلی بار) — اپریل سنہ ۱۹۶۹ء

مقام طباعت — ایجوکیشنل پریس کراچی

تعداد طبع — ایک ہزار

قیمت — دو روپے

ناشر — سید نفیس ارشد

ملنے کا پتہ

کاشانۂ ارشد

دستگیر سوسائٹی ۳۱۹/۱۵ - کراچی نمبر ۳۸

Marfat.com

3555

مختصر فہرستِ مضامین

		صفحہ
۱	مقدمہ	۴
۲	حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ	۹
۳	حضرت خواجہ رہ کے اخلاق وعادات	۴۰
۴	حضرت خواجہ رہ کی تصانیف	۵۳
۵	حضرت خواجہؒ کے ملفوظات ومجالس	۵۵
۶	حضرت خواجہ رہ کی تعلیمات وملفوظات	۶۱
۷	حضرت خواجہ رہ کے خلفائے کرام	۹۴
۸	حضرت خواجہ رہ کے صاحبزادگان	۱۱۴
۹	حضرت خواجہ رہ کی اولاد واحفاد	۱۲۵
۱۰	درگاہ شریف کا حال	۱۳۴
۱۱	شجرہ شریفہ اولاد خواجہ صاحبؒ	۱۴۰
	مفصل فہرستِ مضامین	۱۴۳ تا ۱۴۴

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مقدمہ

راقم الحروف کا حضرت خواجہ باقی باللہؒ اور ان کی درگاہ شریف سے اوائل عمری سے قلبی تعلق رہا ہے۔ اس کی سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ میری والدہ ماجدہ درگاہ شریف کے احاطہ میں حضرت خواجہ صاحبؒ کے خلیفہ محترم خواجہ حسام الدین صاحب کے مزار کے بالکل قریب مدفون تھیں لہذا میں اکثر فاتحہ خوانی کے لئے وہاں حاضر ہوتا تھا اور حضرت خواجہ صاحبؒ کی درگاہ پہ بھی حاضر ہوتا تھا اور دیگر بزرگوں کے مزارات پر بھی فاتحہ پڑھتا تھا۔

حضرت خواجہ باقی باللہؒ کی درگاہ شریف کے علاوہ دہلی میں حضرت نظام الدین اولیاءؒ اور حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ کی درگاہیں بھی بہت مشہور تھیں مگر وہ شہر سے کافی دور تھیں اس لئے سواری کے بغیر ہر شخص وہاں آسانی کے ساتھ نہیں حاضر ہو سکتا تھا۔

ان کے برخلاف حضرت خواجہ باقی باللہؒ کی درگاہ صدر بازار اور نبی کریم کی بستیوں کے قریب قطب روڈ پر واقع ہے اور پہاڑ گنج اور نئی دہلی کے علاقے قریب بھی ہے اس طرح یہ درگاہ شہر کے اندر آ گئی تھی اور ہر شخص وہاں آسانی سے پہنچ سکتا تھا، ان سہولتوں کی وجہ سے خاکسار کو بھی وہاں اکثر حاضری کا موقع ملتا تھا

Marfat.com

راقم الحروف کو تاریخی مقامات کا حال معلوم کرنے کی جستجو ابتدا ہی سے رہی ہے لہذا جب مجھے حضرت خواجہ باقی باللہؒ کے وسیع قبرستان کی زیارت کا اتفاق ہوا تو مجھے حضرت خواجہ صاحب کی سیرت مبارکہ معلوم کرنے کا شوق بھی ہوا اور یہ شوق بھی دامنگیر ہوا کہ درگاہ شریف کے قرب وجوار میں کن کن بزرگوں کے مزارات ہیں؟

ان معلومات کو حاصل کرنے کے لئے میں نے اولیائے کرام کے مطبوعہ تذکروں کی ورق گردانی کی مگر ان سے بہت کم حالات دستیاب ہوئے اس کے بعد میں نے دہلی کے آثار قدیمہ کی کتب کا مطالعہ کیا جن میں قابل ذکر سرسید احمد کی آثار الصنادید اور ڈپٹی نذیر احمد صاحب کے فرزند ارجمند جناب بشیر الدین احمد کی ضخیم کتاب "واقعات دار الحکومت" ہیں ان کے ذریعے درگاہ شریف اور اس کے قریب کے مزارات کے بارے میں کچھ حالات دستیاب ہوئے مگر حضرت خواجہ صاحب کے مفصل حالات کسی کتاب میں نہیں ملے۔ لہذا سر دست انہی مختصر معلومات پہ اکتفا کیا گیا۔

پاکستان آنے کے بعد میں دیگر علمی کاموں میں مشغول ہو گیا۔ کافی عرصہ کے بعد مجھے جناب حاجی محمد اعلیٰ صاحب کے توسط سے ان کے ادارۂ مجددیہ کیلئے حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندیؒ کے غیر مطبوعہ رسالہ تہلیلیہ کا عربی سے اردو میں ترجمہ کرنے کی سعادت حاصل ہوئی۔ اس اثنا میں مجھے حضرت مجدد الف ثانیؒ کی دیگر تصانیف اور ان کے حالات کا مطالعہ کرنے کا موقع ملا، لہذا میرا پرانا شوق پھر بیدار ہوا اور یہ خیال ذہن میں آیا کہ حضرت مجدد الف ثانیؒ کے پیر و مرشد حضرت

Marfat.com

خواجہ محمد باقی باللہؒ کی مختصر سوانح حیات شائع کی جائے۔ یہ خیال آتے ہی اس کا تذکرہ میں نے ادارۂ مجددیہ کے ناظم جناب حاجی محمد اعلیٰ صاحب سے کیا انھوں نے نہ صرف اس خیال کی تائید کی بلکہ بیحد حوصلہ افزائی فرمائی۔

اس حوصلہ افزائی کی بدولت میں نے از سر نو تاریخی کتب اور اولیاء کرام کے تذکروں کا مطالعہ کیا نیز خواجہ صاحب کے مکتوبات اور مجالس کو لفظ بلفظ پڑھا تاکہ ان کے ذریعے خواجہ صاحب کے ذاتی حالات تفصیل کے ساتھ فراہم ہو سکیں۔

مگر افسوس کے ساتھ یہ کہنا پڑتا ہے کہ تمام محنت و جانفشانی اور تحقیق اور چھان بین کے باوجود مجھے خاطر خواہ معلومات حاصل نہیں ہو سکیں۔ مزید مواد کے انتظار میں ایک دو سال تک اس کتاب کی اشاعت ملتوی رکھی گئی مگر ایسا معلوم ہوتا تھا کہ مطبوعہ مواد سے اب ہمیں کچھ زیادہ معلومات حاصل نہیں ہوں گی۔

اب یہ کوشش کی گئی کہ حضرت خواجہ صاحب کے صاحبزادگان اور دیگر اولاد احفاد کے مختصر حالات بھی اس کتاب میں شامل کئے جائیں مگر اس میں بھی زیادہ کامیابی حاصل نہیں ہو سکی۔ البتہ حضرت خواجہ خوردؒ کے مختصر حالات، حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ کی مشہور کتاب انفاس العارفین کے جستہ جستہ مقامات سے اس وجہ سے حاصل ہو سکے کہ وہ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب کے والد بزرگوار حضرت شاہ عبد الرحیمؒ کے استاد محترم تھے۔ لہٰذا انھوں نے اپنے والد بزرگوار کی زبانی خواجہ خوردؒ کے کافی حالات تحریر فرمائے ہیں۔

یہ عجیب اتفاق ہے کہ ہند و پاکستان میں شیخ عبد الحقؒ اور شاہ ولی اللہ دہلویؒ نے علم حدیث کو رائج کیا، اور یہ دونوں مایۂ ناز محدثین خواجہ باقی باللہ کے طریقۂ تصوف کو

Marfat.com

بہت پسند کرتے تھے اور ان کے بےحد معتقد تھے شیخ عبدالحق محدثؒ نے تو خواجہ صاحب کے ہاتھ پر سلسلۂ نقشبندیہ میں بھی بیعت کرلی تھی اور اس طرح وہ آپ کے خلفا میں شامل ہوگئے تھے، مگر حضرت شاہ ولی اللہ اور ان کے والد بزرگوار بھی طریقۂ باقویہ کے بہت معتقد تھے، یوں ان دونوں حضرات کی بدولت یہ سلسلۂ تصوف علماء و فضلاء میں بہت مقبول ہوا۔

خواجہ صاحبؒ کی درگاہ کے آخری سجادہ نشینوں کے مختصر حالات ہمیں ایک کتاب کے ذریعہ حاصل ہوئے جس میں درگاہ شریف کے مقدمہ کے تمام ریکارڈ ہائی کورٹ میں اپیل کرنے کیلئے شائع کئے گئے تھے اور ان کا انگریزی میں جج صاحبان کی واقفیت کیلئے ترجمہ کیا گیا تھا، یہ کتاب ہمیں جناب سید علی اصغر صاحب موجودہ سجادہ نشین درگاہ خواجہ باقی باللہ مقیم کراچی کے توسط سے حاصل ہوئی تھی جس کے لئے ہم ان کے ممنون ہیں۔

ہم نے مواد کی تلاش میں مشہور کتب خانوں کی مخطوطات کی فہرستوں کی ورق گردانی بھی کی تھی معلوم ہوا تھا کہ خواجہ کلاں کی کتاب مبلغ الرجال انڈیا آفس کے کتب خانہ کے ذخیرۂ دہلی میں موجود ہے اس کا ایک نسخہ آزاد لائبریری علی گڑھ میں بھی ہے اور جناب محمد اسلم صاحب لیکچرار شعبۂ تاریخ پنجاب یونیورسٹی سے خط و کتابت کرنے پر یہ معلوم ہوا کہ انھوں نے علی گڑھ میں اس مخطوطہ یعنی مبلغ الرجال کا تاریخی نقطۂ نگاہ سے بنظر غائر مطالعہ کیا تھا اور انھوں نے اس پر ایک مضمون بھی تحریر فرمایا ہے نیز انھوں نے اپنے ایک مضمون میں مبلغ الرجال کے حوالہ سے یہ بھی تحریر فرمایا تھا:

• خواجہ کلاں (یعنی) خواجہ عبیداللہ بن خواجہ باقی باللہ نے ابوالفضل کی ایسی حرکات کو دیکھکر اس کا شمار ملحدوں اور زندیقوں میں کیا ہے"۔ (مضمون "اکبر کا دینِ الٰہی اور اس کا پس منظر" المعارف جنوری ۱۹۶۹ء حاشیہ نمبر ۱۷۳ مبلغ الرجال ورق ۳۳ ب، ۳۴ الف)

انڈیا آفس کے ذخیرۂ دہلی میں اس سلسلہ کے مزید دو مخطوطات بھی ہیں: (۱) مکتوبات

Marfat.com

خواجہ خورد۔ (۲) بیان احوال و ملفوظات خواجہ خورد۔

حیدرآباد دکن کے کتب خانۂ آصفیہ میں بھی "ملفوظات خواجہ خورد از سلام اللہ" کے نام سے ایک مخطوطہ موجود ہے جس کا نمبر شمار ۶۸۶ ہے۔

افسوس ہے کہ ہم ان مذکورہ بالا مخطوطات کی نقول حاصل نہیں کر سکے ورنہ ممکن تھا کہ خواجہ صاحبؒ اور ان کی اولاد کرام کے بارے میں مزید معلومات حاصل ہوتیں۔ بہرحال ہمیں یہ اعتراف ہے کہ انتہائی کوششوں کے باوجود، مواد کی کمی کی وجہ سے یہ کتاب مختصر رہ گئی ہے۔ اس کی کمی ہم نے خواجہ صاحبؒ کے مکتوبات اور ملفوظات میں سے ان کی عام فہم تعلیمات کا انتخاب کر کے پوری کر دی ہے۔ اس انتخاب میں ہم نے موجودہ حالات اور ضروریات کو مدّنظر رکھا ہے۔ تصوف کے دقیق مباحث کو اس لئے نہیں بیان کیا ہے کہ وہ عوام کے فہم سے بالاتر ہیں۔

بہرحال یہ مختصر کتاب اس امید پر شائع کی جا رہی ہے کہ شاید ہم "نقشِ ثانی" کو آئندہ بہتر طریقے سے بہتر مواد کے ساتھ پیش کر سکیں۔ اس وقت خواجہ صاحب کے حالات پر کوئی کتاب دستیاب نہیں ہے اس لئے یہ اس کمی کو پورا کرے گی۔

جو حضرات مزید معلومات بہم پہنچائیں گے یا کسی لغزش سے مطلع کریں گے تو ہم ان کے بیحد شکر گزار ہوں گے اور ان کے حوالے سے آئندہ ایڈیشن میں ان کی معلومات کا اضافہ کر دیا جائے گا۔

رشید احمد ارشد

لیکچرار شعبۂ عربی، کراچی یونی ورسٹی

۵ر اپریل ۱۹۶۹ء

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حضرت خواجہ محمد باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ

شجرۂ نسب

حضرت خواجہ رضی الدین محمد باقی رحمۃ اللہ علیہ کا خاندان کابل میں علمی خاندان تھا جس کی کئی پشتوں تک علم و فضل کا چرچا رہا۔ آپ کا نسب نامہ بائیس ۲۲ واسطوں سے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تک اس طرح پہنچتا ہے:-

(۱) حضرت خواجہ محمد باقی باللہؒ (۲) قاضی عبدالسلامؒ (۳) قاضی عبداللہؒ (۴) قاضی اکبرؒ (۵) حسینؒ (۶) حسنؒ (۷) محمدؒ (۸) احمدؒ (۹) محمودؒ (۱۰) عبداللہؒ (۱۱) علی اصغرؒ (۱۲) جعفر ذکی خلیلؒ (۱۳) علی نقیؒ (۱۴) تقیؒ (۱۵) موسیٰ رضاؒ (۱۶) موسیٰ کاظمؒ (۱۷) جعفر صادقؒ (۱۸) محمد باقرؒ (۱۹) امام زین العابدینؒ (۲۰) حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ (۲۱) حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا (۲۲) حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اس نسب نامہ سے یہ پتہ چلتا ہے کہ آپ کے والد ماجد، جد محترم اور پردادا بھی کابل اور اس کے اطراف کے قاضی رہ چکے ہیں۔ کسی تذکرہ میں آپ کے آباؤ اجداد کا مختصر حال بھی نہیں ملتا، اتنا پتہ چلتا ہے کہ آپ کے والدِ محترم کی شہر کابل میں

Marfat.com

بڑی شہرت تھی اور آپ اپنے علم و فضل میں بہت ممتاز تھے۔ اس زمانے کے بہت بڑے علماء کو شیوخ کے لقب سے سرفراز کیا جاتا تھا اور آپ کے والد کو بھی شیخ کے لقب سے پکارا جاتا تھا، اس وجہ سے بعض لوگ شیخ کے لفظ کی وجہ سے غلط فہمی میں مبتلا ہو گئے اور وہ آپ کو حسینی سید نہیں سمجھتے تھے مگر معتبر ذرائع سے جو مذکورہ بالا نسب نامہ دستیاب ہوا ہے اس سے آپ کا حسینی سید ہونا ثابت ہے[1]۔

آپ کے والد آپ کے والد قاضی عبدالسلام بہت عابد و زاہد تھے اور آپ کا قلبِ مبارک اس قدر نرم تھا کہ خوفِ الٰہی سے اکثر گریہ و بکا میں مشغول رہتے تھے[2]۔

آپ کی والدہ ماجدہ بھی نہایت عابدہ و زاہدہ خاتون تھیں اور درویشوں کی خدمت کرتی تھیں۔ ان کا تعلق بھی خاندانِ سادات سے تھا۔ وہ اپنے صاحبزادے سے بے حد محبت کرتی تھیں اور انہی کی دعاؤں کی بدولت خواجہ صاحب نے بقولِ خود روحانی ترقی حاصل کی[3]۔

ولادت باسعادت ولادت سے قبل آپ کی والدہ ماجدہ کو خواب میں آپ کی بزرگی کی بشارت مل گئی تھی۔ آپ شہر کابل میں ۹۷۱-۷۲ھ / ۱۵۶۳-۶۴ء میں پیدا ہوئے۔ بچپن ہی میں آپ کو طہارت اور پاکیزگی پسند تھی۔ اگر کوئی ناپاک چیز آپ کے کپڑوں کو لگ جاتی تو فوراً پوشاک تبدیل کرا لیتے تھے، کھیل کود سے کم رغبت تھی اور ابتدائی عمر ہی سے آپ کو تنہائی پسند تھی اور آپ لوگوں سے الگ تھلگ رہتے تھے

---

[1] سیرت باقیہ مطبوعہ دہلی۔ [2] زبدۃ المقامات از حضرت محمد ہاشم کشمی مطبوعہ مطبع نول کشور کانپور ۱۳۰۷ھ / ۱۸۹۰ء بار اول ص۔ [3] ایضاً ص

آپ کی انہی باتوں کو دیکھکر اکثر بزرگ افراد آپ کے ہونہار ہونے کی پیشینگوئی کرنے لگے تھے

ابتدائی تعلیم

جب آپ کی عمر شریف پانچ سال کی ہوئی تو آپ کو خود بخود تعلیم کی طرف رغبت ہوئی اور آپ خواجہ سعد کے مکتب میں قرآن کریم کی تعلیم حاصل کرنے لگے۔ مکتب میں آپ اپنے تمام ساتھیوں سے پہلے سبق یاد کر لیتے تھے اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ آٹھ سال کی عمر میں آپ نے تمام قرآن کریم حفظ فرما لیا اور اس عرصے میں نماز روزے کے ضروری مسائل بھی یاد کر لئے تھے۔

قرآن کریم کی تعلیم مکمل کرنے کے بعد آپ نے علوم عربیہ کی تعلیم شروع کی دس سال کی عمر میں آپ نے عربی کی ابتدائی تعلیم حاصل کی۔

علوم عربیہ کی تحصیل

ابتدائی تعلیم حاصل کرنے کے بعد آپ نے کابل کے مشہور عالم مولانا صادق حلوائی [1] سے تعلیم حاصل کی جو اپنے زمانے کے بہت بڑے عالم تھے۔ جب کابل سے مولانا صادق حلوائی ماوراء النہر تشریف لے گئے تو آپ بھی ان کے ساتھ ماوراء النہر پہنچے اور وہاں بھی ان سے اسلامی علوم

---

[1] مولانا صادق کا وطن سمرقند تھا جب وہ حج سے ۹۷۸ھ میں واپس آئے تو اکبر بادشاہ کے چھوٹے بھائی مرزا حکیم نے جو کابل کا حاکم تھا ان سے درخواست کی کہ وہ کچھ عرصہ کابل تشریف لا کر رکھیں اور وہاں کے لوگوں کو اپنے علمی فیض سے مستفید ہونے کا موقع دیں لہٰذا وہ ان کی فرمائش پر کچھ عرصہ کابل میں درس دیتے رہے۔ اسی زمانے میں حضرت خواجہ باقی باللہ نے بھی ان سے تعلیم حاصل کی۔ وہ بہت بڑے عالم و فاضل اور خوش گو شاعر بھی تھے ان کے بھائی ملا علی محدث سمرقندی بھی بہت بڑے عالم اور محدث تھے وہ کچھ عرصے ہندو پاکستان میں بھی رہے تھے اور ۹۸۲ھ میں وفات پائی۔ ملا صادق حلوائی کے اشعار کا نمونۂ کلام ملاحظہ ہو:

(۱) ضمیر دوست چوں آئینہ در مقابل ماست ✣ درو معائنہ پیداست آنچہ در دل ماست

(۲) ز عشقت گرچہ پنہاں در دل و جاں داشتم ✣ شد عیاں از چہرہ ام ہر چند پنہاں داشتم

Marfat.com

کی تعلیم حاصل کرنے لگے اور اپنے ساتھیوں سے بہت جلد آگے بڑھ گئے۔ مولانا عماد فی حلوائی بہت بڑے ادیب اور خوش گو شاعر بھی تھے اسی لئے ان کے فیضِ صحبت سے آپ میں فارسی ادب و شاعری کا عمدہ مذاق پیدا ہو گیا تھا۔

تلاشِ حق ابھی آپ فارغ التحصیل نہیں ہونے پائے تھے کہ آپ تصوف اور روحانیت کے راستے پر گامزن ہو گئے۔ کہتے ہیں کہ ایک دن آپ ایک مسجد میں بیٹھے ہوئے درسی کتب کا مطالعہ فرما رہے تھے کہ ایک مجذوب ادھر آ نکلا، اُس نے آپ کو دیکھ کر یہ شعر پڑھا ؎

در کنز و ہدایہ نتواں دید خدا را　　آئینۂ دل بیں کہ کتابے بہ ازیں نیست

(ترجمہ: کنز و ہدایہ (جیسی فقہ کی کتابوں) میں خداوند تعالیٰ کا مشاہدہ نہیں ہو سکتا ہے تم اپنے دل کے آئینے کو دیکھو کیونکہ اس سے بہتر اور کوئی کتاب نہیں ہے)

اس کا یہ شعر آپ کے دل پر اثر کر گیا اور آپ نے درسی کتب کا مطالعہ چھوڑ کر اس مجذوب کی تلاش شروع کی مگر وہ آپ کو نہیں مل سکا لیکن وہ آپ کے دل میں تلاشِ حق کی لگن پیدا کر گیا۔ آپ کی اس حالت کو دیکھ کر آپ کے بعض اہلِ علم ہمدردوں کو افسوس ہوا اور ان میں سے ایک صاحب نے آپ کو یہ مشورہ دیا: "اگر آپ کچھ عرصہ مزید تعلیم حاصل کر لیتے تو آپ فارغ التحصیل ہو جاتے اور مکمل عالم بن جاتے۔"

تبحرِ علمی کا دعویٰ اس کے جواب میں آپ نے فرمایا: "اگر فارغ التحصیل ہونے کا مقصد یہ ہے کہ وہ درسی کتب کے مشکل مقامات کو سمجھ سکے اور انہیں پڑھا سکے تو یہ قابلیت مجھے حاصل ہے۔ میرے سامنے آپ کوئی مشکل

Marfat.com

کتاب لے آئیے میں اُسے پڑھا سکوں گا" ؎

آپ کے اس کلام مبارک کے مطابق بعض طلبہ اور اہلِ علم نے آپ کا مختلف طریقوں سے امتحان لیا اور ہر موقع پر انھوں نے آپ کو علم کا بحرِ ناپیدا کنار پایا۔

اس زمانے میں ماوراء النہر کی درسگاہوں میں منطق، فلسفہ اور الٰہیات (فلسفہ مابعد الطبیعیات) کا بہت چرچا تھا لہٰذا آپ نے معقولات کے تمام علوم کو حاصل کیا ان علوم میں آپ کے تبحرِ علمی کا ثبوت آپ کے تصوف کے رسائل سے ملتا ہے جن میں آپ نے نہایت فلسفیانہ انداز میں ذاتِ باری اور وحدت الوجود کے بارے میں بحث فرمائی ہے۔

مرشدِ کامل کی تلاش

مگر جب آپ حقیقت اور حق کی طلب میں مشغول ہو گئے تو آپ نے ظاہری علوم کے مشغلے کو خیرباد کہہ دیا اور جنگلوں اور بیابانوں میں مرشدِ کامل کی تلاش میں گشت کرنے لگے۔ اس عرصے میں بعض علمی معرکے بھی ہوئے تھے اور اس میں آپ کامیاب بھی ہوئے۔ آپ کو قرآن کریم کی آیات کی صوفیانہ تفسیر و تشریح کرنے میں بہت مہارت حاصل تھی۔ جن مشکل آیات کی تفسیر و توضیح کرنے میں بڑے بڑے علماء عاجز ہو جاتے تھے ان کی تفسیر آپ نہایت عجیب و غریب انداز میں بیان فرماتے تھے۔

آیت کی تفسیر

ایک روز آپ ایک خراسانی عالم کی علمی مجلس میں جا پہنچے وہاں ہر عالم نے کسی علمی موضوع پر تقریر کی۔ جب آپ کی باری آئی تو حاضرین نے آپ سے علمی تقریر کرنے کی درخواست کی۔ آپ نے مندرجہ ذیل آیت کی انوکھے انداز میں تفسیر فرمائی:

؎ زبدۃ المقامات ص ۱۶ مطبع نول کشور ۱۸۹۰ء

Marfat.com

وَمَكَرُوْا وَمَكَرَ اللّٰهُ ۖ وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمَاكِرِيْنَ ○

اس آیتِ کریمہ کا لفظی ترجمہ یہ ہے "ان (کافروں) نے مکر و تدبیر کی اور اللہ نے بھی مکر و تدبیر کی اور اللہ تعالیٰ سب مکر کرنے والوں سے بہتر ہے۔" اس آیتِ کریمہ کے بارے میں سب موجود علماء کو یہ شبہ لاحق تھا کہ مکر کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف کرنی اس کے شایانِ شان نہیں ہے۔ اس خراسانی عالم کو بھی یہ شبہ بہت عرصے سے لاحق تھا۔ لہٰذا جب آپ نے اس کی صحیح توضیح و تاویل فرمائی تو سب کے شبہات دور ہو گئے بالخصوص وہ خراسانی عالم آپ کی تقریر سے بہت خوش ہوئے اور انھوں نے اپنے رفیقِ خاص سے اس بات کا اقرار کیا کہ (خواجہ) محمد باقی نے اس انداز سے تقریر فرمائی کہ ان کے دیرینہ شبہات اور اعتراضات دور ہو گئے۔

مناظرہ میں کامیابی

آپ کے تبحرِ علمی کا دوسرا ثبوت اس واقعہ سے ملتا ہے کہ ایک دفعہ ایک عیسائی عالم کابل میں آیا اور اس نے یہ دعویٰ کیا کہ اسلام میں توحید نہیں ہے۔ اس بارے میں اس نے تمام علمائے اسلام کو مناظرہ کی دعوت دی۔ کئی علماء اس سے مناظرہ کے لئے آئے مگر وہ اپنی چرب زبانی سے ان پر غالب آجاتا تھا۔ حضرت خواجہ صاحب کو جب اس بات کا علم ہوا تو آپ مناظرہ کرنے کے لئے اس کے سامنے آئے۔ چونکہ آپ معقولات کے بہت بڑے عالم تھے اس لئے آپ نے عقلی دلائل کے ذریعہ بہت جلد اس کو شکست دیدی اور وہ سچے دل سے مسلمان ہو گیا۔

معتزلین کی اصلاح

اسی طرح ایک دفعہ ایک معتزلی عالم آگیا اس نے بھی اپنے عقائد کی تائید میں عقلی دلائل پیش کئے۔ آپ نے اس کے عقلی دلائل کی اپنے عقلی دلائل سے اس انداز سے تردید فرمائی کہ وہ

Marfat.com

خود حیران رہ گیا اور آخر کار اس نے اپنے عقائد سے توبہ کی۔

نوجوانی میں علمی شہرت

آپ نے اس قدر علمی شہرت اور کمالِ علمی محض انیس سال کی عمر میں حاصل کر لیا تھا جبکہ اکثر علما ساری عمر علمی کاموں میں مشغول رہنے کے باوجود اسقدر شہرت حاصل نہیں کر سکے تھے۔ سچ ہے

این سعادت بزورِ بازو نیست   تانہ بخشد خدائے بخشندہ

حق کی تلاش

نوجوانی میں جب آپ پر عشقِ حقیقی کا غلبہ ہوا تو آپ تلاشِ حق میں مختلف مقامات پر پہنچے، آپ کسی بندۂ کامل کی جستجو میں جنگلوں اور پہاڑوں میں بھی سرگرداں رہے۔ کابل کے علاوہ آپ ماوراء النہر کے بزرگوں کی خانقاہوں میں بھی پہنچے اور ان سے فیض حاصل کیا ان کی صحبت میں رہ کر کسی قدر عارضی سکون اور اطمینان میسر آجاتا تھا مگر مستقل اور حقیقی سکونِ قلب میسر نہیں آسکا۔

مشائخ کی صحبت

آپ کچھ عرصہ تک شیخ لطف اللہ کے خلیفہ خواجہ عبید اللہ کی خدمت میں بھی رہے۔ اس کے بعد شیخ احمد یسوی کے سلسلہ کے ایک بزرگ کی خدمت میں حاضر ہوئے جن کا اسم مبارک حضرت افتخار شیخ[1] تھا۔ بعدازاں امیر عبداللہ بلخی کی خدمت میں بھی حاضری دی مگر روحانی کشمکش اور بےچینی دور نہ ہوئی البتہ اس عرصہ میں خواجہ بزرگ (نقشبند) کا روحانی فیض حاصل ہوا۔ اور حضرت خواجہ عبید اللہ احرار سے بھی روحانی فیض ملا۔ اس روحانی فیض کی بدولت آپ نقشبندی سلسلے کے ذکر و فکر میں مشغول ہوگئے۔

---

[1] یہ بزرگ سمرقند کے رہنے والے تھے۔

Marfat.com

کشمیر میں آمد عشقِ حقیقی کی کشش آپ کو کشمیر بھی لے گئی۔ وہاں کچھ عرصہ تک آپ شیخ بابا بھائی وال کی خانقاہ میں جو اسی سلسلے سے منسلک تھے مقیم رہے۔[1] یہاں رہ کر آپ کو بہت فیض حاصل ہوا، کیونکہ بابا صاحب نے خاص روحانی توجہ آپ پر مبذول فرمائی تھی۔[2] وہ نقشبندیہ سلسلہ کے ممتاز بزرگ تھے۔

لاہور میں قیام اسی جستجو اور طلبِ حق میں آپ ہندوستان بھی تشریف لائے تھے اور کافی عرصہ تک وہاں مقیم رہے۔ لاہور کے قیام میں آپ کی وارفتگی انتہا درجے تک پہنچ گئی تھی۔ یہاں آپ جنگلوں، پہاڑوں، ویرانوں اور قبرستانوں میں "مردِ کامل" کی تلاش میں پھرتے رہے جو آپ کی روحانی قلق و اضطراب کا علاج کر سکے۔ آپ کیچڑ، دلدل اور ایسے ناقابلِ عبور مقامات سے گذرتے تھے جہاں کوئی آپ کا ساتھ نہیں دے سکتا تھا۔ اسی صحرانوردی میں آپ کو ایک مجذوب ملا جسے آپ نے پسند فرمایا اور آپ نے اس کی صحبت میں رہنے کی کوشش کی مگر وہ آپ سے دور بھاگتا تھا۔ جب آپ اس کا پیچھا کرتے تو وہ آپ کو دیکھ کر سب و شتم پر اتر آتا اور کبھی آپ کی طرف پتھر پھینکتا تھا اور دوسری طرف بھاگ جاتا تھا مگر آپ اس کا پیچھا نہیں چھوڑتے تھے اور اس کے پیچھے لگے رہتے تھے۔ آخرکار ایک دن اسے رحم آیا اور اس نے آپ کی طرف متوجہ ہو کر دعا کی کہ خداوند تعالیٰ آپ کی دلی مراد پوری کرے۔

---

[1] عمدۃ المقامات ص۸۴-۸۶۔ [2] زبدۃ المقامات ص۱۰۰۹ حضرت بابا کشمیری خوارزم کے رہنے والے تھے ۹۹۹ھ/۱۵۱۰ء میں کشمیر تشریف لے گئے اور وہاں اپنے روحانی کمالات کی وجہ سے بہت مقبول ہوئے لیکن بعض سیاسی مصلحتوں کی وجہ سے مرزا یادگار نے انھیں زہر دلوا دیا کیونکہ آپ حکام کے سامنے حق و صداقت کی گفتگو کرنے سے گریز نہیں کرتے تھے۔

Marfat.com

انتظار و قلق کی زحمت

حضرت خواجہ باقی باللہؒ اس زمانے کے واقعات کا تذکرہ فرماتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں :-

"گو ہم نے دیگر بزرگوں کی طرح ریاضت ہائے شاقہ برداشت نہیں کیں مگر انتظار و قلق کی زحمت بہت برداشت کرنی پڑی"۔

آپ کی والدہ ماجدہ آپ کی اس روحانی بے چینی اور بے قراری سے بہت متاثر ہوتی تھیں اور ان سے آپ کا یہ قلق و اضطراب دیکھا نہیں جاتا تھا اس لئے وہ صدق دل سے دن رات اللہ تعالیٰ سے یہ دعائیں مانگتی تھیں کہ وہ آپ کے روحانی مقصد کی تکمیل کرے[۱]۔

آپ خود فرماتے ہیں: "میں ابتدائی زمانے میں خواجہ عبید کی خدمت میں رہا جو شیخ لطف اللہ کے خلیفہ تھے۔ ان کی خدمت میں جا کر میں نے گناہوں سے توبہ کی اس کے بعد خواجہ احمد یسوی کے سلسلے کے ایک اور بزرگ خواجہ امیر عبداللہ بلخی کی خدمت میں پہنچا۔ بعد ازاں خواب میں خواجہ بہاء الحق کی زیارت حاصل ہوئی اور ان کی خدمت میں جا کر میں نے توبہ و استغفار کی اور ان کی ہدایت کے مطابق دو سال تک نقشبندی سلسلے کے مطابق ذکر و مراقبہ میں مشغول رہا[۲]"۔

اویسی طریقہ

مختلف بزرگوں کے فیض سے آپ تصوف و روحانیت کے اعلیٰ مدارج تک پہنچ چکے تھے ابھی تک آپ نے کسی خاص بزرگ کے

---

[۱] مرشد کامل کی تلاش میں آپ دہلی بھی تشریف لائے اور وہاں شیخ عبدالعزیزؒ کی خانقاہ میں ان کے صاحبزادے شیخ قطب العالم کے پاس رہے۔ اسی زمانے میں شیخ قطب العالم صاحب کو کشف سے یہ معلوم ہوا کہ حضرت خواجہ باقی کو فیضِ روحانی مشائخ بخارا سے حاصل ہوگا لہٰذا انھوں نے اس کا ذکر حضرت خواجہ صاحب سے کیا اور انھیں بخارا روانہ کیا۔ (انفاس العارفین از حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی)

[۲] زبدۃ المقامات ص ۹-۱۰

دستِ مبارک پر بیعت نہیں کی تھی لہٰذا آپ اُویسی طریقہ کے مطابق براہِ راست روحانی مدارج کی تکمیل کرتے رہے جیسا کہ آپ نے اپنے اشعار میں بیان فرمایا ہے تاہم روحانی مدارج کے بعد آپ کو منزلِ مقصود تک پہنچانے کے لئے نقشبندی سلسلے کے کسی مرشدِ کامل کی ادنیٰ توجہ کی ضرورت تھی۔

خواجہ امکنگیؒ سے بیعت لہٰذا آخر میں آپ کی روحانی کشش آپ کو ماوراء النہر (ترکستان) کے شیخ کامل حضرت خواجہ امکنگیؒ[1] کی خدمت میں لے گئی اور آپ نے ان کے دستِ مبارک پر بیعت کی۔ خواجہ امکنگیؒ نے تھوڑے عرصے میں آپ کو منزلِ مقصود تک پہنچا دیا اور بہت جلد آپ کو خرقۂ خلافت عطا فرمایا۔ خواجہ امکنگیؒ کے بہت سے مریدین جو آپ کے پاس عرصہ دراز سے روحانی فیض حاصل کر رہے تھے آپ کے اس فعل سے بہت متعجب ہوئے اور اس کا سبب دریافت کیا۔ اس پر خواجہ امکنگیؒ نے فرمایا: "ان کا روحانی کام مکمل ہو چکا تھا وہ تو ہمارے پاس صرف اصلاح و تصحیح کے لئے آئے تھے"

خرقۂ خلافت دینے کے بعد آپ کے پیر و مرشد نے آپ کو مشورہ دیا کہ آپ ہندوستان جا کر نقشبندی سلسلے کو قائم کریں کیونکہ سرزمینِ ہند نقشبندی بزرگوں سے خالی ہے۔

برصغیر میں قیام خواجہ امکنگیؒ کے حکم کی تعمیل میں آپ براہِ کابل پشاور تشریف لائے یہاں کچھ عرصہ قیام فرمانے کے بعد آپ لاہور آئے

---

[1] خواجہ امکنگی اپنے والد محترم خواجہ محمد درویش کے خلیفہ تھے۔ خواجہ درویش اپنے ماموں خواجہ زاہدؒ کے مرید تھے اور وہ خواجہ عبید اللہ احرار کے فیض یافتہ تھے۔ حضرت خواجہ احرارؒ نے حضرت خواجہ یعقوب چرخیؒ سے فیض حاصل کیا۔ انھوں نے حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبندی سے روحانی فیض حاصل کئے جو سلسلۂ نقشبندیہ کے بانی تھے۔

Marfat.com

یہاں آپ پورے ایک سال تک مقیم رہے۔ یہاں کے بہت سے علماء، فضلا اور امراء آپ کے روحانی فیض سے مستفیض ہوتے رہے۔ آپ اس سے پہلے بھی مرشد کامل کی تلاش میں لاہور تشریف لا چکے تھے اس زمانے میں شیخ فرید بخاری اکبر بادشاہ کے بخشی بیگی تھے وہ آپ کے بہت معتقد ہو گئے تھے اس دفعہ بھی بہت امراء اور علما آپ کے روحانی کمالات سے مستفید ہوئے۔

دہلی میں قیام

چونکہ سارے ہندوستان میں دہلی کو مرکزی حیثیت حاصل تھی اور وہ بائیس خواجہ کی چوکھٹ کہلاتی تھی اور یہ شہر ہمیشہ سے اولیائے کرامؒ کا مستقر رہا ہے اسی لئے ایک سال کے بعد آپ دہلی تشریف لائے اور قلعہ فیروز آباد میں مقیم ہوئے جو اس زمانے میں دریا کے کنارے واقع تھا اور نہایت دلکش اور پُر فضا مقام تھا اس قلعہ کی مسجد نہایت عظیم الشان تھی مگر اب ویران ہو گئی ہے تاہم اس کے آثار اس کی عظمت کی گواہی دے رہے ہیں آپ نے خاص اس مسجد میں قیام فرمایا اور وفات تک وہیں سکونت پذیر رہے[۱]۔

سفر کا حال

دہلی پہنچنے کے بعد روحانی حلقوں میں آپ کی آمد کی شہرت جلد پہنچ گئی اور دور دراز سے طالبانِ حقیقت آپ کے پاس رشد و ہدایت کے لئے پہنچنے لگے۔ لاہور سے دہلی کا سفر آپ نے گھوڑے پر کیا مگر ابھی آپ نے ایک میل کا سفر طے نہیں کیا تھا کہ ایک کمزور و ناتواں پا پیادہ مسافر آپ کو نظر آیا تو آپ گھوڑے سے اُتر گئے اور اسے گھوڑے پر سوار کرا دیا اور خود منزل تک پا پیادہ چلتے رہے اور اس غرض سے کہ کوئی آپ کو پہچان نہ سکے آپ نے سر مبارک پر لنگی باندھ لی تھی۔

---

[۱] زبدۃ المقامات صفحہ ۱۲

بعض دفعہ اس خیال سے کہ لوگ آپ کو شناخت نہ کر سکیں منزل کے قریب آبادی میں گھوڑے پر سوار ہو جاتے تھے[1]

امراء کی عقیدت

دہلی کے قیام کے زمانے میں بہت سے امرائے شاہی آپ کے معتقد ہو گئے تھے حالانکہ آپ ہمیشہ گوشہ گمنامی میں رہے اور کبھی اپنے روحانی کمالات کا اظہار نہیں کیا اور طالبانِ ہدایت کو بہت اصرار کے بعد مرید کرتے تھے تاہم عقیدت مند افراد آپ کا پیچھا نہیں چھوڑتے تھے اور بعض امرائے شاہی بھی آپ کے دامن سے وابستہ ہونے کو اپنے لئے باعثِ فخر سمجھتے تھے۔

شیخ فرید بخاری رح

امراء میں آپ کے سب سے بڑے معتقد اور مرید شیخ فریدالدین بخاری تھے جو مرتضیٰ خاں کے شاہی لقب سے مشہور ہوئے وہ شہنشاہ اکبر و جہانگیر دونوں کے دور میں بہت اعلیٰ عہدوں پر فائز رہے، وہ گجرات کے صوبیدار اور پنجاب کے حاکم بھی رہے تھے انھوں نے جہانگیر کو تخت نشین کرایا تھا اور اس سے یہ عہد لیا تھا کہ وہ اسلامی شریعت کے مطابق حکومت کرنے کی کوشش کریگا۔ نیز اس نے رفاہِ عام کے بہت سے کام کئے۔ یہ سب کچھ خواجہ صاحب سے عقیدتمندی اور آپ کی فیضِ صحبت و تربیت کا نتیجہ تھا۔ وہ آپ کی خانقاہ کے مصارف کا آخر دم تک کفیل رہا، اس نے خانقاہ کے درویشوں کے معقول وظائف مقرر کر دیئے تھے۔ خواجہ صاحب نے ضرورتمندوں کی ضرورتیں پوری کرانے کے لئے اس سے مخلصانہ تعلقات قائم کر رکھے تھے۔ دہلی کے قریب شہر فرید آباد انہی کے نام پر آباد ہے ان کی وفات ۱۰۲۵ھ مطابق ۱۶۱۶ء میں ہوئی ان کا

---

[1] زبدۃ المقامات ص ۲۰-۲۱

Marfat.com

مزار حضرت شاہ چراغ دہلی کے مزار کے راستے پر ہے۔[۱]

خواجہ صاحب شیخ فرید جیسے نہایت صالح اور نیک عقیدہ منعمد امراء کی امداد قبول کر لیتے تھے۔ ان کے علاوہ اکثر امراء جو آپ کے درویشوں کا یومیہ وظیفہ مقرر کرنا چاہتے تھے۔ آپ ان کی امداد قبول نہیں فرماتے تھے کیونکہ آپ کے نزدیک ان کی کمائی مشتبہ ہوتی تھی اور آپ اکلِ حلال پر بہت زور دیتے تھے۔

عبدالرحیم خانخاناں

مرزا عبدالرحیم خانخاناں بھی آپ کا بہت معتقد تھا جب آپ نے حج کے لئے سفرِ حجاز کا ارادہ کیا تو مرزا عبدالرحیم خانخاناں نے زادِ راہ اور دیگر اخراجات کے لئے ایک لاکھ روپے آپ کو نذر کئے مگر آپ نے اسے قبول نہیں کیا اور اسے یہ کہہ کر لوٹا دیا کہ یہ رقم عوام کی فلاح و بہبود میں خرچ کی جائے۔[۲]

دیگر امراء کی عقیدتمندی

مرزا قلیچ خاں بھی جو شہزادہ دانیال کا خسر تھا اور پنجاب کا حاکم تھا نہایت دیندار، عالم اور پابند شرع تھا وہ بھی آپ سے بہت عقیدت رکھتا تھا۔ نیز حضرت مجدد صاحب کے بعض مکاتیب سے بھی یہ پتہ چلتا ہے کہ صدر جہاں صدر الصدور سے بھی آپ سے نیازمندانہ تعلقات تھے۔

---

[۱] رود کوثر [۲] مرزا عبدالرحیم خانخاناں کی اس پیشکش کے جواب میں آپ نے نہایت ناراضگی کے لہجہ میں یہ تحریر فرمایا تھا۔ "ہمارے لئے یہ مناسب نہیں ہے کہ ہم مسلمانوں کے گاڑھے پسینے کی کمائی ضائع کر کے حج کو جائیں جبکہ اللہ تعالیٰ نے حج کے لئے زادِ راہ مہیا ہونے کی شرط مقرر کر رکھی ہے۔ (حیاتِ باقیہ ص۲۳ مطبوعہ دہلی)

Marfat.com

ملحدانہ خیالات کا انسداد

ان سب امراء کے ذریعے آپ اکبر بادشاہ کی ملحدانہ پالیسی کے بُرے اثرات دور کرنے کی کوشش فرماتے تھے تاکہ ان کے ذریعہ شاہی دربار میں اور پورے ملک میں اسلامی ماحول پیدا ہو اور وہ مسلمانوں کو بدعت و ضلالت کے خیالات سے محفوظ رکھ سکیں۔ یہی وجہ ہے کہ امراء کے نام اپنے مکتوبات میں آپ نے انھیں شریعت اور سنتِ نبوی کی پابندی کی بار بار نصیحت فرمائی ہے اور انھیں ان کی اسلامی ذمہ داریوں سے آگاہ کیا ہے جیسا کہ ہم آگے چل کر بیان کریں گے۔

آپ کی فیضِ صحبت کا نتیجہ یہ ہوا کہ بعض امراء اپنے سرکاری عہدے چھوڑ کر آپ کے فیضِ صحبت میں آ گئے۔ اس قسم کے حضرات میں خواجہ حسام الدین احمدؒ کا اسم گرامی بہت نمایاں ہے جو آپ کی وفات تک آپ سے جدا نہیں ہوئے بلکہ آپ کی وفات کے بعد بھی آپ کی اولاد کی نگرانی اور تربیت کے لئے انھوں نے اپنی زندگی وقف کر دی۔

رشد و ہدایت

دہلی آنے کے بعد آپ کو رشد و ہدایت کے تین چار سال میسر آئے اور اسی قلیل مدت کے آخر سال میں آپ گوشہ نشین ہو گئے تھے لیکن اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم آپ پر اس قدر وسیع ہوا کہ اس قلیل مدت میں ہزاروں انسان آپ سے فیض یاب ہوئے ان میں امیر و غریب، مرد و زن، عالم و جاہل ہر قسم کے حضرات شامل تھے۔ آپ ہر طبقہ کے انسانوں کو اس کے حسبِ مقام ہدایت فرماتے تھے اور اس سلسلے میں آپ نے کبھی اپنی مشیخت اور اپنی روحانی عظمت ظاہر کرنے کے لئے کشف و کرامات کا اظہار نہیں فرمایا بلکہ ہمیشہ عاجزی اور انکساری سے کام کرتے رہے۔

86756 ۸۶۷۵۶

Marfat.com

شریعت کی پابندی

آپ علماء اور سادات کا بہت احترام کرتے تھے شرعی معاملات میں بالعموم پرہیزگار علماء و فقہاء سے رجوع فرماتے تھے اور فتویٰ لینے والوں کو انہی علماء کی طرف بھیجتے تھے اور تمام درویشوں اور فقیروں کو شریعت کی پابندی کرنے کی نصیحت فرماتے تھے بلکہ مرید کرنے سے زیادہ آپ شریعت کے احیاء اور تبلیغ پر زور دیتے تھے کسی کو بڑے اصرار اور طویل آزمائش کے بعد ہی مرید کرتے تھے۔

طریقۂ ہدایت

آپ طالبانِ ہدایت کو سب سے پہلے گناہوں سے توبہ کرنے کی تلقین فرماتے تھے اس کے بعد جب آپ انھیں رشد و ہدایت کی راہ پر ثابت قدم پاتے تو ان کی روحانی صلاحیت کے مطابق انھیں اوراد و اذکار میں مشغول رکھتے تھے۔ اکثر حضرات کو آپ مخصوص طریقے کے مطابق "ذکرِ قلب" کی تلقین فرماتے تھے۔ کچھ لوگوں کو نفی و اثبات کے ذکر کی اور کچھ حضرات کو ذکرِ اسمِ ذات کی ہدایت فرماتے تھے۔

روحانی مشاغل

آپ بہت کم بولتے بہت کم کھاتے اور کم سوتے تھے نمازِ عشاء کے بعد تہجد کی نماز تک روزانہ دو مرتبہ قرآن کریم ختم کر لیتے تھے[1]۔ آپ رات بھر عبادت میں مشغول رہتے تھے بلکہ ہر وقت باوضو رہتے اور عبادات میں عزیمت (بلند ہمتی) کے اعمال انجام دیتے تھے۔

جذب و استغراق

آپ پر عالمِ استغراق اور جذب و مستی کی کیفیت ہر وقت طاری رہتی تھی تاہم اسفار روحانی استغراق اور گوشہ نشینی

---

[1] ترجمہ تذکرہ علماء ہند از رحمان علی ص ۲۷۱۔

Marfat.com

کے باوجود آپ تمام شرعی فرائض وقتِ مقررہ پر ادا فرماتے تھے اور نماز باجماعت ادا کرنے کے لئے مسجد تشریف لے جاتے تھے اس موقع پر عوام آپ کے دیدار سے مشرف ہوتے تھے اور جو کوئی دیکھتا تھا وہ آپ کے رعب اور ہیبت و جلال سے لرزہ براندام ہو جاتا تھا بلکہ بعض حضرات بیہوش ہو جاتے تھے۔

سماع ورقص سے نفرت آپ سماع و نغمہ اور رقص کو سخت ناپسند فرماتے تھے بلکہ آپ درویشوں کو باوازِ بلند اللہ کا ذکر کرنے سے بھی منع فرماتے تھے۔ آپ کا ارشاد تھا کہ آنے والے کو ہماری مجلس کے آداب کا لحاظ رکھتے ہوئے آنا چاہیے[1]

بیعتِ خلفاء آپ کے اکابر خلفاء میں غالباً سب سے پہلے شیخ تاج الدین سنبھلیؒ نے بیعت کی وہ آپ سے پہلے شیخ اللہ بخش سے جو سید علی قوام کے مرید تھے سندِ خلافت حاصل کر چکے تھے اور آپ سے پہلے سے متعارف تھے کیونکہ جب حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ پہلے پہل لاہور اور ہندوستان مرشد کامل کی تلاش میں آئے تھے تو اسی زمانے میں آپ سنبھل بھی تشریف لے گئے تھے اور شیخ اللہ بخش اور شیخ تاج الدین سنبھلی سے ملاقات فرمائی تھی لہذا جب دوبارہ آپ دہلی میں سندِ ہدایت پر سرفراز ہوئے تو اس وقت شیخ تاج الدین کے پیر وفات پا چکے تھے اس لئے انھوں نے دوبارہ خواجہ صاحب سے بیعت کی اور بہت جلد وہ آپ کے "مونس خلوتِ خاص" ہو گئے وہ سب سے زیادہ آپ کے فیضِ صحبت میں رہے۔

---

[1] عمدۃ المقامات ص ۸۴ و ۹۷

Marfat.com

حضرت شیخ احمد سرہندی

حضرت شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانیؒ نے ۱۰۰۸ھ مطابق ۱۵۹۹ء میں آپ سے بیعت کی تھی جبکہ آپ حج کے ارادے سے روانہ ہوئے تھے اس زمانے میں جب آپ دہلی پہنچے تو آپ کو خواجہ صاحب کی آمد اور ان کے بلند روحانی مقامات کا علم ہوا لہٰذا آپ خواجہ صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے اور دو ماہ سے کچھ دن زیادہ مرشدِ کامل کی خدمت میں رہ کر سلسلۂ نقشبندیہ کے جملہ اسرار و رموز کو حاصل کیا۔

خواجہ حسام الدین

خواجہ حسام الدین احمد بھی جو ابو الفضل کے بہنوئی تھے اس زمانے میں آپ کی بیعت سے سرفراز ہوئے جبکہ آپ ماوراءالنہر سے واپس آئے اس سے پیشتر وہ خواجہ صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے مگر آپ نے ازراہِ تواضع اور کسرِ نفسی بیعت کرنے سے انکار کر دیا تھا اور کسی دوسرے مرشدِ کامل کو تلاش کرنے کا مشورہ دیا تھا چنانچہ وہ آگرہ چلے گئے اور وہاں پیرِ کامل کی تلاش میں پھرتے رہے اسی حالت میں ایک دن انھوں نے کسی کے گھر سے قوال کی آواز سنی اس وقت قوال شیخ سعدیؒ کا یہ شعر پڑھ رہا تھا ؎

توخواہی آستیں افشاں وخواہی دامن اندرکش
مگس ہرگز نخواہد رفت از دکانِ حلوائی

یہ شعر سنتے ہی ان کی آتشِ شوق بھڑک اٹھی اور وہ سیدھے حضرت خواجہ باقی باللہؒ کی خدمت میں دہلی پہنچے اور تمام ماجرا ان کے سامنے بیان کیا۔ حضرت خواجہ صاحبؒ نے انھیں مرید کر لیا۔ اس کے بعد انھوں نے امارت اور گھر بار چھوڑ کر ہر وقت

Marfat.com

"درِ خواجہ کی ناصیہ فرسائی" کو اپنا شیوہ بنا لیا اور خلوت و خلوت میں آپ کے ساتھ رہنے لگے۔ مرزا حسام الدین احمد ہی وہ واحد خلیفہ تھے جو وفات کے وقت اپنے شیخ کے پاس تھے اور اُن کی وفات کے بعد بھی حضرت خواجہؒ کی درگاہ کی نگرانی اور آپ کی اولاد و خاندان کی خدمت کرنا آپ کی زندگی بھر کا مقصد رہا۔

شیخ اللہ داد شیخ اللہ داد لاہور سے ماوراء النہر کے سفر کے زمانے میں آپ کی خدمت میں پہنچے تھے اور آپ سے فیض حاصل کر کے طریقۂ مراقبہ اور ذکر و اذکار اکابرِ نقشبندیہ کی تلقین حاصل کی اور آخر دم تک درگاہ کی خدمت اور مسافروں کے کھانے پینے کا انتظام کرتے رہے۔

ماوراء النہر کا سفر مسندِ شیخت پر سرفراز ہونے کے بعد آپ کا قیام صرف دہلی تک محدود نہ تھا بلکہ آپ بوقتِ ضرورت سفر بھی فرماتے تھے آپ کے مکتوبات سے پتہ چلتا ہے کہ آپ آگرہ بھی تشریف لے گئے تھے۔ اور لاہور جاتے ہوئے ماوراء النہر بھی تشریف لے گئے تھے اور وہاں بزرگوں کے مزارات کی زیارت کی اور مشہور علماء اور روحانی شیوخ سے بھی ملاقات کی تھی چنانچہ مکتوب ۱ میں ایک دوست کے نام اس سفر کا حال اس طرح تحریر فرماتے ہیں:۔

"میں اللہ تعالیٰ کی مدد سے علاقہ بلخ میں پہنچا۔ ان لوگوں میں جو مسندِ ارشاد پر متمکن ہیں، ذاتی مناسبت نہ ہونے کی وجہ سے علم کی تاثیر نہ پائی۔ شمر خاں کے سلسلہ ملا صاحب کی ملاقات سے رہ گیا۔ خدا کا شکر ہے کہ اپنی منزل

لے ترجمہ مکتوبات ۱۰

صاف نظر آئی۔ جناب مولوی صاحب باطن کی کمال تجرید سے موصوف ہیں۔ ان کے اشعار کے دیوان سے جو انہی دنوں میں مکمل ہونے والا ہے معرفت کے آثار نظر آتے ہیں۔ میں دو تین دن تک وہاں رہا۔ برہان المحققین و حجۃ المرشدین حضرت خواجہ احرار قدس سرہ کے مزار فیض انوار کی زیارت کا پختہ ارادہ تھا وہاں بھی نہ ٹھہر سکا۔[۱]

مشائخ سے محبت

آپ کے مکتوبات سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ ماوراء النہر کے مشائخ اور علماء سے آپ کو بیحد محبت تھی اور آپ ان کی ملاقات و زیارت کے خواہاں تھے مگر آخر زمانے میں جسمانی ضعف کی وجہ سے آپ ماوراء النہر کا سفر نہیں کر سکے چنانچہ مکتوب ۱۵ میں جو آپ نے اپنے پیر و مرشد حضرت خواجہ امکنگی رح کے صاحبزادے ابو القاسم رحمۃ اللہ علیہ کے نام تحریر فرمایا ہے ملاقات کے اشتیاق و عقیدت کے ساتھ جسمانی کمزوری کی وجہ سے معذرت کا اظہار کیا گیا ہے۔

اہل و عیال

آپ کے دونوں فرزندان نرینہ حضرت خواجہ عبید اللہ اور خواجہ عبد اللہ دہلی ہی میں پیدا ہوئے۔ حضرت خواجہ عبید اللہ یکم ربیع الاول سنہ ۱۰۱۰ھ میں بوقت عصر پیدا ہوئے۔ آپ کی پیدائش پر آپ کے والد محترم حضرت خواجہ باقی باللہ رح نے نہایت برجستہ قصیدہ لکھا جس سے آپ کا سال ولادت اور وقت ولادت دونوں کا اظہار ہوتا ہے۔ خواجہ بزرگ فرماتے ہیں:۔

روگشتہ دریں خرابہ منزل	روز یکم از ربیع الاول
بود آخر عصر کاں یگانہ	افتادہ دریں سیاہ خانہ

---

[۱] ترجمۂ مکتوبات ص ۱۴۵ و ۱۴۶

طبعم غزل نشاط می گفت | دیدم ناگہ بہار بشگفت
تاریخ شناس تیز بیں مرد | بشگفت بہار در خط آورد

ان اشعار میں بشگفت بہار کے الفاظ سے سنِ ولادت کا اظہار ہوتا ہے۔ اس نام کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ ولادت سے قبل ایک خدا رسیدہ درویش کو (جنھیں ذکری بابا کہا جاتا ہے) بذریعہ کشف یہ معلوم ہوا کہ محترم خواجہ بزرگ کے گھر میں فرزند ارجمند پیدا ہونے والا ہے لہذا انھیں ہدایت کی گئی کہ اس فرزند ارجمند کا نام خواجہ عبید اللہ احرار قدس سرہ کے اسم گرامی پر رکھا جائے۔ اس صاحبِ دل درویش نے اس واقعہ کا اظہار حضرت خواجہ باقی باللہؒ سے کیا تو آپ نے اپنے فرزند ارجمند کے تولد ہونے پر ان کا اسم مبارک خواجہ عبید اللہ رکھا۔ خواجہ عبید اللہ نے دو سال تک اپنے والد بزرگوار کے زیر نگرانی پرورش پائی۔

خواجہ خورد خواجہ بزرگ کے دوسرے فرزند ارجمند خواجہ محمد عبداللہ، جو خواجہ خورد کے لقب سے مشہور ہیں۔ آپ کی دوسری زوجہ محترمہ سے اپنے بڑے بھائی کے چار مہینے بعد ماہِ رجب میں پیدا ہوئے۔ حضرت خواجہ بزرگ نے اس دوسرے فرزند کی پیدائش پر بھی چند اشعار کا ایک قصیدہ نظم کیا جس میں تاریخ ولادت اور وقتِ ولادت کی طرف اشارہ ہے۔ فرماتے ہیں:-

تاریخ یکے چو شد نمودار | ہنگام تولد دگر آمد
افتادہ بہ بحر درتلاطم | ماہ رجب و پگاہ ششم
مابین ظہور ایں دو گوہر | بگذشتہ چہار ماہ اکثر
چوں صبح رسید آخر شب | چوں روز زروشنی لبالب

چوں ماہ تمام منشرح صدر　　　در ظلمت شب چو ساعتِ قدر

دونوں فرزند صورت و سیرت میں اپنے والد محترم کے مشابہ تھے۔

مذکورہ بالا فرزندوں کے علاوہ شاید آپ کی ایک دو صاحبزادیاں بھی تھیں کیونکہ شاہ غمگین جی کے بارے میں بعض تذکروں میں یہ مذکور ہے کہ وہ آپ کے داماد تھے تاہم اس کی کوئی تصدیق نہیں ہو سکی۔

والدہ ماجدہ آپ کی والدہ ماجدہ دہلی میں آپ کے ساتھ رہتی تھیں اور آپ ہر وقت فقراء اور درویشوں کو کھانا کھلانے کی خدمت میں مصروف رہتی تھیں چنانچہ حضرت خواجہ صاحب کی خانقاہ کے باورچی خانے کا کل کام آپکے سپرد تھا ایک دفعہ حضرت خواجہ صاحب نے ازراہِ رحم و شفقت ضعفِ پیری کی وجہ سے یہ کام والدہ صاحبہ سے لے لیا اور دوسروں کے سپرد کر دیا تھا۔ اس موقع پر آپ بہت رنجیدہ ہوئیں لہذا دوبارہ یہ خدمت انہی کے سپرد کر دی گئی اور ان کی مدد کے لئے اپنے سالے محمد صادق کی بیوی بی بی بانو اور شیخ محمد صدیق کشمیری کی بیوی بی بی آغا کو خمیر کرنے اور مطبخ کے دوسرے کاموں میں مدد دینے کے لئے مقرر فرمایا[1]

ازواجِ مطہرات آپ کی دو[2] ازواجِ مطہرات تھیں اس لئے آپ کے دو گھر تھے۔ آپ کی ازواجِ مطہرات آپ کی کثرتِ عبادت و ریاضت کی وجہ سے اپنے تمام حقوق زوجیت سے دست بردار ہو گئی تھیں تاہم آپ ان کے تمام شرعی حقوق انصاف کے ساتھ ادا فرماتے تھے اور باری باری ان کے گھر

---

[1] ترجمہ مکتوبات ص۲۶

تشریف لے جاتے تھے یہانتک کہ سخت بیماری اور ضعف کے آخری دنوں میں بھی عدل و انصاف کو قائم رکھا۔ آپ کی یہ عادت تھی کہ جس گھر میں رات بسر کرتے فجر کی سنت بھی وہیں ادا فرماتے پھر نماز جماعت کے لئے مسجد میں تشریف لیجاتے بلکہ تحیۃ الوضوء کی نفلیں بھی گھر ہی میں ادا فرماتے تھے۔

عوام کی خدمت مسجد جاتے وقت اکثر ضرورت مند افراد آپ سے گفتگو کرکے اپنی ضرورتیں بیان کرتے تھے لہذا آپ تھوڑی دیر ٹھہر کران کی باتیں توجہ سے سنتے اور نہایت خندہ پیشانی سے ہر ایک کو جواب شافی دیتے تھے۔ نماز باجماعت سے فارغ ہونے کے بعد جب آپ مسجد سے نکلتے تھے تو اس وقت بھی معتقدین اور حاجتمندوں کی ایک جماعت اکٹھی ہو جاتی تھی اور وہ لوگ آپ سے گفتگو کرتے تھے۔ آپ انھیں تسلی بخش جواب دیتے تھے اور ان کی ضرورتوں کو پورا کرتے تھے۔

مخلوق خدا کی حاجتیں برلانے کی وجہ سے آپ کو بڑی بڑی فتوحات اور کشائش حاصل ہوتی تھیں اس لئے آپ تندہی سے عوام کی خدمت کرتے تھے اس طرح آپ کی ذات سے نہ صرف آپ کے مریدوں کو روحانی فوائد پہنچے بلکہ عوام کو بھی ظاہری اور باطنی فیض سے بہرہ وافر ملا[1]۔

خلوت نشینی آخری زمانے میں جب آپ عدم اور فنا کے عالم میں پہنچ گئے تھے اور جسمانی ضعف اور ظاہری امراض غالب آگئے تھے اس وقت آپ نے عام لوگوں سے ملنا جلنا کم کر دیا تھا اس سے پہلے بھی آپ صرف مسجد سے

---

[1] ترجمہ مکتوبات ص۴۳

Marfat.com

آتے جاتے وقت لوگوں کی اصلاح اور ان کی ضرورتیں پورا کرنے کے لئے کچھ وقت ان سے گفتگو میں صرف فرماتے تھے ورنہ آپ اپنا تمام وقت تنہائی اور عبادت میں صرف فرماتے تھے۔

فیض عام آپ مسند ارشاد و ہدایت پر صرف دو سال فائز رہے، جب حضرت شیخ احمد مجدد الف ثانیؒ آپ سے فیض یاب ہو گئے تو آپ نے اپنے تمام مریدوں کی روحانی تعلیم و تربیت ان کے سپرد کر دی تھی اور خود بالکل گوشہ نشین ہو گئے تھے تاہم اس قلیل عرصے میں آپ نے سلسلۂ نقشبندیہ کو جو اس برصغیر ہند و پاکستان میں بالکل اجنبی تھا ملک کے گوشہ گوشہ میں روشناس کرایا۔

مولانا ہاشم کشمی کا بیان مولانا ہاشم کشمی اپنی مشہور کتاب زبدۃ المقامات میں آپ کا تذکرہ کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں: "اس حقیر سے ایک فاضل نے فرمایا "بعض بزرگوں نے برصغیر ہند و پاکستان میں تقریباً ستر سال تک اپنے مریدوں کو فیض یاب کیا مگر اس کے باوجود ان کا سلسلہ ختم ہو گیا مگر تمہارے خواجہ صاحب کا یہ زبردست کارنامہ ہے کہ گو وہ چالیس سال کی عمر میں دنیا سے رخصت ہو گئے اور صرف دو سال تک مسند ارشاد و ہدایت پر سرفراز رہے مگر اس قلیل عرصے میں آپ تمام دنیا کو فیضیاب کر گئے اور توقع ہے کہ قیامت تک ان کے فیوض و برکات کا سلسلہ جاری رہے گا۔"[1]

ترکِ توجہ خصوصی آخر میں آپ نے اپنے خصوصی مریدوں کو توجہ دینا بھی بند کر دیا تھا کیونکہ آپ کو تنہا رہنے کا حکم مل گیا تھا لہذا آپ نے اپنے معتقدین اور مریدین کو بلا کر نہایت شفقت سے فرمایا

[1] زبدۃ المقامات ص۳۰

Marfat.com

"جب اللہ تعالیٰ کا فرمان اور اس کی مرضی مشیخت کے ترک کرنے میں ہے تو دوستوں کو چاہیئے کہ ہم کو اپنی تربیت کے لائق نہ سمجھیں اور جہاں چاہیں اپنا مقصد حاصل کرنے کے لئے چلے جائیں"

یہ بات سن کر آپ کے نیازمند بہت پریشان ہوئے اور وہ ان الفاظ سے غلط فہمی میں مبتلا ہو گئے لہذا آپ نے ان کی غلط فہمی اور پریشانی دور کرنے کیلئے یہ فرمایا "میں یہ بات حکم کے طور نہیں کہہ رہا ہوں بلکہ میرے کہنے کا مقصد یہ ہے کہ میں بری الذمہ ہو جاؤں کیونکہ بعض رفقاء اپنی تعلیم، روزگار اور کاروبار کو چھوڑ کر یہاں فقر و درویشی کی تکالیف برداشت کر رہے ہیں"

وفات کی پیشینگوئیاں

وفات سے پیشتر آپ نے اپنی وفات اور دنیا سے رحلت کے بارے میں پیشینگوئیاں کرنی شروع کر دی تھیں چنانچہ آپ نے ایک دفعہ فرمایا: "ایسا دیکھا گیا ہے کہ سلسلۂ نقشبندیہ میں سے کوئی بزرگ فوت ہو جائے گا"

اس کے بعد آپ نے یہ خواب دیکھا کہ کوئی یہ کہہ رہا ہے کہ "جس مقصد کیلئے تمہیں دنیا میں لائے تھے وہ مقصد پایۂ تکمیل تک پہنچ چکا ہے۔ لہذا اب یہاں سے سفر کرنا چاہیئے"

وفات سے چند دن پیشتر آپ نے فرمایا:

"میں نے ایک عجیب و غریب خواب دیکھا ہے۔ لوگ کہتے ہیں کہ زمانے کا قطب مر گیا ہے اس وقت میں اپنے مرثیہ میں بہت ہی عمدہ نظم پڑھ رہا ہوں اور اس میں نہایت اعلیٰ درجے کے اشارات و کنایات مذکور ہیں"

Marfat.com

وفات کا حال

آپ کی وفات کا حال آپ کی مجالس مرتب کرنے والے نے نہایت تفصیل سے لکھا ہے وہ اپنی سولہویں مجلس میں تحریر فرماتے ہیں: "بتاریخ پندرہویں ماہ جمادی الثانی ۱۰۱۲ھ پرانی دائمی بیماریوں کے علاوہ جن میں آپ بظاہر تندرست دکھائی دیتے تھے آپ کو بخار بھی لاحق ہوگیا تھا، یہ آپ کا آخری مرض تھا، اس مرض کی حالت میں آپ فرماتے تھے "خواب میں حضرت خواجہ احرار قدس سرہ سے ملاقات ہوئی خواجہ صاحب نے بڑی عنایت و مہربانی فرمائی اور حکم دیا" پیراہن پہن لو"۔

اس واقعہ کو بیان کرنے کے بعد آپ مسکرانے لگے اور فرمایا" اگر زندہ رہے تو ایسا کریں گے ورنہ کفن ہی پیراہن ہے"۔

اس مرض کے لاحق ہونے سے ایک دن پہلے آپ نے اپنی ازواجِ مطہرات میں سے کسی ایک سے فرمایا" جب میری عمر چالیس سال کی ہوجائے گی تو اس وقت مجھے ایک بڑا واقعہ پیش آئے گا" اس خبر کو سن کر گھر کے لوگ بہت پریشان ہوئے اس پر آپ نے فرمایا" چالیس سال عمر کم نہیں ہے، کیا چالیس سال زندہ رہنا کم مدت ہے؟"

مؤلفِ مجالس کا بیان

مؤلف مجالس مزید تحریر فرماتے ہیں: "بروز ہفتہ ۱۷ جمادی الثانی ۱۰۱۲ھ کو حضرت مخدومی حاجی شیخ عبدالحق سلمہ اللہ تعالیٰ کے ہمراہ فقیر مجلسِ عالی میں حاضر ہوا۔ آپ نے فرمایا: "کل رات سے بدن کے جوڑ اور اعضا اس قدر درہم برہم ہوگئے کہ گویا نزع کی حالت ہوگئی۔ نصف شب تک ایسا ہی حال رہا۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ کی عنایت سے

Marfat.com

آرام آگیا۔ اگر مرنے سے یہی حالت مراد ہے تو بہت ہی عجیب نعمت ہے کیونکہ اس حالت سے نکلنے کو طبیعت نہیں چاہتی تھی۔"

وصیت اسی بیماری کی حالت میں آپ نے وصیت فرمائی: "ہمارے پاس دو مشتبہ کتابیں ہیں انھیں ان کے مالک کے پاس واپس کر دو۔"

یہ کتابیں شرعی ہبہ کے مطابق آپ کی جائز ملکیت میں تھیں (تاہم آپ نے انھیں واپس کرنا احتیاط و تقویٰ کے مطابق سمجھا)

میراث آپ نے میراث میں جو چیزیں چھوڑیں وہ مندرجہ ذیل تھیں: ایک نقد روپیہ، چند کتابیں، ایک گھوڑا اور ایک فرش اور یہ روحانی طریقہ (نقشبندیہ) جو مریدوں میں رائج ہے۔

آخری ایام بروز پنجشنبہ ۲۳ جمادی الثانی کی شام کو آپ بہت تندرست نظر آتے تھے چنانچہ عصا ہاتھ میں لیکر اپنے پائے مبارک سے چل کر ایک جگہ سے دوسری جگہ تشریف لے گئے اور بہت خوش ہو کر اس گھر میں جو دریا کے سامنے تھا اور جس میں مخالف ہوا آتی تھی رونق افروز ہوئے۔ آپ نے شام کی نماز اشارہ سے ادا فرمائی۔ اس کے بعد بلند آواز میں مثنوی مولانا روم پڑھنے لگے۔ آپ کے وہ مخلصین جو تیمارداری کی خدمت پر مامور تھے، یہ حال دیکھ کر حیران ہو گئے تاہم بعض لوگوں نے تصوف کے بعض اسرار و غوامض کے بارے میں دریافت کرنا شروع کیا چنانچہ ان میں سے ایک شخص نے یہ دریافت کیا۔

ایک سوال کا جواب "قرآن کریم میں ایمان بالغیب کا حکم آیا ہے وہ غالباً عام مسلمانوں کے لئے ہوگا اہل مشاہدہ کے لئے نہیں ہوگا

Marfat.com

کیونکہ اہلِ مشاہدہ کا ایمان شہود کے ساتھ ہے۔" آپ نے فرمایا "ایسا نہیں ہے ایمان بالغیب کا حکم عام و خاص سب مومنین کے لئے ہے۔"

جمعہ کی رات کے آخری حصے میں آپ کے دل پر ضعف غالب آگیا اور آپ بیہوش ہو گئے۔ تھوڑی دیر کے بعد جب ہوش آیا تو چہرۂ مبارک پر خوشی اور تروتازگی کے آثار نمایاں تھے اور آرام و قرار کا اظہار ہو رہا تھا آپ نے آنکھیں کھولیں مگر اس کے بعد سے لیکر وفات تک آپ نے بات چیت نہیں کی، یہ خاموشی صرف بارہ پہر تک باقی رہی تھی۔ اس عرصے میں بعض ایسی دواؤں کا استعمال جاری رہا جو آپ کی طبیعت کے مخالف تھیں تاہم آپ نے ناراضگی کا اظہار نہیں کیا۔ اس وقت سے لے کر وصال کے وقت تک آپ کا چہرہ نہایت مطمئن اور پُرسکون رہا۔ البتہ جب ایک مرتبہ ایک ہندو طبیب کو علاج کے لئے بلایا گیا تو آپ نے اس کی آمد کو ناپسند فرمایا اور چیں بجبیں ہو کر اس ہندو وید کی طرف سے منھ پھیر لیا۔ یہ حال دیکھکر خواجہ حسام الدین احمد نے عرض کیا :-

"حضور کی والدہ ماجدہ کی رضامندی سے یہ گستاخی کی گئی ہے ورنہ آپ کی طبیعت کا حال ہمیں معلوم ہے کہ آپ ہندو طبیب کے لانے سے خوش نہیں ہیں"

یہ بات سن کر آپ کے چہرۂ مبارک کا رنگ تبدیل ہو گیا اور آپ اپنی والدہ کی مرضی کے تابع ہو گئے۔ اس اثنا میں ایک مخلص نے اللہ العالمین کا نام لیا۔ یہ لفظ سن کر آپ نے جلدی سے اس کی طرف نگاہ کی اور اپنے سر مبارک کو جو نہایت ہی بے چینی کی حالت میں تھا اس کی طرف پھیر لیا۔ حاضرین میں سے ایک نے کہا:

"دیکھو! محبوب کا نام سن کر کس درجہ شوق میں آ کر آپ نے جنبش فرمائی ہے"۔ یہ بات

Marfat.com

سن کر آپ کی حقائق بیں آنکھیں گردش میں آئیں اور بے اختیار آنسو ڈبڈبا آئے۔[1]

وصال کا حال

مؤلف مجالس باقیہ اپنی سترہویں مجلس میں جو آخری مجلس ہے آپ کے وصال کا حال یوں بیان فرماتے ہیں:۔

"بروز ہفتہ ۲۵ جمادی الثانی ۱۲۰۱ھ کو حضوری کی سعادت حاصل ہوئی آپ اس وقت سکراتِ موت میں مبتلا تھے۔ مخلصوں میں سے جو کوئی حاضر ہوتا تھوڑی دیر آپ اسے دیکھتے اس کے بعد آنکھیں پھیر کر یا بند کر کے اسے رخصت فرما دیتے تھے جب اس مسودہ (مجالس) کا جامع آپ کی نظر مبارک کے سامنے آیا تو آپ بہت دیر تک اس فقیر کی طرف متوجہ رہے اور کسی دوسری طرف نگاہ نہ ڈالی۔ اے خدا تو ہمیں ان کی برکات سے بہرہ مند فرما۔"

"حجۃ الاسلام حضرت مخدومی خواجہ حسام الدین احمد رو رہے تھے آپ نے الوداعی نظروں سے ان کی طرف دیکھا اور ان کے حال پر بہت ہی شفقت و مہربانی فرمائی لیکن حضور کے چہرہ سے حسبِ عادت تبسم اور تعجب کا اظہار ہو رہا تھا جس کا مطلب یہ تھا کہ "بڑے تعجب کی بات ہے کہ تم اپنے آپ کو درویشوں کی جماعت میں سمجھتے ہو اور اس معاملے میں بچوں کی طرح رو رہے ہو" آپ نے بہت دیر تک ان کا ہاتھ اپنے دستِ مبارک میں لے کر پکڑے رکھا اور اپنا دستِ مبارک ان کے چہرے اور سر پر پھیرا۔

اس آخری بیماری کے وقت خواجہ حسام الدین احمد کے علاوہ اور کوئی اصحابِ کرام میں سے خدمتِ عالی میں ہر وقت حاضر نہیں رہتا تھا اگرچہ میاں شیخ اللہ داد بھی

---

[1] حیاتِ باقیہ ص ۶۱ و ۶۲ (سولہویں مجلس)

Marfat.com

قریب رہتے تھے لیکن وہ آپ کے مرض کی شدت اور ضعف کو دیکھنے کی تاب نہ لا سکے اور انھیں ایسا ضعف لاحق ہو گیا تھا کہ وہ اس موقع پر خدمت عالیہ میں حاضر نہیں ہو سکے۔

لہذا خواجہ حسام الدین احمد کے علاوہ اور کوئی شب و روز آپ کی خدمت میں حاضر نہیں تھا۔ چونکہ آپ پر سکراتِ موت کا عالم طاری تھا اور مکان تنگ تھا اس لئے معتقدین یکے بعد دیگرے آکر رخصت ہو جاتے تھے میں بھی ان عزیزوں سے رخصت حاصل کر کے جو وہاں موجود تھے چلا گیا۔

ہفتہ کی شام کو جبکہ ابھی سورج غروب نہیں ہوا تھا، آپ بلند آواز کے ساتھ اسم ذات کے ذکر میں مشغول ہو گئے اور دو تین گھڑی کے بعد اسی حالت میں جوارِ رحمتِ حق میں جا ملے اور عالم قدس میں پہنچ گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ [1]

آپ کی وفات کے بعد آپ کے معتقدین کے فیصلے کے مطابق ایک عمدہ زمین میں آپ کا مزار تیار کیا گیا لیکن جب آپ کا جنازہ اٹھایا گیا تو رنج و غم سے نڈھال ہو کر بے حواسی کے عالم میں آپ کے معتقدین، اس مقام کے بجائے جہاں آپ کا مزار مبارک تیار کیا گیا تھا آپ کا جنازہ دوسرے مقام پر لے گئے۔ وہاں پہنچ کر معلوم ہوا کہ یہ وہی سرزمین ہے جہاں حضرت خواجہ صاحب نے وضو کر کے دوگانہ ادا فرمایا تھا اور وہیں بیٹھ کر آپ نے اپنے مریدین کو روحانی تلقین کی تھی اور جب آپ وہاں سے اٹھے تو آپ کے دامنِ مبارک پر کچھ خاک لگ گئی تھی، اس موقع پر آپ نے فرمایا تھا "یہ مقام ہمارا دامن گیر ہے یہی ہمارا مدفن ہوگا۔"

---

[1] حیات باقیہ مطبوعہ دہلی ص ۶۶ و ۶۸ (سترہویں مجلس)

لہذا آپ کے مخلص دوستوں نے اسی واقعہ کے پیش نظر اس خود فراموشی کے فعل کو خدا کی حکمت وہدایت پر محمول جانا اور وہیں قبر کھود کر آپ کو دفن کیا یہ مقام قدم شریف کے قریب درگاہ خواجہ باقی باللہ کے نام سے مشہور ہے۔

حضرت خواجہ باقی باللہؒ نے ۲۵ جمادی الثانی ہفتہ کی شام کو اس دارفانی سے کوچ فرمایا مگر آپ کو ۲۶ جمادی الثانی بروز یکشنبہ اسی مقام پر دفن کیا گیا جو قدمگاہ کے مجاوروں کیلئے بنایا گیا تھا۔

آپ کی وصیت وہدایت کے مطابق آپ کے مزار پر چھت اور قبہ یا گنبد تعمیر نہیں کیا گیا اور نہ کوئی کتبہ لگایا گیا تھا تاہم حضرت خواجہ حسام الدین احمد نے جو آپ کے بعد آپ کی خانقاہ اور درگاہ کے منتظم اور متولی تھے آپ کے مزار کے ارد گرد بہت سے خوشنما درخت لگوا دیئے تھے جن کی وجہ سے یہ قطعۂ زمین رشکِ گلستاں بن گیا تھا۔

وفات کی تاریخیں

آپ کی وفات پر بہت سے نامور شعراء اور مخلص معتقدین نے نہایت درد انگیز مرثیے لکھے اور برجستہ تاریخی مادے نکال کر ان کے ساتھ نتیجہ خیز مصرعے چسپاں کئے، ان میں چند اشعار مندرجہ ذیل ہیں:

(۱) ذاتے کہ بدوست بود باقی — از خود ہمہ فانی الصفت بود
برخالقِ خویش جملگی عشق — برخلق تمام عاطفت بود
وے تشنہ دلم سالِ فوتش — خوش گفت کہ بحر معرفت بود ۱۰۱۲

(۲) یہ تاریخ آپ کے روضۂ مبارک کے جنوبی دروازے پر نہایت خوشنما حروف میں کندہ ہے، اور "نقشبند وقت" سے آپ کی تاریخ وفات نکلتی ہے۔

Marfat.com

خواجہ باقی آں امامِ اولیاء ، عارفِ باللہ اسرارِ نہفت
نکہتِ بستانِ سرائے انبیاء ، از نہالِ جعفری خوش گل شگفت
چونکہ بُد مشربِ فنا اندر بقا ، محوِ حق گشتہ دُرِ اسرار سفت
سالِ تاریخ وصالش خسروی ، فی البدیہ نقشبندِ وقت گفت
۱۰۱۲ھ

(۳) مندرجہ ذیل اشعار و تاریخِ وفات آپ کے مزارِ مبارک کے سرہانے ایک صاف پتھر پر بہت ہی خوبصورت الفاظ میں کندہ ہے :-

قبلۂ اربابِ معنی ، کعبۂ اصحابِ دیں ، مظہرِ فیضِ الٰہی صاحبِ علم الیقیں
حامیٔ دینِ نبیؐ ، اکمل امام المتقین ، موردِ فضلِ گرامی آلِ ختم المرسلین
کاشفِ اسرارِ مطلق واقفِ عین الیقیں ، محوِ ذاتِ اقدس و باللہ باقی بالیقیں
غوثِ اعظم عروۃ الوثقیٰ ز ربّ العالمین ، قطبِ ارشادِ جہاں ہم معنی از حق الیقین
کاملِ عالی طریقہ ، مہدیٔ راہِ متیں ، بحرِ عرفانِ الٰہی ، مقتدا العارفین
راضی و مرضیِ حق بر ذات و شانِ مبین ، ایں کرامت ہست بر محبوبِ ربّ العالمین
نور ہمچوں بر جبینش تافت از حق المبیں ، شد زمین ہمتش روشن قلوب المومنیں
کے توانم گفت مدحِ آں خلاصۂ صلیں ، ہست ذاتِ خواجہ باقی رحمۃ للعالمیں
نعمت اللہ باقی بود ، باقی شد یقیں ، مرجعِ انس و ملک از فضلِ ربّ العالمین
چوں کمالش وصل دائم بود معنیٔ دلنشیں ، شد وصالِ غیب او آخر بعمرِ اربعیں
واں ز ہجرت بعد الف اثنا عشر بودہ سنیں ، از وفاتِ قطبِ دوراں تکیہ گاہِ مسلمیں
ہر کہ آید بر مزارش از سرِ صدق و یقیں ، حاجتش گردد روا ہم مقصدِ دنیا و دیں

آپ کی شان میں یہ قطعہ بھی مشہور ہے :-

قبلۂ انفسی و آفاقی ، بزمِ خاصِ شہود را ساقی
خضرِ جاں بخش راہِ مشتاقی ، خواجۂ ما محمدِ الباقی
(حضرت مرزا مظہر جانجاناں)

Marfat.com

حضرت خواجہ محمد باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ
کے اخلاق و عادات

حضرت خواجہ باقی باللہ رح کے اخلاق و عادات خُلقِ نبوی کا نمونہ تھے۔ آپ نہایت متواضع تھے اور ہمیشہ عزلت و گوشہ نشینی میں زندگی بسر فرماتے تھے مگر آپ کی گوشہ نشینی راہبوں اور تارک الدنیا جیسی نہ تھی بلکہ اس کے ساتھ ساتھ آپ خلقِ خدا کی خدمت بھی کرتے تھے اور اپنے مخلصوں اور دوستوں کی غم خواری اور ہمدردی بھی کرتے تھے اور ان کی خیر خواہی میں ہمیشہ کوشاں رہتے تھے مگر دینی فرائض اور سنتِ نبوی کے اتباع کو ہر چیز پر مقدم سمجھتے تھے۔

خاموشی خاموشی اور کم گوئی آپ کی مخصوص عادت تھی آپ سارے دن گردن جھکائے عالمِ سکوت میں بیٹھے رہتے تھے اور کسی کی طرف آنکھ اٹھا کر نہیں دیکھتے تھے البتہ جب کوئی شخص آپ سے بات کرتا تھا تو بقدرِ ضرورت اسے مختصر جواب دیا کرتے تھے مگر جب کوئی تصوف کا پیچیدہ مسئلہ زیرِ بحث آتا تھا تو آپ اُسے نہایت وضاحت کے ساتھ بیان فرماتے تھے تاکہ سائل کے اچھی طرح ذہن نشین ہو جائے اور وہ کسی قسم کی غلط فہمی یا گمراہی میں مبتلا نہ ہو جائے۔

عجز و انکسار آپ کی طبیعت میں انتہائی درجہ کا عجز و انکسار تھا۔ آپ سادات و مشائخ اور دینی علماء کی بیحد تعظیم فرماتے تھے۔

Marfat.com

درویشوں اور عالموں سے ان کے گھر جا کر ملاقات فرماتے تھے اگر کسی عالم کو پیدل چلتے ہوئے دیکھتے اور آپ گھوڑے پر سوار ہوتے تو آپ فوراً گھوڑے سے اتر کر اس عالم کو سلام کرنے اور مصافحہ کرنے میں پیشقدمی فرماتے تھے۔ عام مسلمانوں کی حاجت روائی میں کوتاہی نہیں کرتے تھے اور امراء و حکام کو ان کا کام کرنے کے لئے سفارشی خطوط لکھتے تھے۔

مرجع خلائق ہونے کے باوجود آپ نے کبھی اپنی ذات کو عام انسانوں سے برتر خیال نہیں کیا اور نہ اپنے روحانی کمالات کا کبھی اظہار کیا بلکہ آپ حتی الامکان اپنے روحانی مرتبے کو پوشیدہ رکھنے کی کوشش کرتے تھے اور جب کوئی مرید ہونے کے لئے آتا تو آپ ازراہِ انکساری اپنے آپ کو اس کام کا اہل ظاہر نہ کرتے تھے مگر جب وہ نہایت اصرار کرتا اور اپنے ارادہ پر ثابت قدم رہتا تو اس وقت آپ اسے اپنے حلقۂ ارادت میں داخل کرتے تھے۔

آپ کی عاجزی، انکساری اور خوش اخلاقی کے بہت سے واقعات مذکور ہیں۔ ان میں سے ایک واقعہ یہ ہے کہ ایک خراسانی نوجوان عرصہ دراز تک حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ کے مزار پر معتکف رہا اور ان سے کسی مرشد کامل کی درخواست کرتا رہا آخر اُسے بذریعۂ کشف ہدایت کی گئی کہ وہ طریقہ نقشبندیہ کے ایک بزرگ کی خدمت میں حاضر ہو جو ابھی تشریف لائے ہیں چنانچہ وہ خراسانی آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اپنا سارا واقعہ بیان کیا۔ آپ نے فرمایا:

"یہ بندۂ مسکین اپنے آپ کو اس قابل نہیں سمجھتا، تمہیں جس بزرگ کا حوالہ دیا گیا ہے وہ کوئی اور ہوگا۔"

Marfat.com

اس کے بعد آپ کی ہدایت کے مطابق وہ خراسانی نوجوان پھر اپنے مقام پر چلا گیا۔ دوسری رات خواب میں پھر یہ ہدایت کی گئی کہ وہ بزرگ جس کا پتہ بتایا گیا تھا وہ وہی ہیں جن سے اس نے ملاقات کی تھی لہذا صبح ہوتے ہی وہ خراسانی پھر خدمتِ اقدس میں حاضر ہوا اور اپنا خواب بیان کر کے آپ کا مرید ہونے پر اصرار کرنے لگا۔ آپ نے اس کے بے حد اصرار پر اُسے اپنے حلقۂ ارادت میں شامل کر لیا۔

اسی قسم کا واقعہ آپ کے خلیفۂ خاص خواجہ حسام الدین احمد کے ساتھ بھی پیش آیا تھا انھیں بھی آپ نے ازراہِ تواضع وانکساری واپس کر دیا تھا اور بعد میں انھیں مرید کیا۔[1]

رحم و شفقت رحم و شفقت آپ میں کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی بالخصوص غریب اور حاجتمندوں کی حاجت روائی سے آپ نے کبھی گریز نہیں کیا۔ ایک دفعہ جب آپ لاہور میں مقیم تھے، وہاں خشک سالی کے آثار نمودار ہوئے۔ آپ قحط زدہ لوگوں کی بُری حالت سے اس قدر متاثر ہوئے کہ آپ نے خود بھی کھانا پینا چھوڑ دیا۔ چند روز کے بعد آپ کے عقیدتمندوں نے کھانا پیش کیا تو آپ نے آنسو بہاتے ہوئے یہ فرمایا "یہ بات انصاف سے بعید ہے کہ ہمارے پڑوس میں ایک شخص بھوک کے مارے رات تڑپ تڑپ کر گذارے اور ہم سیر ہو کر کھانا کھائیں۔" یہ فرما کر آپ نے اپنا سارا کھانا بھوکوں میں تقسیم کر دیا۔

---

[1] زبدۃ المقامات۔

Marfat.com

آپ نہ صرف انسانوں پر رحم و شفقت فرماتے تھے بلکہ حیوانات اور جانوروں پر بھی آپ بیحد شفیق تھے اور انھیں کوئی تکلیف واذیت نہیں دیتے تھے چنانچہ اس قسم کا یہ واقعہ مذکور ہے کہ ایک رات آپ تہجد کے لئے اٹھے تو ایک بلی آپ کے لحاف پر سوگئی جب آپ تہجد کی نماز سے فارغ ہو کر بستر پر تشریف لائے تو بلی کو لحاف پر سوتے دیکھا اس وقت آپ نے ازراہ شفقت بلی کو نہیں جگایا اور رات بھر یونہی بیٹھے موسم سرما کی شدید تکلیف برداشت کرتے رہے مگر بلی کو جگانے کی تکلیف گوارا نہیں فرمائی۔

آپ کی شفقت برے لوگوں پر بھی ہوتی تھی بالخصوص اگر ایسے لوگ آپ کے پڑوسی ہوں اور آپ کو تکلیف دیتے ہوں تو اس صورت میں بھی آپ ان کی خیرخواہی فرماتے تھے اور برائی کا بدلہ برائی سے نہ دیتے تھے چنانچہ مذکور ہے کہ آپ کے پڑوس میں ایک ظالم اور شریر نوجوان رہتا تھا وہ ہر قسم کی شرعی برائی کا ارتکاب کرتا تھا لیکن آپ نے اس کی کوئی شکایت حکام تک نہیں پہنچائی۔ اتفاق سے خواجہ حسام الدین احمد نے شہر کوتوال سے اس کی شرارتوں کا ذکر کر دیا اس نے اسے گرفتار کر کے حوالات میں بند کر دیا۔ جب آپ کو خبر ہوئی تو آپ نے خواجہ حسام الدین کو بلا کر اظہار ملامت فرمایا۔ انھوں نے عرض کیا "جناب والا! یہ شخص بہت ہی فاسق و فاجر ہے اب اس کی برائیاں صرف اسی کی ذات تک محدود نہیں رہی ہیں بلکہ اس کے اثرات دوسروں تک بھی پہنچ گئے ہیں"۔

یہ سن کر آپ نے ٹھنڈی سانس لی اور فرمایا "چونکہ تم اپنے آپ کو نیک اور گناہوں سے پاک سمجھتے ہو اس لئے تمہاری نظروں میں وہ فاسق اور شریر ہے مگر

Marfat.com

ہم کسی بات میں بھی اپنے آپ کو اس سے بالاتر نہیں سمجھتے ہیں اور جب یہ بات ہو تو ہم کیسے اُسے بُرا کہہ سکتے ہیں۔"

اس کے بعد آپ نے شہر کے کوتوال کے پاس اس کی سفارش کی اور اس نے اسے چھوڑ دیا۔ وہ نوجوان آپ کے رحم و شفقت اور اعلیٰ اخلاق سے اس قدر متاثر ہوا کہ اس نے فوراً اپنے گناہوں سے توبہ کر لی اور اپنی اصلاح کر کے صالح اور نیک انسان بن گیا۔

تحمل اور بردباری

صاحب زبدۃ المقامات ایک بزرگ درویش کے حوالے سے بیان کرتے ہیں۔ وہ فرماتے ہیں:-

"ایک دن میں خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ کے مزار پر موجود تھا کہ اچانک یہ اطلاع ملی کہ حضرت خواجہ محمد باقی قدس اللہ سرہ تشریف لانے والے ہیں۔ مزار مبارک کے خدام نے آپ کی تشریف آوری کی خبر سن کر ایک تخت بچھا دیا اور اس پر فرش و تکیہ لگا کر آپ کے استقبال کے لئے کھڑے ہو گئے۔ اتنے میں ایک آزاد منش فقیر آیا اور تخت و فرش کو دیکھ کر مزار مبارک کے خدام سے مخاطب ہو کر پوچھنے لگا "یہ کیا ہے اور کس کے لئے ہے؟" خدام بولے "خواجہ بزرگ محمد باقی تشریف لانے والے ہیں ان کے لئے یہ تخت بچھایا گیا ہے۔" یہ سن کر وہ بدزبان فقیر نہایت غضبناک ہو گیا اور غصے میں آپے سے باہر ہو کر حضرت خواجہ صاحب کی شان میں گستاخی کرنے لگا۔ اتنے میں خواجہ صاحب بھی تشریف لے آئے۔ آپ کو دیکھ کر وہ اور زیادہ برافروختہ ہو گیا۔ آپ کے ساتھ درویشوں کی ایک جماعت تھی جو اس کو اس کی بدزبانی اور گستاخی کی سزا دینی چاہتی تھی مگر آپ نے

Marfat.com

انھیں منع کر دیا اور خاموشی کے ساتھ اس کی بدزبانی کو برداشت کرتے رہے جب وہ سب کچھ کہہ چکا تو آپ اس کے پاس گئے اور نہایت بردباری اور نرمی کے لہجے میں فرمایا "آپ نے جو کچھ فرمایا وہ درست اور بجا ہے درحقیقت میں ویسا ہی ہوں جیسا کہ آپ نے فرمایا ہے۔ مزار مبارک کے خدام نے جو کچھ کیا ہے وہ میرے اشارے اور علم کے بغیر کیا مجھے اس کا بالکل علم نہیں تھا۔ آپ برائے خدا معاف کیجئے اور مجھ بدنصیب کے لئے اپنا مغز خالی نہ کیجئے۔"

آپ یہ الفاظ فرماتے وقت اپنی آستین سے اس کی پیشانی کا پسینہ پونچھتے جاتے تھے اور مختلف طریقوں سے تواضع و انکساری کا اظہار فرما رہے تھے آخر کار اس فقیر کا غصہ دھیما ہوا اور اس نے آپ سے چند درہم مانگے۔ آپ نے فوراً اپنی جیب سے وہ رقم نکال کر اس کے حوالے کی جنہیں لیکر وہ چلا گیا۔"

راوی کہتا ہے "میں ایک گوشہ میں کھڑا ہو کر یہ تمام باتیں سن رہا تھا۔ میں یہ معلوم کرنے کی کوشش کر رہا تھا کہ خواجہ صاحب ان باتوں سے کہاں تک متأثر ہوئے ہیں مگر میں نے محسوس کیا کہ آپ کی پیشانی پر کوئی بل نہیں پڑا اور آپ اس کی بدکلامی سے ذرا بھی متأثر نہیں ہوئے لہذا مجھے یہ کامل یقین ہو گیا کہ آپ فرشتہ صفت ہیں۔"

سخاوت اور فیاضی

آپ میں سخاوت اور فیاضی بھی کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی آپ نے مال و دولت کبھی جمع نہیں کیا جو کچھ ہوتا تھا فقراء اور درویشوں میں صرف کر دیتے تھے امراء جو رقم آپ کی خدمت میں بھیجتے تھے آپ اس میں سے کچھ رقم اپنی طرف سے اضافہ کر کے مستحقین میں تقسیم کر دیتے تھے اور اپنے پاس کچھ نہیں رکھتے تھے۔

Marfat.com

زہد و استغنا آپ کے زہد و استغنا کا یہ حال تھا کہ بہت سے امراء آپ کو ہزاروں روپے نذرانہ کے طور پر پیش کرتے تھے مگر آپ انھیں قبول نہیں کرتے تھے۔ ایک دفعہ جب آپ نے سفرِ حجاز کا عزم کیا تو اکبر کے وزیرِ اعظم عبدالرحیم خانخاناں نے ایک لاکھ روپیہ نقد آپ کے اور آپ کے ہمراہیوں کے سفر خرچ کے لئے بھیجا اور اس کے ساتھ ایک خط میں یہ لکھا:

"مجھے امید ہے کہ حضور اس ناچیز رقم کو قبول فرما کر میری عزت افزائی فرمائیں گے۔"

جب یہ خط اور روپوں کی تھیلیاں آپ کے پاس پہنچیں تو آپ سخت برہم ہوئے اور فرمایا "ہم لوگوں کے لئے یہ مناسب نہیں ہے کہ ہم عام مسلمانوں کے گاڑھے پسینے کی کمائی کو ضائع کریں اور ان کا سیم و زر صرف کر کے حج کریں۔"

یہ کہہ کر آپ نے ایک لاکھ روپے کی خطیر رقم واپس کر دی اور اسے قبول نہیں کیا۔

سادہ مزاجی آپ کی محفل میں کبھی دنیاوی امور کی باتیں نہیں ہوتی تھیں آپ درویشوں اور مسکینوں کی طرح زندگی بسر کرتے تھے اچھے کھانے اور اچھے لباس کی آپ کو مطلق خواہش نہیں تھی بالکل سادہ مزاجی کے ساتھ زندگی بسر کرتے تھے۔ اسی طرح آپ کا مکان بھی بالکل معمولی تھا اور آپ کی محفل میں بھی کوئی شان و شوکت نہیں ہوتی تھی اور نہ کوئی پابندی ہوتی تھی ہر ایک بلا روک ٹوک آجا سکتا تھا۔ آپ کا دربار ہر طالبِ ہدایت کے لئے کھلا رہتا تھا

جس طرح آپ قناعت و توکل کے اصولوں کے پابند تھے اسی طرح آپ اپنے مریدوں کو بھی زہد و استغنا کے اوصاف سے متصف دیکھنا چاہتے تھے اس لئے آپ اپنے مخلص مریدوں کی مالی امداد بہت کم کرتے تھے تاکہ ان پر مال و دولت اور

دنیاوی عیش و آرام کی طمع غالب نہ ہو، اسی وجہ سے آپ اپنے مریدوں کو بار بار کہتے تھے "جسے ہماری طرف سے مالی امداد پہنچے وہ یقین کر لے کہ ہمیں اس سے دینی محبت بہت کم ہے۔"

یہی وجہ ہے کہ جب امرا یہ چاہتے کہ وہ آپ کے یا آپ کے مخلصین کیلئے مالی امداد مقرر کریں تو آپ بالعموم ان کی پیشکش کو قبول نہیں فرماتے تھے البتہ نو وارد مسافروں اور عوام کے لئے مالی امداد قبول کر لیتے تھے اور بعض اوقات اس قسم کے تنگدست افراد کے لئے وظائف بھی مقرر کرا دیتے تھے۔

اکلِ حلال آپ اپنے مریدوں اور عوام کو "اکلِ حلال" کی تاکیدی ہدایت فرماتے تھے اسی سلسلے میں آپ اپنے خدام اور باورچیوں کو سخت تاکید کرتے تھے کہ کھانا پکانے والا، کھانے پکانے اور تیار کرنے کے وقت باوضو رہے بلکہ ایسا شخص اہلِ باطن میں سے ہو تو بہت بہتر ہے تاکہ کھانا تیار کرتے وقت کوئی دنیاوی بات نہ کرے آپ یہ ارشاد فرماتے تھے "جو لقمہ بے احتیاطی اور حضورِ قلب کے بغیر کھایا جائے، اس سے ایک ایسا دھواں پیدا ہوتا ہے جس سے روحانی فیض کی نالیاں بند ہو جاتی ہیں اور پاکیزہ روحیں جو روحانی فیض کا ذریعہ ہیں دل کے پاس نہیں پھٹکتی ہیں۔"

ایک دفعہ ایک صاحب حال و کشف درویش خدمتِ اقدس میں حاضر ہوا اور عرض کیا "میں اپنے کام میں جمود و انقباض اور باطن میں کدورت پاتا ہوں معلوم نہیں کیا بات ہے؟" آپ نے توجہ دینے کے بعد فرمایا "تمہارے لقمہ میں کچھ بے احتیاطی ہو گئی ہے" درویش نے کہا "میں حلال اور غیر مشتبہ کھانا کھاتا ہوں۔"

Marfat.com

آپ نے فرمایا "پھر غور کرو، ہمیں اس کے علاوہ اور کوئی وجہ نظر نہیں آتی"

آخر کار جب درویش نے اپنے کھانا پکانے کے بارے میں بہت تحقیقات کی تو معلوم ہوا کہ جن لکڑیوں سے درویش کا کھانا پکتا تھا ان میں دو تین لکڑیاں ایسی بھی شامل ہو گئی تھیں جن میں زیادہ احتیاط سے کام نہیں لیا گیا تھا۔

ہیبت اور وقار اگرچہ آپ عجز و انکساری سے کام لیتے تھے اور لوگوں سے نہایت سادہ مزاجی اور بے تکلفی سے ملتے تھے تاہم آپ کے چہرۂ مبارک سے ہیبت اور وقار کا اس حد تک اظہار ہوتا تھا کہ اجنبی اور عام لوگ آپ کو دیکھ کر خدا کو یاد کرنے لگتے تھے اور ہر کس و ناکس آپ سے مرعوب اور متاثر ہو جاتا تھا۔

ایک روز کا ذکر ہے کہ آپ ہندوؤں کی بستی میں سے گذرے۔ بستی سے باہر کچھ لوگ اپنے کھیتوں میں بیٹھے ہوئے ادھر ادھر کی باتیں کر رہے تھے، جونہی ان کی نظر آپ کے روئے انور پر پڑی وہ ایک دوسرے سے کہنے لگے "یہ کس قدر بزرگ انسان ہے کہ اس کو دیکھنے سے ہمیں خدا یاد آتا ہے۔"

ایک معمر بزرگ فرماتے ہیں: "ایک دفعہ میں خواجہ صاحبؒ کی مسجد میں نماز پڑھنے کے لئے گیا اس وقت نماز با جماعت ہو رہی تھی اور خواجہ صاحب بھی پہلی صف میں کھڑے تھے، پہلی صف بالکل بھر گئی تھی البتہ خواجہ صاحب کے پہلو میں کچھ خالی جگہ تھی چونکہ میں نے خواجہ صاحب کو بچہ سا دیکھا تھا اسلئے میں نے آپ کے قریب کھڑا ہونے میں کوئی حرج نہیں سمجھا لہذا میں نے ان کے قریب جا کر نیت باندھ لی مگر تھوڑی دیر نہ گذرنے پائی تھی کہ آپ کی عظمت و ہیبت نے میرے

Marfat.com

دل پر حملہ کیا میں نے اپنے جسم کو سکیڑنا اور الگ کرنا چاہا مگر آپ کی ہیبت کا اثر میرے دل سے کم نہیں ہوا یہاں تک کہ آپ کے رعب کی وجہ سے میں نماز ہی میں پیچھے ہٹنے لگا حتیٰ کہ چبوترے کے کنارے کے قریب پہنچکر میں ہوشیار ہوا۔ پھر نماز کے بعد میں آپ کا اس قدر گرویدہ ہو گیا کہ ہر وقت آپ کی خدمت میں . . . . . رہنے لگا تا آنکہ میں بھی آپ کے عقید تمندوں میں شامل ہو گیا۔

غیر مسلموں کے ساتھ حسن سلوک

ایک دفعہ ایک متعصب ہندو مسلمانوں کے لباس میں آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر مسجد میں مقیم ہو گیا۔ آپ حسب معمول دیگر مسافروں کی طرح اُس کے پاس بھی کھانا بھجواتے تھے۔ جب وہ تھوڑے دن قیام کرنے کے بعد رخصت ہونے لگا تو آپ نے فرمایا "تمہیں یہاں کیا تکلیف ہے جو جلد رخصت ہو رہے ہو اگر تمہیں یہ جگہ پسند نہ ہو تو تمہارے لئے دوسری جگہ کا انتظام کیا جائے جہاں تمہارے ہندو دھرم کے مطابق تمہیں کھانا اور رہنے کی تمام سہولتیں حاصل ہوں گی"۔

وہ ہندو مسلمانوں کے بھیس میں تھا اس لئے راز افشا ہونے پر وہ بہت شرمندہ ہوا تاہم اپنی خفت دور کرنے کے لئے وہ اس کی تردید میں کہنے لگا "جناب والا آپ کو کیونکر معلوم ہوا کہ میں ہندو ہوں۔ میں تو آپ کی مسجد میں نماز پڑھتا ہوں اور مسلمانوں کے ہاتھ کا پکا ہوا کھانا کھاتا ہوں"۔

حضرت خواجہ صاحبؒ نے کسر نفسی کے طور پر فرمایا "اس بات کو جانے دو بلکہ یہ بتاؤ کہ تمہیں کوئی تکلیف تو نہیں ہوئی؟"

وہ ہندو آپ کی پردہ پوشی اور رحمدلی سے بہت متاثر ہوا اور کہنے لگا

Marfat.com

"جب آپ جانتے تھے کہ میں مسلمان نہیں ہوں بلکہ ہندو ہوں تو آپ نے میری خاطر مدارات کیوں فرمائی، کیا یہ بات مذہبِ اسلام کے خلاف نہیں ہے"۔

آپ نے فرمایا "اسلام تمام دنیا کے انسانوں کے ساتھ حسنِ سلوک کا حکم دیتا ہے اگر میں نے تمہارے کھانے پینے کا خیال رکھا تو یہ کوئی بڑی بات نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ جانوروں کو بھی رزق دیتا ہے"۔

وہ ہندو آپ کے حسنِ اخلاق کی یہ باتیں سن کر بہت متاثر ہوا اور فوراً مسلمان ہو کر آپ کے مخلص عقیدتمندوں میں شامل ہو گیا۔[1]

بُروں کی اصلاح

آپ اپنی خوش اخلاقی اور ہمدردی کے ذریعے بُروں کی اصلاح فرمایا کرتے تھے اور ان کی برائی کے اصل سبب کو دور کرنے کی کوشش کرتے تھے اس کی ایک مثال یہ ہے کہ ایک دفعہ آپ کی خانقاہ کے حجرہ میں ایک درویش نے اپنے حجرہ کے ساتھی کے کچھ روپے چرا لئے جب وہ روپے چرا کر حجرہ سے باہر نکلا تو یکایک اسے محسوس ہوا کہ دیواروں کے پردے درمیان سے اٹھ گئے اور حضرت خواجہ صاحب اپنے خلوت کدہ میں بیٹھے ہوئے اشارہ سے منع فرما رہے ہیں اور کہہ رہے ہیں: "خبردار یہ کام نہ کرنا بری بات ہے درویشوں کو ایسے کاموں سے بچنا چاہئے"۔

یہ محسوس کر کے اس نے فوراً وہ روپیہ جہاں سے لیا تھا وہیں رکھ دیا پھر حضرت خواجہ صاحب کی خدمت میں حاضر ہو کر سارا حال سنایا۔ آپ اس پر ناراض نہیں ہوئے بلکہ نہایت نرمی اور بردباری کے ساتھ آپ فرمانے لگے "جو ہوا سو ہوا۔ آئندہ

---

[1] سیرت باقی ص ۲۳

اگر تمہیں خرچ کی تکلیف ہوا کرے تو اس فقیر سے کہہ دیا کرو۔ اللہ تعالیٰ تمہاری سب ضرورتوں کو پورا کرے گا۔"

عشقِ الٰہی آپ اکثر عالم ہوش میں رہتے تھے تاہم بعض اوقات آپ پر عشقِ الٰہی کا جذبہ بہت غالب ہو جاتا تھا اس وقت جنگلوں اور بیابانوں کی طرف نکل جاتے تھے اس حالت میں آپ جس کی طرف دیکھتے وہ مرغ بسمل کی طرح تڑپنے لگتا، اگر ہوش میں رہتا تو اشکباری کرتا ورنہ بیہوش ہو جاتا اور اسے دنیا ومافیہا کی کوئی خبر نہ رہتی۔

ایک دفعہ ایک فوجی افسر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اپنا گھوڑا دروازہ کے باہر خادم کے سپرد کر کے اندر آ گیا۔ اس وقت آپ کسی ضرورت سے باہر تھے جب آپ اندر آنے لگے تو آپ کی نظر اس خادم پر پڑ گئی جو گھوڑا سنبھالے ہوئے تھا آپ کی نظر پڑتے ہی اس پر وجدانی کیفیت طاری ہوئی اور وہ گھوڑے کو چھوڑ کر اور کپڑوں کو پھاڑتے ہوئے چیخنے چلانے لگا اور دیوانوں کی طرح ادھر اُدھر پھرنے لگا۔ تھوڑی دیر کے بعد اسے تلاش کیا گیا مگر کہیں اس کا پتہ نہ چلا۔

ایک دفعہ اسی حالت میں آپ جمعہ کی نماز پڑھنے کے لئے مسجد تشریف لے گئے اس وقت خطیب منبر پر چڑھا، اتفاقیہ اس کے چہرہ پر آپ کی نظر پڑ گئی اسی وقت وہ کلیجہ تھام کر رہ گیا، بیقرار ہو کر نیچے گر پڑا اس کے بعد اس میں خطبہ پڑھنے کی طاقت نہ رہی، دوسرے خطیب نے خطبہ پڑھا اور آپ نے نماز پڑھائی۔

معمولات آپ ہر وقت عبادتِ الٰہی میں مصروف رہتے اور سنتِ نبویؐ کی اتباع میں رات بھر عبادت میں مشغول رہتے تھے۔ اس قسم کی

Marfat.com

ریاضتِ شاقہ کی وجہ سے آپ بہت کمزور اور نحیف ہو گئے تھے۔ تاہم عبادتِ الٰہی میں آپ ہمیشہ چاق و چوبند، مستعد اور سرگرم رہتے۔ آپ کا معمول تھا کہ نمازِ عشا سے فارغ ہو کر حجرے میں تشریف لے جاتے اور دیر تک مراقب رہتے۔ جب آپ دیکھتے کہ اعضا پر ضعف و کسل غالب ہو گیا ہے تو آپ اٹھ کر تجدید وضو کرتے اور دوگانہ ادا کر کے پھر حجرہ میں تشریف فرما کر مصروفِ مراقبہ ہو جاتے۔ رات کا اکثر حصہ آپ اسی طرح گذارتے تھے۔

حنفی مسلک

شرعی مسائل میں آپ کا عمل افضل اور عزیمت کے کاموں پر ہوتا تھا۔ بالعموم آپ حنفی مسلک پر عمل پیرا تھے مگر چونکہ آپ نے یہ دیکھا کہ قراءت خلف الامام کے بارے میں کئی صحیح احادیث مذکور ہیں تو آپ نے عزیمت کے اصول کے مطابق امام کے پیچھے سورۂ فاتحہ پڑھنا افضل سمجھا اور ایک عرصہ تک اسی پر عمل پیرا رہے آخر کار آپ نے حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو خواب میں دیکھا کہ وہ ایک طرف کھڑے ہوئے اپنی مدح میں ایک قصیدہ پڑھ رہے ہیں جس کا خلاصہ یہ تھا کہ میرے مسلک پر ہزاروں اولیاء کبار عمل پیرا ہوئے۔ یہ دیکھ کر آپ نے امام کے پیچھے سورۂ فاتحہ پڑھنی چھوڑ دی اور پھر کبھی حنفی مسلک سے ایک انچ بھی پیچھے نہ ہٹے۔

Marfat.com

حضرت خواجہ محمد باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ
کی
تصانیف

حضرت خواجہ باقی باللہ رحمہ اللہ کی مستقل تصانیف نہیں ہیں تاہم آپ فطری طور پر فارسی کے فصیح و بلیغ اور خوش گو شاعر تھے۔ ابتدائی عمر میں شیخ صادق حلوائی کی تعلیم نے سونے پر سہاگہ کا کام کیا۔ فارسی آپ کی مادری زبان تھی اس لئے آپ کے فارسی مکتوبات و ملفوظات فارسی ادب کا ایک عمدہ نمونہ ہیں اور اپنی سلاست اختصار اور اثر پذیری میں اپنی نظیر آپ ہیں۔ ان عبارتوں میں جا بجا فارسی اشعار کی آمیزش نے اس کے حسن کو دوبالا کر دیا ہے۔ فارسی تحریر و تقریر میں آپ ہندی انداز اختیار کرنے کی مخالفت فرماتے تھے اور لوگوں کو تلقین فرماتے تھے کہ فارسی زبان شیریں اور مکمل زبان ہے اس کو ہندی الفاظ و محاورات سے داغدار نہ کیا جائے۔

ایک شخص نے آپ کو مخاطب فرماتے ہوئے ایک دفعہ یہ الفاظ کہے:

"تو مرا بہر طرزیکہ می رقصانی، رقصم" (آپ مجھے جس طریقے سے نچائیں میں ناچتا ہوں)

آپ نے فرمایا یہ فارسی عبارت نہیں ہے بلکہ ہندی محاورہ کا ترجمہ کیا گیا ہے اسے وہ فارسی داں جو ہندی ضرب المثل سے واقف نہ ہوں، سمجھ نہ سکیں گے۔[1]

---

[1] سیرت باقی ص ۳۸۔

Marfat.com

آپ کی تصانیف مندرجہ ذیل ہیں:-

(۱) مکتوبات

(۲) ملفوظات و مجالس

(۳) رباعیات

(۴) شرح رباعیات

(۵) مثنوی

(۶) مسائل حقیقت نماز

(۷) بیان توحید

(۸) دعائے قنوت کی تفسیر، تفسیر معوذتین، سورۃ اخلاص کی تفسیر، بسم اللہ و سورۃ فاتحہ کی تفسیر۔ تفسیر سورۃ والشمس۔

(۹) رسالہ طریقت۔

Marfat.com

حضرت خواجہ محمد باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ
کے
ملفوظات و مجالس

آپ کے ملفوظات کو مجالس کی شکل میں ایک نامعلوم مگر نہایت مخلص ادیب مرید نے آپ کی زندگی ہی میں مرتب کیا تھا جیسا کہ مجلس سوم میں مذکور ہے کہ کاتب ملفوظات نے آپ سے آپ کی مجالس کی علم و معرفت کی باتوں کو بقید تحریر لانے کی اجازت طلب کی تو آپ نے فرمایا "لکھ کر مجھے دکھا دیا کرو" چنانچہ چند مجالس کا حال جو بغیر اجازت لکھا گیا تھا آپ کے ملاحظہ کے لئے پیش کیا گیا۔ آپ نے اس تحریر کی بعض باتوں کو ناپسند کیا لہذا اجازت منسوخ ہو گئی۔

اس کے بعد ۱۰۰۹ھ میں بماہ رمضان المبارک حضرت شیخ احمد مجدد الف ثانی رح تشریف لائے اس موقع پر انھوں نے ان مجالس کو تحریر میں لانے کی درخواست حضرت خواجہ کی خدمت میں پیش کی۔ آپ نے بڑے تردد اور تامل کے بعد یہ درخواست قبول کی بشرطیکہ صرف وہی باتیں لکھی جائیں جو طریقہ نقشبندیہ میں داخل ہیں اور مشائخ کی حکایات و معاملات کو اس میں شامل نہ کیا جائے تاکہ مشیخت کی دکانداری کا اندازہ اس میں ظاہر نہ ہو سکے۔ اس کام کے لئے دوبارہ کاتب ملفوظات کا انتخاب کیا گیا لہذا انھوں نے خواجہ صاحب کے

Marfat.com

حکم کے مطابق مجلس مبارک کی حکایات کو نظر انداز کر دیا۔ البتہ وہ حکایات تحریر کی گئیں جن پر آپ کے کلام کا صحیح مفہوم موقوف تھا۔

مجالس کی تاریخیں

فارسی زبان میں مؤلف ملفوظات نے مجالس کے لکھنے کا آغاز یکم صفر ۱۰۰۹ھ سے کیا تھا اور آپ کی وفات کے حال پر انھوں نے ان ملفوظات و مجالس کا سلسلہ ختم کر دیا تھا۔ بارہ مجالس کا حال جو ۱۰۰۹ھ میں ہوئیں تحریر کیا گیا ہے ان کی مندرجہ ذیل تاریخیں دی گئی ہیں:۔

مجلس اول، بروز ہفتہ یکم صفر ۱۰۰۹ھ۔ مجلس دوم، اتوار ۲ر صفر۔ مجلس سوم بروز جمعرات ششم صفر۔ مجلس چہارم ۱۱ر رمضان المبارک بروز جمعرات۔ مجلس پنجم، ۲۱ر شوال بروز بدھ۔ مجلس ششم بروز پیر ۱۳ر ذوالقعدہ۔ مجلس ہفتم بروز ہفتہ ۲۳ر ذوالقعدہ ہوئی — مجلس ہشتم بروز پیر ۲۵ر ذوالقعدہ کو ہوئی۔ مجلس نہم بروز شنبہ ۳۰ ذوالقعدہ کو ہوئی۔ اور مجلس دہم ۱۳ر ذوالحجہ بروز جمعہ ہوئی۔ مجلس یازدہم ۱۶ر ذوالحجہ بروز دوشنبہ ہوئی۔ اور مجلس دوازدہم سہ شنبہ ۱۷ر ذوالحجہ کو ہوئی۔

۱۰۰۹ھ کی مجالس

مجالس کی مذکورہ بالا تاریخوں سے پتہ چلتا ہے کہ مؤلف ملفوظات باقاعدہ ان مجالس میں حاضر نہیں ہوتے تھے درمیان میں کہیں سفر پر چلے جاتے تھے چنانچہ ۱۰۰۹ھ میں وہ ماہ صفر میں تین دن شریک مجلس ہوئے اور ان دنوں کے حالات لکھنے کے بعد وہ کہیں چلے گئے یا جیسا کہ مجلس سوم میں تحریر کیا ہے کہ حضرت خواجہ صاحبؒ کے

Marfat.com

حکم سے انھوں نے لکھنا بند کر دیا تھا اس کے بعد جب ماہِ رمضان المبارک میں حضرت شیخ احمد مجدد الف ثانی رح خواجہ صاحبؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو ان کی سفارش سے مجالس میں حضرت خواجہ صاحبؒ کے ملفوظات کو قلمبند کرنے کا دوبارہ آغاز ہوا۔ تاہم انھوں نے رمضان المبارک کی صرف ایک مجلس کا حال تحریر کیا ہے۔ اس کے بعد شوال میں بھی صرف ایک مجلس کا حال مذکور ہے پھر ماہ ذوالقعدہ کی چار مجالس کا حال تحریر کیا گیا ہے اور ماہ ذوالحجہ کی صرف تین مجالس کا حال بیان کیا گیا ہے۔

سنہ ۱۰۱۰ھ کی مجالس

سنہ ۱۰۱۰ھ میں صرف تین مجالس کا حال مذکور ہے یعنی تیرہویں مجلس ۲۰ شوال بروز یکشنبہ کو ہوئی پھر چودھویں مجلس کا حال ہے جو ۱۹ ربیع الاول بروز جمعہ ہوئی اور پندرہویں مجلس کا حال ہے جو ۲ جمادی الاولیٰ بروز جمعہ ہوئی۔

آخری زمانے کا حال

اس کے بعد مؤلف ملفوظات جیسا کہ وہ خود بیان کرتا ہے طویل سفر پر روانہ ہو گیا اور سنہ ۱۰۱۱ھ میں وہ خواجہ صاحبؒ کی مجالس سے غیر حاضر رہا۔ اس کے بعد وہ یکم صفر سنہ ۱۰۱۲ھ بروز یکشنبہ آپ کی مجلس میں حاضر ہوتا ہے جو اس کے حساب سے سولہویں مجلس ہے۔ اس کے بعد ان دنوں کا حال بیان کیا گیا ہے جبکہ آپ کے مرض الموت کا آغاز ہو گیا تھا۔ سترہویں مجلس کی تاریخ ۱۵ جمادی الاخری ہے۔ اٹھارہویں مجلس کی تاریخ ۱۷ جمادی الاخری سنہ ۱۰۱۲ھ ہے۔ انیسویں مجلس کی تاریخ ۲۳ جمادی الاخری بروز جمعرات ہے۔ ان تمام مجالس میں آپ کی تکالیفِ مرض کا حال بیان کیا گیا ہے جس کا خلاصہ ہم نے آپ کی

Marfat.com

وفات کے حال میں تحریر کیا ہے۔

سب سے آخری مجلس کی تاریخ ۲۵ رجادی الاخری بروز شنبہ ہے جو آپ کی تاریخ وصال ہے۔ ان آخری مجالس میں مؤلف موصوف نے آپ کے ایّام مرض الموت کا حال نہایت رقت انگیز طریقے سے بیان کیا ہے۔

مؤلفِ مجالس

ہمیں افسوس ہے کہ ہم کسی تذکرہ کے ذریعے مؤلف موصوف کا نام نہیں معلوم کرسکے تاہم ان کی تحریر سے اندازہ ہوتا ہے کہ مؤلف موصوف فارسی زبان کے بہت بڑے ادیب اور شاعر بھی تھے انھوں نے دردمند دل پایا تھا۔ اس طرح انھوں نے اپنی تحریر میں جابجا موزوں اور عمدہ اشعار کے ذریعے اپنی عبارت کو اور زیادہ دلچسپ اور بلند پایہ بنادیا ہے۔ اس کتاب کے ذریعے ہمیں خواجہ صاحب کی صحیح تعلیمات کا بخوبی علم ہوا نیز آپ کے بعض ذاتی حالات بھی معلوم ہوئے اور علمی شوق اور صوفیانہ مباحث کا تذکرہ بھی اس کے ذریعہ یا آپ کے مکتوبات کے ذریعے ملتا ہے

ان ملفوظات کی ترتیب و تدوین کا خواجہ ہاشم کشمیؒ نے اپنی کتاب "زبدۃ المقامات" میں بھی تذکرہ کیا ہے اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس کی نقلیں حضرت خواجہ صاحبؒ کی وفات کے بعد آپ کے خلفاء اور حضرت شیخ مجدد الف ثانیؒ کے خلفا کے پاس محفوظ رہی تھیں۔ بعد ازاں یہ کتاب نایاب و ناپید ہوگئی تھی۔ ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی سے پیشتر اس کا نسخہ بڑی محنت و جانفشانی سے حاصل کیا گیا تھا اور زیورِ طبع سے آراستہ ہوا تھا اس کے بعد جناب محمد عبدالغفار صاحب مالک افضل المطابع و افضل الاخبار دہلی نے حیاتِ باقیہ کے نام سے آپ کے

Marfat.com

مختصر حالات و رسائل کے ساتھ فارسی متن مع اردو ترجمہ ۱۳۲۰ھ مطابق ۱۹۰۲ء

میں افضل المطابع دہلی سے شائع کرایا! اس کا اردو میں با محاورہ ترجمہ مولوی حافظ

محمد رحیم بخش صاحب نے کیا۔ اس کے بعد خواجہ باقی باللہ صاحبؒ کے مکتوبات کے

اردو ترجمہ کے ساتھ اس کا اردو ترجمہ ملک چنن الدین صاحب مالک اللہ والے کی

قومی دکان نے لاہور سے شائع کرایا۔ ان مکتوبات و ملفوظات کا اردو ترجمہ

مولوی قاضی عالم الدین صاحب خلیفہ حافظ عبدالکریم نے کیا۔

مکتوبات خواجہ صاحب کی دوسری اہم علمی یادگار آپ کے مکتوبات ہیں جو آپ نے اپنے دوستوں اور مریدوں کو تحریر کئے تھے۔ اور یہ مکتوبات آپ نے خود اپنے قلم سے لکھے تھے اس لئے ان کی اہمیت زیادہ ہے۔ یہ نہ صرف فارسی ادب کا شاہکار ہیں بلکہ حقائق و معارف کا گنجینہ بھی ہیں ان کے ذریعہ آپ کی روحانی تعلیمات کے اہم نکات معلوم ہوتے ہیں اور بہت ہی مفید معلومات بھی حاصل ہوتی ہیں۔ ان مکتوبات کا فارسی متن اور اردو ترجمہ بھی دہلی و لاہور وغیرہ کے مختلف مطابع نے شائع کیا تھا مگر آج کل نایاب ہے۔

ہم آپ کے ملفوظات و مکتوبات میں سے اہم تعلیمات کا خلاصہ اخذ کرکے ایک جداگانہ باب میں بیان کریں گے۔

شرح رباعیات آپ نے رباعیات اور مثنوی کی صورت میں اپنے اشعار کا قابلِ قدر مجموعہ چھوڑا ہے۔ وحدۃ الوجود کے مسئلہ پر اپنی چند رباعیات کی شرح آپ نے خود کی ہے جس کا ذکر مؤلف ملفوظات نے اس طرح کیا ہے:۔

ایک دن ایک عزیز نے عرض کیا "شرح رباعیات" کے لئے جس کا نام

Marfat.com

سلسلۃ الاحرار ہے اور جو اسی زمانہ میں حضرت نے تصنیف فرمائی ہے، تاریخ تکمیل کہی جائے۔ آپ نے اسی مجلس میں قلم دوات طلب فرما کر انیس[19] تاریخیں اسی رسالہ کے لئے لکھ ڈالیں۔ کاتبِ حروف کو صرف دو تاریخیں یاد ہیں جو تمثیلاً درجِ کتاب کی جاتی ہیں باقی تاریخیں رسالہ سلسلۃ الاحرار کے آخر میں لکھی ہوئی ہیں۔ ان میں سے ایک تاریخ "تجرع فصوص حکم" اور دوسری تاریخ "نظم وجوب" ہے۔

یہ رسالہ اگرچہ آپ کی تصنیف ہے اور اس میں آپ نے نہایت عمدہ تحقیق و تدقیق سے کام لیا ہے۔ تاہم ظاہری شریعت کی حمایت کی وجہ سے آپ اس تصنیف سے خوش نہ تھے اور فرماتے تھے "یہ ہماری تصنیف عمدہ تصنیف نہیں ہے"۔ آپ فرماتے تھے "یہ بات پایۂ ثبوت کو پہنچ چکی ہے کہ طریقِ توحید کے سوا ایک اور نہایت وسیع راستہ ہے جس کے مقابلہ میں توحید کی راہ ایسی ہے جیسے شاہراہ کے مقابلے میں تنگ گلی ہو"[1]

اس شرح رباعیات پر حضرت شیخ احمد مجدد الف ثانی نے تعلیقات لکھی ہیں جو اپنے انداز میں بہت خوب ہیں۔ پھر اس شرح کی توضیح کے لئے حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ نے بھی تعلیقات لکھی ہیں جو اس کی مقبولیت کا سب سے بڑا ثبوت ہے۔[2]

---

[1] حیاتِ باقیہ ص ۹۷ و ۹۸۔

[2] شرح رباعیات مع تعلیقات حضرت مجدد الف ثانی، کو اردو ترجمہ کے ساتھ ادارۂ مجددیہ، ناظم آباد کراچی نے شائع کیا ہے۔

Marfat.com

حضرت خواجہ محمد باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ
کی
تعلیمات و ملفوظات

حضرت خواجہ باقی باللہ رح کی روحانی تعلیمات اسلامی شریعت کے عین مطابق ہیں اسی وجہ سے آپ نے دین کی تکمیل اور سنتِ نبویؐ کے اتباع پر بہت زور دیا ہے اور عام درویشوں میں اسلام کے منافی جو باتیں رائج ہوگئی تھیں ان کی مخالفت کی ہے لہذا اس نقطۂ نظر کو واضح کرنے کے لئے آپ کے مکتوبات و ملفوظات ہی سے اہم تعلیمات کا خلاصہ قارئینِ کرام کے سامنے پیش کیا جاتا ہے۔

شیخ تاج الدین کو ہدایات

شیخ تاج الدین صاحب آپ کے بے تکلف مرید تھے وہ تصوف کے دوسرے سلسلوں کے منازل بھی طے کرچکے تھے اس لئے آپ کی اجازت کے بغیر بعض مریدوں کی تربیت دوسرے سلسلوں کے بھی مطابق کرتے تھے نیز پوشیدہ طور پر اپنے آپ کو اویسی المشرب سمجھتے تھے لہذا ان کی اصلاح اور رہنمائی کے لئے آپ مکتوب نمبر ٣ میں یوں تحریر فرماتے ہیں "فقیر کو بعض خوابوں میں ایسا معلوم ہوا کہ آپ کا باطن ایک طرح سے فقیر کا نافرماں بردار اور سرکش ہے۔ یہ واقعات فقیر کی بیماری کے بعد ظاہر ہوئے ہیں اس دفعہ جب آپ تشریف لائے تو شرم آئی کہ اس قسم کی باتوں پر کیا توجہ دیں"

Marfat.com

پیر کی اہمیت اللہ تعالیٰ کی عادت اور سنت، واسطہ اور برزخ کے معتبر ہونے پر ہے اس سے آنکھ بند کرنا اور اس کو درمیان نہ دیکھنا ترقی کا مانع ہے۔ اگر اتفاقیہ واسطہ کے باطن میں کسی قسم کی کجروی پیدا ہو جائے تو درمیان سے برکت اٹھ جاتی ہے۔

مرشد کا ادب یہ طریقہ اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک ناپسندیدہ اور نامقبول ہے۔ بچوں کے استاد کا ادب کہاں تک کیا جاتا ہے لہذا طریقت کے استاد کا ادب جو فیض کا سرچشمہ اور کشف و شہود کا منبع ہے اور الوہیت کا برزخ ہے کہاں تک ضروری ہوگا۔

ایک سلسلہ کی پابندی خواجگانِ (نقشبندیہ) قدس سرہم کے طریقہ کو محفوظ رکھنا اور توجہ میں ان سے فیض کا طلب کرنا اور دوسرے طریقوں سے نہ ملنا نہایت ضروری ہے اس کے بغیر کوئی چارہ نہیں ہے۔ یہ بزرگوار بڑے غیرت والے اور نازک طبع ہوتے ہیں۔

طریقہ محققین آپ نے محققین کی کتابوں کا مطالعہ نہیں کیا ان کا طریقہ بعینہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ ہے: اپنے آپ کو پوشیدہ رکھنا، خلق سے اپنے آپ کو ممتاز نہ سمجھنا، عاجز اور متواضع رہنا، اپنے آپ کو عام لوگوں کی طرح سمجھنا اور تمام سنتوں کی اتباع کرنا اور ظاہری اسباب کو وسیلہ بنانا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ ہے۔ شیخ کبیر محی الملۃ والدین محمد ابن العربی قدس سرہٗ اپنی کتاب فتوحات میں تحریر فرماتے ہیں۔

"حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

Marfat.com

اور مشائخ میں سے حضرت بایزید بسطامی، حمدون قصار اور ابو بکر سعید خراز رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کا یہی مقام ہے اور حضرت ابو مسعود رحمۃ اللہ علیہ بھی اسی مقام مساوات سے تعلق رکھتے تھے اور یہی ہمارا حال ہے"

ان باتوں کے علاوہ آپ اس باغ کے میووں کے پروردہ ہیں اور اپنے خزانچیوں کے نائب ہیں لہذا آپ کے لئے لازم ہے کہ آپ صرف اسی آستانے پر برقرار رہیں" [1]

جیسا کہ مکتوب نمبر ۴ کے مذکورہ اقتباس سے ظاہر ہوتا ہے کہ شیخ تاج الدین آپ کے مرید تھے مگر اپنے روحانی کمالات اور مختلف واردات کی مستی میں آکر صحیح راستے سے کسی قدر بھٹک گئے تھے اور اپنے دل میں یہ خیال کرنے لگے تھے کہ انھیں پیرو مرشد کے بغیر روحانی فیض "اویسی مشرب" کے مطابق براہ راست حاصل ہو رہا ہے اس لئے پیرو مرشد کی ضرورت باقی نہیں رہی ہے۔

ان میں دوسری تبدیلی یہ آگئی تھی کہ وہ طریقۂ نقشبندیہ کے پابند نہیں رہے تھے اور اپنے مریدکی خواہش کے مطابق ہر سلسلے میں مریدوں کو بیعت کرنے لگے تھے اسلئے آپ نے مکتوب نمبر ۵ میں ان کی غلط فہمیوں کی اس طرح اصلاح کی ہے۔

مرشد کی ضرورت

"آپ کی شورش سے تعجب ہوا۔ ہم نے ایک بات لکھی تھی اگر وہ واقعہ کے برخلاف ہے تو اس سے بہتر اور کیا ہے ورنہ پھر ہماری یہ وصیت ہے :-

"اگر آپ کے دل میں یہ تصور آئے کہ اہلِ ارشاد کے لئے کشف والہام کا ہونا

---

[1] ترجمۂ مکتوبات ص ۹۳ و ۹۴ مطبوعہ لاہور

Marfat.com

ضروری ہے تو یہ بات بھی بے بنیاد ہے۔ اہلِ ارشاد، فنا اور بقا کے بعد خدائے علیم و حکیم اور متکلم کا مظہر ہوتے ہیں لہذا کتب اہلِ طریقت کی ہدایات کے مطابق آپ کو ہمیشہ نیازمند اور مستفید رہنا چاہیے۔ مرید ہمیشہ اپنے پیر و مرشد کا محتاج اور ضرورتمند رہتا ہے اور جب یہ کہا جاتا ہے "فلاں شخص کو اب مرشد کی حاجت نہیں رہی ہے" تو یہ اس وقت کہا جاتا ہے جب وہ وصل کے نور کے ساتھ قائم ہو جائے۔ اس وقت اگر مرشد اپنی توجہ درمیان سے اٹھالے تو اسے کوئی نقصان نہیں ہوگا۔

ایک ہی سلسلہ کی پابندی

آپ کو طریقۂ عالیہ احراریہ نقشبندیہ کے آداب بجالانے میں ثابت قدم رہنا چاہیے آپ ہرگز ہرگز کسی اور سلسلہ کو اس کے ساتھ شامل نہ کریں۔ آپ کے لئے مناسب نہیں ہے کہ آپ مختلف سلسلوں میں لوگوں سے بیعت لے کر انھیں مرید کریں۔ آپ کو چاہیے کہ آپ اپنی تعلیم و تلقین کو طریقۂ نقشبندیہ تک محدود رکھیں یہ اچھا نہیں معلوم ہوتا کہ آپ کھانا ایک شخص کا کھائیں اور دعائیں کسی اور کے حق میں کریں۔ اگر کوئی شخص سلسلۂ نقشبندیہ کا نور آپ سے حاصل کرے مگر دوسرے سلسلے کی طرف متوجہ ہو تو اسے روحانی لذت کیا حاصل ہوگی؟

مرید کو اپنے پیر و مرشد کے سامنے اس طرح رہنا چاہیے جیسا کہ ایک مردہ، نہلانے والے کے ہاتھ میں ہوتا ہے لہذا مرید کیلئے یہ مناسب نہیں ہے کہ وہ یہ کہے کہ "مجھے فلاں شغل اور فلاں (روحانی) سلسلہ کی تعلیم دی جائے" یہ بہت بری بات ہے اور ایسی خودرائی اچھی نہیں ہے"۔ (مکتوبات مطبوعہ لاہور ص ۹۴ و ۹۵)

Marfat.com

دیگر ہدایات آپ نے شیخ تاج الدین موصوف کو ایک مرشد کی حیثیت سے مندرجہ ذیل ہدایات تحریر فرمائیں:-

"آپ ہمیشہ باوضو رہیں اور وضو کے بعد تحیۃ الوضو کے دو رکعت نفل ادا کریں، کھانے میں احتیاط کریں، گناہوں سے بالکل پرہیز کریں، نکتہ چینی نہ کریں، کسی مومن کو خواہ وہ آزاد ہو یا غلام، حقارت کی نظر سے نہ دیکھیں، کسی مسلمان کے ساتھ بغض وکینہ نہ رکھیں، نیز اپنے سے عاجز اور کمزور انسان پر غیظ وغضب اور تشدد سے کام نہیں لینا چاہیئے۔

یہ تمام باتیں نہایت ضروری ہیں اور طریقت کی بنیادیں ہیں ان کے بغیر آپ کا کام مستحکم نہیں ہو سکتا ہے تاہم اگر (مذکورہ بالا باتوں میں سے) کسی ایک بات میں فتور آجائے تو کام کو نہیں چھوڑنا چاہیئے بلکہ توبہ واستغفار کر کے اس (روحانی) کام کی تکمیل کے لئے مزید جدوجہد کی جائے تاکہ (تمہارے) نیک کام بُرے کاموں کو دور کر سکیں اور اس طرح مکمل تزکیہ ہو جائے[1]"

ذکر واشغال کی تلقین مکتوب نمبر ۱۰ میں آپ نے اپنے ایک مخلص مرید کو اس طرح ذکر وشغل اور عبادت کے معمولات کی تلقین فرمائی ہے:

"جب کبھی آپ رات کو نیند سے بیدار ہوں، خواہ یہ رات کے آخری تیسرے حصے کا وقت ہو یا آخری نصف حصہ ہو تو اس وقت آپ اپنے دونوں ہاتھوں کو اپنی آنکھوں پر مل کر کسی ذکر میں مشغول ہو جائیں خواہ وہ تسبیح (سبحان اللہ کا ورد) ہو، یا تہلیل (لا الہ الا اللہ کا ورد) ہو، یا تکبیر (اللہ اکبر کا ورد) ہو۔ (ان کے بجائے)

---

[1] مکتوبات، مطبوعہ لاہور۔ ص ۹۴ و ۹۵۔

Marfat.com

آپ قرآن کریم کی کوئی بھی آیت پڑھ سکتے ہیں۔ اگر آپ (یہ آیات) اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّیْلِ وَالنَّھَارِ آخر تک پڑھیں تو بہتر ہے کیونکہ ان آیات) کا پڑھنا مسنون ہے۔ اس کے بعد (وضو کر کے) دو رکعت نفل تحیۃ الوضو ادا کریں اور کوئی جامع دعا مثلاً رَبَّنَآ اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّفِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ پڑھیں یا کوئی اور دعائے ماثورہ پڑھیں مگر دعا سے پہلے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا اور حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و صلوٰۃ ضرور بھیجیں۔ بعد ازاں بارہ ۱۲ رکعت نماز تہجد چھ سلام کے ساتھ ادا کریں۔ نماز تہجد کے نفلوں کی انتہائی تعداد اتنی ہے اور کم از کم تعداد دو رکعت یا چار رکعت ہے اگر بڑھاپا یا کمزوری لاحق ہو تو یہ نفلیں بیٹھ کر بھی ادا کی جا سکتی ہیں۔

کلمہ کا ذکر آپ نماز تہجد سے فارغ ہو کر کلمۂ طیبہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ کا اسقدر آہستہ ذکر کریں کہ آپ خود بھی نہ سن سکیں ذکر کے وقت حق جل جلالہ کو حاضر ناظر خیال کریں اور ایسا معلوم ہو کہ آپ اس کو دیکھ رہے ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ انسان کی گردن کی شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہے، نیز کلمہ لَا مُتَصَرِّفَ اِلَّا اللّٰهُ کے مفہوم پر بھی غور کریں اور جسقدر ممکن ہو، اس سبق کی تکرار کرتے رہیں اور یہ یقین کریں کہ آپ ہر سانس پر از سر نو ایمان لا رہے ہیں، جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

یٰۤاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اٰمِنُوْا — اے ایمان والو! (پھر) ایمان لاؤ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی یوں ارشاد فرمایا ہے:-

جَدِّدُوْا اِیْمَانَکُمْ بِقَوْلِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ — تم لا الٰہ الا اللہ کہہ کر اپنے ایمان کو تازہ کرو۔

Marfat.com

نماز فجر ادا کرنے کے بعد پھر اسی ذکر کی تکرار میں مشغول ہو جائیں۔ جب سورج ایک نیزہ پر چڑھ آئے تو چار رکعت نماز اشراق دو سلاموں کے ساتھ ادا کریں۔ اگر اللہ تعالیٰ توفیق دے تو اپنے تمام اوقات کو اسی (ذکر و عبادت) کے کام میں بسر کریں، امید ہے کہ بڑے فیوض حاصل ہوں گے۔

کلمۂ طیبہ کی اہمیت

مکتوب نمبر ۹ میں جو آپ نے ایک مخلص طالب ہدایت کے نام تحریر فرمایا ہے، کلمۂ طیبہ کے ذکر کی اہمیت کو یوں واضح فرمایا ہے: "ستر ہزار بار (کلمہ) لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کا ذکر کرنا، ایک مہینہ یا اس سے کم و بیش مدت میں بہت اچھا ہے (روحانی) کام کا دارومدار دلی تعلق اور خلوص و اعتقاد پر ہے، انشاء اللہ تعالیٰ عاجزی، خاکساری اور بے تعلقی کے آثار ظاہر ہوں گے اور آپ کا مقصد حاصل ہو جائے گا۔ بزرگوں نے فرمایا ہے کہ (انسان اپنے) دل کی توجہ دشمن کی طرف نہ رکھے۔"

لقمہ حرام سے پرہیز

حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ اپنے مریدوں کو لقمہ حرام سے بہت پرہیز کراتے تھے چنانچہ آپ نے اپنی مجالس میں زبانی طور پر اور اپنے مکتوبات میں تحریری طور پر اس بات پر بہت زور دیا ہے کہ جو شخص روحانی فیض حاصل کرنا چاہتا ہو اسے حرام یا مشتبہ غذا سے بالکل پرہیز کرنا چاہیے، چنانچہ آپ اپنے مکتوب نمبر ۲۵ میں اپنے ایک مرید صادق کے نام یوں تحریر فرماتے ہیں: "اللہ تعالیٰ آپ کو اس کام میں استقامت نصیب فرمائے۔ لقمۂ پراگندہ سے بچنا اور نفس کی بری صفات کو ظاہر ہونے دینا، شوق و محبت (الٰہی) کو

بڑھاتا ہے۔ آپ انتہائی کوشش کرتے رہیں کہ لقمۂ حرام اور مشتبہ (غذا) نہ کھائی جائے۔ نیز نفس کے بُرے اوصاف یعنی غیظ و غضب، بدخلقی، ناجائز شہوت اور نفسانی خواہشیں ظاہر نہ ہونے پائیں۔

تواضع اور عاجزی آپ ایسی مہلک چیزوں سے اس وقت تک نہیں بچ سکتے جب تک کہ آپ بارگاہِ الٰہی میں عاجزی اور تواضع کیلئے گڑگڑا کر دعا نہ کریں لہذا آپ کو ہمیشہ نیازمند اور خاکسار بن کر رہنا چاہیے بلکہ ہر ذرہ کے آگے عاجزی اور تواضع کرنی چاہیئے۔

ذکرِ قلبی کی حقیقت جب ذکر کی حرکت کے موافق، دل کی حرکت ہو جائے یا خیال کے کانوں سے 'اللہ' کا کلمہ سنا جائے تو اس سے مراد یہ ہے کہ صنوبری شکل کا گوشت کا ٹکڑا یعنی قلب ذکر کر رہا ہے، اسی کو ذکرِ قلبی کہتے ہیں مگر اس کا کچھ اعتبار نہیں ہے۔ حقیقت میں ذکر قلبی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حضور اور شہود حاصل ہو جائے۔ جب یہ بات آپ کو حاصل ہو جائے گی تو اس وقت آپ کے دل سے غیر اللہ کے سب خطرے نکل جائیں گے۔ ایسی صورت میں ذکر کو چھوڑ کر آپ صرف اسی چیز کی محافظت کریں۔ اگر کچھ سستی اور فتور آئے تو پھر ذکر شروع کر دیں یہانتک کہ یہ روحانی دولت آپ کو ہمیشہ کیلئے حاصل ہو جائے، اس کے بعد ذکر و حضور کو ایک ساتھ جمع کر دیں اور اللہ تعالیٰ کے لطف بے پایاں کا انتظار کرتے رہیں۔

اتباعِ رسول آپ نے مکتوب نمبر ۲۳ کے آخر میں ایک طالبِ ہدایت کو یوں نصیحت فرمائی ہے: (اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:)۔

Marfat.com

قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ (اے رسول) کہہ دیجئے کہ اگر تم اللہ سے محبت کرنا چاہتے ہو
یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ (سورۃ آل عمران پ ۳) تو میری پیروی کرو، اللہ تم سے محبت کرے گا۔

لہٰذا اس ذات کا حکم بجالانا ضروری ہے جو جمال و کمال ہے، یہ سب کچھ حضرت سیدالاولین والآخرین صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع واطاعت پر موقوف ہے۔ سید الطائفہ حضرت جنید بغدادی علیہ الرحمۃ فرمایا کرتے تھے: "میرے نزدیک شراب خوری اس (روحانی) حال سے بہتر ہے جو شریعت کے کسی رکن کے بجالانے میں حائل ہو"

یہ ہے حق صریح اور علم صحیح۔ زیادہ لکھنا گستاخی ہے"

طالب علم کو نصیحت

آپ نے مکتوب نمبر ۲۲ ایک ایسے طالب علم کے خط کے جواب میں تحریر کیا تھا جو آپ کا بہت ہی مخلص نیاز مند تھا اور وہ طالب علم اس زمانے میں حرمین شریفین (مکہ معظمہ و مدینہ منورہ) کی زیارت کے لئے جارہا تھا اس نے حضرت خواجہ صاحب سے کچھ نصائح تحریر فرمانے کی درخواست کی تھی لہٰذا آپ نے اس کی درخواست پر اسے مندرجہ ذیل مکتوب تحریر فرمایا۔ یہ طالب علم بعدازاں مدینہ منورہ کی زیارت کے سفر میں فوت ہوگیا تھا اس کے نام خواجہ صاحب کے اہم مکتوب کا خلاصہ یہ ہے:۔

"ہم اس علم سے پناہ مانگتے ہیں جس کا کوئی نفع نہ ہو۔ لہٰذا ایک عاقل اور دوراندیش شخص کا یہ فریضہ ہے کہ وہ صرف ان علوم کو حاصل کرے جن کے مطابق عمل کرنا اس کے لئے ضروری ہو، اس کے بعد وہ اپنی باقی زندگی کو صفائی قلب اور تزکیۂ نفس میں صرف کرے کیونکہ نفسانی وسوسوں اور دنیاوی ضرورتوں کی طرف متوجہ رہنا اور نفسانی خواہشوں اور بیہودہ تمناؤں میں الجھے رہنا

Marfat.com

بندہ اور اللہ تعالیٰ کے درمیان حجابِ اکبر ہے۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ سب سے زیادہ اس کے قریب ہے۔

ان اندھیروں اور تاریکیوں سے باطن کو صاف رکھنے اور نورانی بنانے کا (واحد) ذریعہ روشن ضمیر اہلِ دل بندہ خاص کی توجہ اور التفات ہے جو اہلِ دل کی بارگاہ میں مقبول ہو گیا تو سمجھو کہ وہ اللہ کا مقبول بندہ ہے اور جو ان کا مردودِ بارگاہ ہو وہ اللہ کی بارگاہ سے بھی خارج ہو جاتا ہے۔ لہٰذا تمہارے لئے یہ ضروری ہے کہ تم اہلِ دل حضرات کے نیازمند بنو اور ان کے سامنے انتہائی عجز و نیاز کے ساتھ اپنے دردِ دل کا اظہار کرو۔

دوسری وصیت یہ ہے کہ جس شخص کے دل میں معرفتِ الٰہی کی طلب نہ ہو تم اس کی صحبت میں نہ بیٹھو اور ان دنیا دار عالموں سے جنھوں نے علم کو جاہ و مرتبہ اور فخر و شہرت کا ذریعہ بنا رکھا ہے ایسے دور بھاگو جیسے شیر سے دور بھاگتے ہو۔ تم ہمیشہ تقربِ خداوندی اور عبادت کو اپنا وسیلہ بنائے رکھو، اور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیج کر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا مانگتے رہو تاکہ وہ تمہارے دل سے اپنی ذات کے علاوہ دیگر نفسانی خواہشوں کو فنا کر دے اور لِمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ (آج یہ ملک کس کا ہے؟ اسی خدائے واحد قہار کا ہے) کی صورت میں تمہارے سامنے ہمیشہ جلوہ گر رہے۔

فوجی معلم کے بارے میں

ایک مخلص عالم نے جو حضرت خواجہ صاحبؒ کا معتقد تھا سرکاری فوج میں ملازمت اختیار کر رکھی تھی

Marfat.com

فوج میں وہ سپاہیوں کو درس دیتا تھا۔ اس ملازمت کی وجہ سے وہ اپنے روحانی مشاغل اچھی طرح ادا نہیں کرسکتا تھا اس لئے وہ چاہتا تھا کہ ملازمت چھوڑ کر ہروقت آپ کی خدمت میں رہے۔ ان کے متعلقین کو جب یہ بات معلوم ہوئی تو انھوں نے ایک دوسرے مخلص مرید کے ذریعے یہ کوشش کی کہ خواجہ صاحب کو اس بات پر آمادہ کیا جائے کہ وہ اس عالم موصوف کو ترکِ ملازمت سے منع فرمائیں تاکہ وہ مالی مشکلات سے محفوظ رہیں، اور وہ فوج کے سپاہیوں کو جو درس دے رہے تھے اس کا سلسلہ بھی منقطع نہ ہو۔

چنانچہ اس مخلص مرید نے خواجہ صاحب کی خدمت میں ان کے تمام حالات لکھ کر بھیجے اور اس عالم کی عیالداری اور گھریلو حالات سے آپ کو مطلع کر کے یہ اندیشہ ظاہر کیا کہ ترکِ ملازمت کی صورت میں وہ عالم فقر و تنگدستی کے مصائب برداشت نہیں کرسکے گا اس کے علاوہ فوج بھی ان کے مذہبی درس کے فیض سے محروم ہوجائے گی اس لئے خواجہ صاحب سے یہ درخواست کی گئی کہ وہ ان مذہبی عالم کو ترکِ ملازمت سے منع فرمائیں۔

مذکورہ بالا حالات کی روشنی میں اس مخلص مرید کے جواب میں آپ نے مکتوب نمبر ۳۸ میں جو تحریر فرمایا ہے اس کا خلاصہ یہ ہے :-

"عاقبت بیں داناؤں کے ساتھ حسن ظن رکھنا چاہیئے کیونکہ وہ دنیا کے فنا ہونے اور اہلِ دنیا کی ناپائیداری سے بخوبی واقف ہوتے ہیں۔ لہذا جس شخص کا یہ حال ہو کہ وہ فوج کی ملازمت میں اپنے حقیقی مقصد میں فتور اور نقصان دیکھتا ہو تو وہ کس طرح فوجی ملازمت میں رہ سکتا ہے کیونکہ ایسی صورت میں

Marfat.com

فرزندوں کے رزق اور روزی کا غم کرنا توکل کے حال کے مناسب نہیں ہے۔

بہر حال جہاں اللہ تعالیٰ کی عبادت اچھی طرح ادا ہو سکے اور روحانی و قلبی پراگندگی کا اندیشہ نہ ہو تو اس جگہ کو نہیں چھوڑنا چاہیئے۔ اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ مذہبی علوم کی تعلیم دینا بھی عبادت ہے بالخصوص جب کہ متعلمین دیندار ہوں اور استاد کی مرضی کے مطابق احکام بجالاتے ہوں"۔

توبہ کی اہمیت مکتوب نمبر ۴۴ میں ایک مخلص امیر و حاکم کو توبہ کی اہمیت اس طرح بیان فرماتے ہیں:-

" راہِ حق کے طالبوں اور سالکوں کا طریقت میں پہلا قدم خالص توبہ ہے کیونکہ آئینہ دل کا جوہر، گناہ اور نافرمانی کی وجہ سے سیاہ اور زنگار ہو جاتا ہے اور جوں جوں سیاہی اور زنگ بڑھتا ہے اسی قدر اندھے پن اور تردد کا ظہور زیادہ نمایاں ہوتا جاتا ہے۔

اتباعِ شریعت اصل فائدہ اسی وقت حاصل ہوتا ہے جب (سالک) یقینی طور پر جان لے کہ یہ (روحانی) احوال و مقامات محض شریعتِ حقہ کے اتباع سے حاصل ہوتے ہیں اس کے بعد وہ عملی طور پر شریعت کے احکام بجالائے اور خلافِ شرع کاموں سے ہٹ کر شریعت کے مطابق اپنا عمل درست کرے صرف ایسی صورت میں توبہ قبول ہوگی اور صرف شریعت کے ذریعہ ہی نورِ ایمان حاصل ہو سکتا ہے لہذا کسی دوسرے طریقے سے اس مقصد کو حاصل کرنا بیکار محض ہے۔

توبہ کے درجات یہ بات پوشیدہ نہ رہے کہ توبہ کے بہت سے درجات ہیں پہلا درجہ کفر سے توبہ کرنا ہے، پھر ایمان تقلیدی سے،

Marfat.com

اور اس کے بعد گناہوں سے توبہ کرنا ہے، بعد ازاں ان (مذموم) صفات سے بھی توبہ کی جائے جن سے یہ گناہ پیدا ہوتے ہیں جیسے کھانے کی حرص، زیادہ بولنے کی خواہش، حبّ جاہ و مال، حسد، تکبر، ریاکاری وغیرہ یہ سب چیزیں انسان کو تباہ و برباد کرتی ہیں پھر نفسانی وسوسوں، ناجائز اور بیہودہ خیالات سے بھی توبہ کی جائے ذکر الٰہی کی غفلت سے بھی توبہ کی جائے خواہ وہ غفلت ایک لمحہ کے لئے ہی کیوں نہ ہو، چونکہ ذکر (جس سے مراد حضور و خود آگاہی ہے) کے درجات بے انتہا ہیں اسی لئے توبہ کے درجات بھی بیشمار ہیں اور ہر ناقص کام سے توبہ کرنا واجب اور لازم ہے۔

(توبہ کا حقیقی مفہوم یہ ہے کہ انسان روحانیت کے) پہلے قدم پر اپنے گزشتہ گناہوں سے پشیمان ہو اور اس بات کا مصمم ارادہ کرے کہ وہ حتی المقدور ایسا (برا) کام ہرگز نہیں کریگا (توبہ) روحانی طلب کے لئے بہت ضروری ہے"۔

لطائفِ سبعہ

مکتوب نمبر ۴۵ میں آپ اپنے ایک خلیفہ کے نام تصوف کے معارف بیان فرمانے کے بعد لطائفِ سبعہ کے بارے میں یوں تحریر فرماتے ہیں: "یہ ثابت ہو چکا ہے کہ انسان کامل میں سات لطیفے ہیں (۱) لطیفۂ قالب (۲) لطیفۂ نفس (۳) لطیفۂ قلب (۴) لطیفۂ روح (۵) لطیفۂ سِر (۶) لطیفۂ خفی (۷) لطیفۂ اخفیٰ۔ ان سب لطائف میں سب سے زیادہ معتبر لطیفۂ روح ہے جو انسان کا مظہر اور تمام لطائف کا جامع ہے۔ ہر لطیفہ کے احکام و آثار کا الگ الگ حاصل ہونا چنداں معتبر نہیں ہے، اگرچہ ان کا ظہور بھی موجبِ سعادت ہے"۔

❖

Marfat.com

فرقۂ ناجیہ کی برتری

مکتوب نمبر ۵۳ میں شیخ نظام تھانیسری کو حقائق و معارف کی وضاحت فرماتے ہوئے تحریر کرتے ہیں:

"مقصد یہ ہے کہ فرقۂ ناجیہ کا مسلک واضح ہو جو کتاب و سنت کے متوسل اور عامل ہیں، اور ما انا علیہ و اصحابی (وہ طریقہ جس پر میں (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم) اور میرے صحابی عامل ہیں) کے شرف سے مشرف ہیں، ہمیں اس گروہ کے مشائخ کی باتوں کی تحقیق منظور ہے جن کو صوفیہ عالیہ کہتے ہیں، تاکہ ایسا نہ ہو کہ کوئی بے سمجھ غلطی میں پڑ جائے اور ان بزرگوں پر طعن کرے یا آپ ہی بداعتقادی کے بھنور میں ڈوب کر ہلاک ہو جائے۔"

خواتین کیلئے روحانی تعلیم

حضرت خواجہ محمد باقی باللہؒ کے حلقہ ارادت میں خواتین بھی شامل تھیں، ان میں بعض ایسی تھیں جنھیں آپ اپنی خدمتِ عالیہ میں بلانا مناسب نہیں سمجھتے تھے لہذا آپ انھیں روحانی ہدایات ان کے شوہروں کے ذریعہ یا بذریعہ تحریر دیا کرتے تھے اس طرح یہ پردہ نشین مسلم خواتین بھی تصوف کے حقائق و معارف سے بہت جلد واقف ہو جاتی تھیں۔ اسی قسم کی ایک صالحہ خاتون کے نام آپ نے مکتوب نمبر ۵۹ لکھا اور اس کے شوہر کو دیا کہ وہ انھیں پڑھ کر سنا دے اور ہندی زبان میں اس کا ترجمہ بیان کرے۔ ان کے شوہر نے آپ کا مکتوب پڑھ کر سنایا اور اس کا ترجمہ بھی بیان کیا اس کے بعد وہ یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ اس کی کم استعداد بیوی جو فارسی زبان نہیں جانتی تھی آپ کے مکتوب مبارک کے دقیق مفہوم کو سمجھ گئی اور اس پر عمل پیرا ہو گئی ہے، وہ مکتوب مبارک یہ ہے:-

خاتون کے نام مکتوب

ملاحظہ ہو کہ دل کی صفائی کے لئے یا نفی و اثبات کے ذکر کا مراقبہ کرو یا فقط "اثبات" کا۔ اگر نفی و اثبات کا ذکر ہے تو تحقیق کرو کہ "نفی معلوم اور اثبات مجہول ہے یا نفی معلوم اور اثبات معلوم ہے یا نفی موہوم اور اثبات معلوم ہے۔ اور اگر اثبات تنہا ہو تو پھر یہ تحقیق کرو کہ یہ اثبات معلوم ہے یا اثبات مجہول ہے۔ اگر پہلی صورت ہو تو یہ تحقیق کرو کہ معلوم جدید ہے یا قدیم، بہر صورت اثبات مجرد میں کوشش کی جائے تاکہ اثبات مجہول ہو جائے"۔

خواتین کیلئے جامع ہدایات

مکتوب نمبر ۴۷ ایک ایسی مسلم خاتون کے نام ہے جو کسی دوسرے شہر میں رہتی تھیں لہذا نہ تو انھیں آپ کا شرف صحبت حاصل ہو سکتا تھا اور نہ ایسی اہل معرفت خواتین اس شہر میں موجود تھیں جن سے وہ روحانی ہدایت حاصل کر سکیں اس لئے آپ نے ان کے نام مندرجہ ذیل جامع روحانی ہدایات لکھ کر بھیجیں تاکہ یہ ہمیشہ کے لئے ان کا دستور العمل بن سکیں۔

"اللہ تعالیٰ اپنی کامل توفیق تمہاری رفیق بنائے۔ تمام سعادتوں کا سرمایہ یہی ہے کہ تم اللہ تعالیٰ کے احکام کو بجا لاؤ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کی پیروی کرو۔ ناجائز باتوں سے اپنے آپ کو محفوظ رکھو، کسی پر غم و غصہ نہ کرو، کسی مسلمان کے حق میں برائی نہ سوچو، دنیا کے بے وفا مال و متاع پر نظر نہ ڈالو، اپنے آپ کو تمام مخلوقات سے بزرگ تر خیال نہ کرو، اور آخرت کے سفر کو نہ بھولو۔ ان اوصاف کو حاصل کرنے کے بعد اگر اللہ تعالیٰ اپنا فضل و کرم کرے اور توفیق بخشے تو کلمہ لا الٰہ الا اللہ کا ورد آہستہ آہستہ کرتی رہا کرو اور ذکر کے وقت حضور قلب، اور

Marfat.com

یکسوئی کے ساتھ اپنی توجہ دنیا اور اہلِ دنیا سے ہٹائے رکھو، اس سے بہت عمدہ فوائد و نتائج حاصل ہوں گے۔ تمام ظاہری اور باطنی احوال میں ہمیشہ اللہ تعالیٰ کو حاضر و ناظر سمجھو بلکہ طالبِ صادق کے لئے نہایت ضروری ہے کہ وہ مخلوقات کی طرف سے آنکھیں بند کر کے ہمیشہ خدا کی رحمت کی نظر کا منتظر رہے۔

حلال کھانے کی اہمیت

یہ ذہن نشین رہے کہ دل کو اطمینان، یکسوئی اور حضورِ قلب اس وقت حاصل ہوتا ہے جب بقدر ضرورت صرف پاکیزہ اور حلال کھانا کھایا جائے اور بیہودہ گو اور دنیا کے طالبوں سے میل جول ترک کر دیا جائے، اگر تم ہزار سال ذکر کرتے رہو اور تمہارا کھانا حلال مال کا نہیں ہے تو تمہارا روحانی مقصد کبھی حاصل نہیں ہوگا۔"

سلفِ صالحین کی پیروی

مکتوب نمبر ۲۷ میں ایک مخلص عقیدتمند کے نام آپ نے یوں تحریر فرمایا ہے:-

"اللہ تعالیٰ آپ کو ان اعمال کی توفیق بخشے جنھیں وہ پسند کرتا ہے، یہ وہ اعمال ہیں جو حقیقت شناس داناؤں کی کتابوں میں تحریر کئے گئے ہیں ان کا خلاصہ یہ ہے کہ آپ اپنے عقائد کو سلف صالحین کے عقائد کے مطابق رکھیں اور ائمہ مجتہدین میں سے کسی ایک امام کے فقہی مسلک کے مطابق عمل کریں۔

یہ سعادت اس وقت حاصل ہو سکتی ہے جب آپ ان لوگوں سے محبت کریں جو دربارِ نبوی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف منسوب ہیں ان میں وہ دینی علماء، سادات اور مخلص فقراء کرام بھی شامل ہیں جو اپنے قول و فعل میں بدعت و الحاد سے بچتے رہے ہوں۔ آپ کے لئے لازم ہے کہ آپ سچے لوگوں کے مخالفوں کی تحقیر کریں اور

Marfat.com

ان مخالفوں کے عقائد کی تردید کریں۔

اخلاقی ہدایات آپ اس نور (ہدایت) کی روشنی میں مظلوموں کی مدد کریں، محتاجوں کی حاجت روائی کریں، مجرموں کے قصور معاف کریں، عاجزوں اور مفلسوں کے حساب اور لین دین میں نرمی اور درگذر اختیار کریں، یہ خیال رہے کہ اس سلسلے میں شریعت کا کوئی حق فوت نہ ہونے پائے۔

مذکورہ ہدایات میں سے جس قدر زیادہ باتوں پر آپ عمل کر سکیں انھیں غنیمت اور سعادت سمجھئے۔ تاہم اگر بعض باتوں پر عمل نہ ہو سکے تو (ان کی وجہ سے) سب باتوں کو نہ چھوڑ دیا جائے۔"

صرف مسلمان بنو مکتوب نمبر ۶۷ میں ایک مخلص دوست کے نام آپ نے یوں تحریر فرمایا ہے :۔

"اللہ تعالیٰ آپ کو فرماں برداری کے اعلیٰ مرتبے تک پہنچائے (ہمارے) ایک بزرگ اپنے ایک دوست سے فرمایا کرتے تھے: "تم نہ صوفی بنو، نہ مُلّا بنو، صرف مسلمان بنو" (قرآن مجید میں مذکور ہے)۔

تَوَفَّنِيْ مُسْلِمًا وَّاَلْحِقْنِيْ بِالصّٰلِحِيْنَ (سورۂ یوسف پ۱۳) (اے اللہ) تو مجھے مسلمان ہونے کی حالت میں وفات دے اور مجھے نیکوں میں شامل کر۔

آپ ہمارے لئے بھی اس مقصد کے حصول کے لئے دعا مانگتے رہا کریں۔ آپ ہماری اس بات کو تکلف اور بناوٹ پر مبنی نہ سمجھیں کیونکہ مسلمان بننا مشکل ہے اللہ تعالیٰ کے لطف و عنایت کے بغیر کچھ نہیں ہو سکتا ہے، یہاں کسب کا کوئی دخل نہیں ہے۔ تصوف کی حقیقت صرف مسلمان بننا ہے۔ تصوف کا مقصد

Marfat.com

یکسو دیکھنا اور یکساں زندگی بسر کرنا ہے"۔
وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰی (سلام ہو اس شخص پر جس نے ہدایت اختیار کی)

خواجہ صاحب کے عقائد اور مسلک

ایک مکتوب میں حضرت خواجہ باقی باللہ نے ایک "طالبِ حقیقت" کے نام اپنے مسلک اور عقائد کی تفصیل اس طرح بیان فرمائی ہے :۔

"واضح ہو کہ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم بشر تھے مگر افضل البشر تھے۔ آپ ناخواندہ اور اُمّی تھے، جس ملک میں آپ نے نشو و نما پائی وہاں کے لوگ بھی ناخواندہ تھے تاہم آپ کے آباؤ اجداد نہایت عقلمند تھے اور روئے زمین کے تمام لوگوں سے بہتر تھے مگر رفتہ رفتہ ان کے یاں سے علم مفقود ہوتا گیا لہذا خداوند تعالیٰ نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو پیدا کیا، آپ نے اللہ تعالیٰ کو اچھی طرح پہچانا، اللہ تعالیٰ نے آپ کے پاس ایک فرشتہ بھیجا تاکہ آپ لوگوں کو نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، اور کافروں سے جہاد کی تعلیم دیں، اس مقصد کے لئے اللہ تعالیٰ نے آپ پر قرآن مجید نازل فرمایا۔
لہذا بندۂ مومن کے لئے لازم ہے کہ وہ قرآن مجید اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام پر ایمان للئے اور ان کی تصدیق کرے اور توحید و رسالت کا زبان سے بھی اقرار کرے۔

مسلمہ عقائد

اللہ تعالیٰ نے اسی کتاب میں ارشاد فرمایا ہے :۔
"میں زندہ ہوں، ہمیشہ سے ہوں، ہمیشہ رہوں گا، سب کچھ جانتا ہوں، ہر چیز پر قادر ہوں، سب کچھ سنتا ہوں، سب کچھ دیکھتا ہوں، میں ہر ایک کی شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہوں، جبار و قہار ہوں، رحیم و کریم بھی

Marfat.com

ہوں، تمام جہان کو میں نے پیدا کیا ہے اور میں ہی ہر چیز کو فنا کرتا ہوں، میرے کاموں میں کوئی شریک و مددگار نہیں ہے۔"

احکام و حقوق اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں یہ بھی ارشاد فرمایا ہے:۔ "میری عبادت کرو، نماز، روزہ، حج اور زکوٰۃ ادا کرو، اور کافروں کے ساتھ جنگ کرو، حقداروں یعنی والدین اور دیگر رشتہ داروں کے حقوق ادا کرو، کسی پر ظلم نہ کرو۔

صفاتِ نبوی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سب انسانوں سے زیادہ خوبصورت اور افضل تھے آپؐ کی ذات تمام انسانوں کی ذات سے زیادہ پاکیزہ تھی آپؐ کا قلب سب لوگوں کے قلوب سے زیادہ روشن تھا، تمام اولیائے کرام آپؐ کے کوچہ کے گدا ہیں، تمام ممکنہ عمدہ انسانی صفات آپؐ میں بدرجۂ اتم موجود تھیں، آپؐ کا ہر قول و فعل خدا کے حکم کے مطابق ہے۔

ملفوظاتِ مجالس آپ کے مکتوباتِ مبارکہ کے علاوہ آپ کے وہ ملفوظات و ارشادات بھی حقائق و معارف کا گنجینہ ہیں جنھیں آپ کے ایک مخلص عقیدتمند نے (جن کا اسم مبارک معلوم نہیں ہو سکا ہے) آپ کی حیاتِ مبارکہ ہی میں آپ کی مجالس میں بیٹھ کر مرتب کیا تھا اور وہ یہ تحریر کردہ اقوال و ارشادات آپ کی نظر سے گزارا کرتے تھے اس لئے یہ ملفوظاتِ مجالس بھی آپ کی تعلیمات و ارشادات کا قیمتی سرمایہ ہیں۔ لہٰذا ہم ان ملفوظات کے اہم اقتباسات قارئین کرام کے استفادہ کے لئے پیش کرتے ہیں:۔

Marfat.com

توکل کا مفہوم

مجلسِ اول میں آپ توکل کے مفہوم کی اس طرح وضاحت فرماتے ہیں:۔

"توکل یہ نہیں ہے کہ اسباب کو چھوڑ کر بیکار بیٹھ جائیں کیونکہ یہ بے ادبی ہے بلکہ جائز ذرائع معاش مثلاً کتابت وغیرہ اختیار کرنے چاہئیں اور نظر مسبب الاسباب پر رکھنی چاہئے کیونکہ سبب ایک دروازہ ہے جسے حق تعالیٰ نے روزی پہنچانے کیلئے بنایا ہے۔ اگر کوئی شخص اس لئے دروازہ کو بند کر دے کہ روزی اوپر سے مہیا ہو جائے تو یہ بہت بے ادبی کی بات ہے کیونکہ خدا نے دروازہ اسی لئے بنایا ہے کہ ہم اسے کھول کر بیٹھیں، آگے اس کا اختیار ہے کہ وہ روزی دروازے سے (دنیاوی ذریعہ معاش) بھیجے یا اوپر سے مہیّا کرے۔ جو شخص صرف فتوح پر نظر رکھے اس کا بھی یہی حال ہے کیونکہ کمانے کی طاقت رکھتے ہوئے صرف فتوح (نذرانہ) پر نظر رکھنا کم ہمتی اور ترکِ اسباب ہے"۔

عشقِ صوری

آگے چل کر آپ نے مجازی عشق و محبت کے بارے میں اسی مجلس میں یوں ارشاد فرمایا ہے:۔

"جو شخص اس جہان میں شکل و صورت کے عشق میں پھنسا رہتا ہے وہ ہمیشہ کیلئے بڑے بھاری حجاب اور پردہ میں رہتا ہے اگر وہ صورت نامحرم ہو تو قیامت میں اس صورت کو بری شکل سے بدل کر اس کے مبتلا عاشق پر مسلط کر دیا جائے گا اسوقت اللہ تعالیٰ کے حضور کی اسے کوئی لذت حاصل نہیں ہوگی۔ بعض بزرگوں نے عشقِ صوری کو طریقت میں شمار کیا ہے اس کے بارے میں ہمیں بہت تامل ہے۔ یہ چیز طریقۂ عالیہ نقشبندیہ میں بہت ہی غیر معتبر ہے"۔

Marfat.com

محبت کے اقسام

مجلس دوم میں جو بروز جمعرات بتاریخ ۶ ربماہ صفر ۱۰۱۲ھ کو منعقد ہوئی، حضرت خواجہ باقی باللہ نے محبتِ ذاتی اور محبتِ صفاتی کے بارے میں یوں ارشاد فرمایا:۔

"محبتِ صفاتی یہ ہے کہ کوئی شخص کسی سے اس کے عالم یا بہادر ہونے کی وجہ سے محبت رکھے، اس صورت میں اس کی محبت علم و شجاعت کے اوصاف پر موقوف ہوگی۔ یعنی یہ اوصاف اگر اس سے دور ہو جائیں تو وہ محبت باقی نہیں رہے گی۔ اور محبتِ ذاتی یہ ہے کہ کوئی شخص دوسرے سے ذاتی طور پر محبت رکھے یعنی اس کی محبت کا دارومدار محض اس کی ذات پر ہو کسی عمدہ صفت کے ہونے یا نہ ہونے پر وہ محبت موقوف نہ ہو اور نہ عمدہ صفات کی کمی بیشی کی وجہ سے اس کی محبت میں کمی بیشی ہو"

بعد ازاں آپ نے فرمایا: "اہلِ شہود میں اس شخص کو محبت ذاتی حاصل ہوتی ہے جس کا اپنی کوئی غرض درمیان میں نہ ہو۔ اگر کسی کو محبوب کے مشاہدہ سے لذت و سرور حاصل ہوتا ہو تو یہ کیفیت محبتِ ذاتی کے منافی نہیں ہے بلکہ یہ محبت ذاتی کا کمال ہے"۔

طریقت کا دارومدار

آگے چل کر آپ نے فرمایا: "ہماری طریقت کا دارومدار ان تین چیزوں پر ہے: (۱) اہلِ سنت والجماعت کے عقائد پر پختہ ہونا (۲) حضورِ قلب کا ہمیشہ قائم رہنا (۳) عبادت۔ لہذا جب تم یہ دیکھو کہ کسی میں ان تینوں اشیاء میں سے کسی چیز کی کمی ہو گئی ہے تو سمجھ لو کہ وہ ہمارے طریقے سے باہر نکل گیا ہے"۔

Marfat.com

روزہ میں اعتدال

چوتھی مجلس ۱۱ رماہ رمضان المبارک ۹۰۶ھ میں منعقد ہوئی، اس وقت شیخ جلال الدین تھانیسریؒ کے مریدوں میں سے ایک صوفی مرید بعد از افطار آپ کی خدمت میں حاضر ہوا، وہ ابھی آپ کا انتظار کرتا رہا تاکہ حضرت خواجہ صاحبؒ افطار اور طعام سے فارغ ہو جائیں۔ اس شخص کی یہ عادت تھی کہ وہ تہجد کے بعد کھانا کھایا کرتا تھا اور ہمیشہ روزہ رکھا کرتا تھا، خواجہ صاحبؒ پر اس کا یہ حال واضح ہو گیا، اس لیے آپ نے حاضرین کو مخاطب کر کے فرمایا:۔

"روزہ رکھنے کا مقصد یہ ہے کہ بندہ اللہ تعالیٰ کی ایک صفت کو اختیار کرے چونکہ اللہ تعالیٰ کھانے پینے سے پاک وصاف ہے اس لئے بندہ بھی یہ چاہتا ہے کہ وہ بھی تھوڑی دیر کے لئے خدا کی اس صفت کو اختیار کرے تاہم بہتر یہ ہے کہ بندہ اپنی عاجزی کے اظہار کے لئے سحری کھالیا کرے اس کے بعد عجز وادب کے ساتھ روزہ کا آغاز کرے، اس طرح وہ بندگی کے دائرہ میں رہتا ہے۔

قیام لیل (رات بھر عبادت کرنا) بھی اللہ تعالیٰ کی صفت کے مشابہ ہے اس میں بھی اسی قسم کا طریقہ اختیار کرنا چاہیئے، چونکہ حق تعالیٰ نیند اور سونے سے مبرا اور پاک وصاف ہے اس لئے بندہ بھی اس صفت میں اس کی پیروی کر کے "قیام لیل" کا آغاز کرتا ہے۔ لہٰذا اسے چاہیئے کہ وہ گستاخ ہو کر ان کاموں کے اختیار کرنے میں اپنی طاقت اور قوت کا مظاہرہ نہ کرے۔ اسے چاہیئے کہ رات ہوتے ہی جلد کھانا کھالے تاکہ بندہ کی عاجزی ظاہر ہو"

آپ کے ان ارشادات کا اس تہجد صوفی پر اس قدر اثر ہوا کہ اس نے

Marfat.com

فوراً کھانا طلب کیا اور اپنی عادت کے برخلاف کھانا کھایا، ورنہ وہ اس قدر ضدی تھا اور اپنے اصولوں پر اس قدر پختہ تھا کہ والدین کے اصرار پہ بھی شام کو کھانا نہیں کھاتا تھا بلکہ ہمیشہ تراویح اور تہجد سے فارغ ہو کر کھانا کھاتا تھا، اور ہمیشہ روزہ رکھتا تھا۔

شیخ نورالدین کا تذکرہ

مجلس پنجم میں مذکور ہے کہ اس دن حضرت خواجہ صاحبؒ کے سامنے شیخ نورالدین صاحب کی استقامت کے بارے میں گفتگو کا آغاز ہوا، شیخ نورالدینؒ پنجاب کے مشہور عالم تھے اس علاقے کے بہت سے لوگ ان کے مرید تھے۔ خواجہ صاحب نے ان کے بارے میں یہ فرمایا:

"شیخ نورالدین بہت بوڑھے تھے اور ان کی عمر ایک سو بیس (۱۲۰) سال کی ہو گئی تھی تاہم اس قدر بڑھاپے میں بھی وہ بکثرت نوافل پڑھتے تھے اور راتوں کو جاگتے تھے اور شب بھر بہت عبادت و ریاضت کرتے تھے۔ لوگ کہتے ہیں کہ انھوں نے تیس (۳۰) سال تک اپنا پہلو زمین پر نہیں رکھا۔"

اس پر حاضرین میں سے ایک شخص نے عرض کیا: "مگر اس شیخ سے حقائق و معارف سننے میں نہیں آئے۔"

شریعت کی پابندی

آپ نے جواب دیا: "انسان شرعی احکام بجا لانے پر مامور ہے اسے حقائق و معارف بیان کرنے کا حکم نہیں دیا گیا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کو صوفیانہ معارف و حقائق بیان کرنے کے لئے مکلف نہیں فرمایا۔ آپ ہمیشہ احکام شریعت کی تلقین فرماتے تھے لہذا یہ اعلیٰ درجہ کی سعادت ہے کہ انسان حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور

Marfat.com

صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی اتباع کرے اور اس پر ثابت قدم رہے اور ہمیشہ نیک اعمال بجا لانے کی کوشش کرتا رہے۔"

آپ نے مزید فرمایا: "معرفت کے بہت سے اقسام و مراتب ہیں اگر انسان کو حقائق و معارف کا بہت بڑا حصہ حاصل ہو جائے تو بہتر اور خوب تر ہے ورنہ اس کا اصل کام شریعت کی پابندی ہے۔"

طریقہ ذکر و رابطہ میں اختلاف

چھٹی مجلس کا حال بیان کرتے ہوئے جامع ملفوظات رقمطراز ہیں: حاضرین میں سے ایک شخص نے سوال کیا: "کہتے ہیں کہ سلسلۂ عالیہ نقشبندیہ میں رابطہ کا طریقہ حضرت صدیق اکبرؓ سے اور ذکر کا طریقہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے حاصل ہوا ہے یہ اختلاف کیوں ہے؟"

آپ نے فرمایا: "ذکر کا وہ طریقہ جسے مقررہ قاعدہ کے مطابق 'وقوف عددی' کہا جاتا ہے جیسے کہ حبسِ نفس اور مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ کو اس کے ساتھ ملانا، یہ طریقہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے (ہم تک) دست بدست پہنچا ہے اور صحبت کا طریقہ بھی انہی سے (اس سلسلۂ نقشبندیہ تک) پہنچا ہے کیونکہ حضرت صدیق اکبرؓ سفر اور حضر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ رہے اور بطریقہ صحبت فیض حاصل کیا ہے۔ اس (روحانی) کام کی اصل بنیاد صحبت ہی ہے اور رابطہ اس کا ظل (سایہ) ہے۔ ظاہری صحبت نہ ملنے کی صورت میں رابطہ بھی جو باطنی صحبت ہے کافی سمجھا جاتا ہے۔"

آپ نے مزید فرمایا: "اگر کوئی شخص 'پیر صحبت' کی صحبت میں (روحانی)

Marfat.com

کمال تک پہنچ جائے تو اس کو ایسے 'پیر تعلیم' کی ضرورت نہیں رہتی جس سے وہ ذکر کی تعلیم حاصل کرے کیونکہ جب کوئی شخص منزلِ مقصود تک پہنچ جائے تو پھر اسے گھوڑا خریدنے (یا سواری کی) کیا ضرورت ہے"؟

کشف کے اقسام

آگے چل کر آپ نے فرمایا: "جو لوگ اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہیں، ان کو کشف کی ضرورت نہیں ہے، کیونکہ کشف دو قسم کا ہوتا ہے (۱) کشفِ دنیاوی، یہ (ان کے لئے) سراسر بے فائدہ اور بیکار ہے (۲) کشفِ اخروی، یہ کتاب و سنت میں ظاہر ہو چکا ہے اور عمل کیلئے کافی ہے لہٰذا کوئی کشف اس (کتاب و سنت کے) کشف کے مساوی اور برابر نہیں ہے"۔

مشائخ اور تبلیغی فریضہ

آپ نے مزید فرمایا: "مشائخ کو مخلوقِ خدا کی تربیت اور ہدایت کے سلسلے میں ذیل کے تین امور میں سے کسی ایک چیز کی ضرورت ہوتی ہے: (۱) الہامِ خداوندی (۲) پیر و مرشد کا حکم (۳) مخلوق پر جذبۂ شفقت — جب مشائخ مخلوقِ خدا کو گمراہی پر دیکھتے ہیں تو وہ ان سے گمراہی کے ضرر اور نقصانات کو دور کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ مثلاً وہ دوزخ کے عذاب اور قیامت کے خوف و خطرات (سے انھیں بچانے کی کوشش کرتے ہیں)

لہٰذا ان کی شفقت کا منشا یہ ہوتا ہے کہ وہ احکامِ شریعت کو رائج کریں اور لوگوں کو وعظ و نصیحت کریں تاکہ لوگ احکام و آدابِ شریعت پر اس کے حدود میں رہ کر عمل کریں اور شرعی احکام کی پابندی کریں، لوگوں کو 'واصل باللہ' کرانا شفقت کی شرط نہیں ہے بلکہ شفقت کا منشا پورا کرنے کے لئے صرف اتنا ہی کافی ہے جو بیان کیا گیا ہے۔

Marfat.com

لقمہ کی احتیاط

ملفوظاتِ مجالس کے جامع تحریر فرماتے ہیں: بروز ہفتہ ۲۳ ذیقعدہ ۱۴۰۹ھ کو زمین بوسی کی سعادت حاصل ہوئی اس وقت لقمہ کی احتیاط کے بارے میں گفتگو ہو رہی تھی، آپ نے فرمایا:۔

"صرف لقمہ حلال پر اکتفا نہیں کرنا چاہیئے بلکہ یہ بھی ضروری ہے کہ لکڑی پانی اور زمین بھی حلال اور جائز ذرائع سے حاصل ہوں نیز کھانا پکانے والا بھی حق تعالےٰ کے ساتھ حضورِ قلب کی نسبت رکھتا ہو اور کھاتے وقت (کھانے والے) بھی حضورِ قلب اور خود آگاہی کے ساتھ کھانا تناول فرمائیں۔ کیونکہ لقمہ کی بے احتیاطی کی وجہ سے ایک ایسا دھواں اٹھتا ہے جو فیض کے راستوں کو بند کر دیتا ہے اور پاک روحیں جو فیض کا راستہ ہیں، قلب کے مقابل نہیں رہتیں"۔

مناسب غذا

آپ نے مزید فرمایا "کمزور دماغ والوں کو وہ کھانا پینا چاہیئے جو ان کی طبیعت کے مناسب ہو اور مقوی دماغ ہو مثلاً اگر کمزور دماغ والا جو کی روٹی کھانے لگے تو اس کے دماغ میں خشکی پیدا ہوگی جو فیض کے راستے کو بند کر دے گی"۔

آپ نے ارشاد فرمایا "(روحانیت کے طالبوں کے لئے) ایک خاص فیض ہے جو دماغ میں آتا ہے، جب دماغ میں خشکی ہو تو وہ فیض نہیں آتا لہٰذا اس کھانے سے بچنا چاہیئے جو طبیعت کے موافق نہ ہو۔ اسی طرح زیادہ روزی کمانا اپنے اوپر لازم کر لینا بھی مناسب نہیں ہے یہ بھی کمزوری دماغ کا باعث ہوتا ہے، بالخصوص اہلِ کشف کو اپنے دماغ کی تقویت کے سلسلے میں بہت احتیاط سے کام لینا چاہیئے کیونکہ دماغ کی خشکی سے کشف میں غلطی واقع ہو جاتی ہے"۔

Marfat.com

اعلیٰ درجے کی دولت

آٹھویں مجلس میں دورانِ گفتگو آپ نے فرمایا: "اعتقاد کا درست ہونا، احکامِ شریعت کی پابندی، اخلاص اور بارگاہِ الٰہی میں توجہ دائمی کا ہونا نہایت ہی اعلیٰ درجے کی دولت ہے اس کے برابر کوئی (روحانی) ذوق اور وجد نہیں ہے اگر یہ حاصل ہو تو پھر کسی اور چیز کی ضرورت نہیں رہتی"۔

توحیدِ وجودی

نویں مجلس میں آپ نے مختلف حقائق و معارف بیان فرمائے اس کے بعد جامع ملفوظات تحریر کرتے ہیں: —

"پھر کچھ دیر تک توحیدِ وجودی کے بارے میں گفتگو ہوتی رہی اور اس اختلاف کا ذکر آیا جو شیخ علاؤ الدولہ سمنانی رحمۃ اللہ علیہ اور شیخ محی الدین ابن عربیؒ کے درمیان رونما ہوا۔ حضور (خواجہ صاحبؒ) نے فرمایا:۔

"ان دونوں بزرگوں کے معتقد اہلِ علم نے اس نزاع و اختلاف کو جو حق تعالےٰ کے 'اطلاق' کے بارے میں ہے لفظی اختلاف قرار دیا ہے اور یوں تحریر کیا ہے :۔ شیخ محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ نے حق سبحانہٗ کے وجود کو مطلق کہا ہے اور شیخ علاؤ الدولہ سمنانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس اطلاق سے 'مطلق بشرط لاشئ' سمجھ کر شیخ محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ پر طعن و اعتراض کیا ہے اور خطا کار ٹھہرایا ہے لیکن شیخ محی ابن عربیؒ کی مراد یہ نہیں ہے بلکہ آپ نے اس اطلاق سے 'مطلق لابشرط شئ' مراد لیا ہے۔ شیخ علاؤ الدولہ کا اعتقاد بھی یہی ہے، لہٰذا ان دونوں بزرگوں کا اختلاف معنوی نہیں ہے بلکہ لفظی ہے"۔

حضور (خواجہ صاحبؒ) نے مزید فرمایا "یہ نزاع و اختلاف اس وقت تک

دو نہیں ہو گا جب تک کہ شیخ علاؤ الدولہ رحمۃ اللہ علیہ اس بات کے قائل ہو جائیں کہ خارجی موجودات صرف علمی وجود رکھتے ہیں اور صورِ علمیہ، ذات کے اعتبارات و شیونات ہیں۔"

کتابتِ ملفوظات دسویں مجلس کے حالات میں جامع ملفوظات یوں تحریر فرماتے ہیں: "جمعہ ۱۳ ذی الحجہ سنہ ھ کو فقیر خدمتِ عالیہ میں حاضر ہوا، جب حضور نے اس فقیر کو دیکھا تو مسکرا کر فرمایا: "باتیں سننے کیلئے آئے ہو؟" پھر حضور نے حاضرین میں سے ایک شخص کو مخاطب کر کے فرمایا:۔

"حضرت ابو عبداللہ مروزی رحمۃ اللہ علیہ جب کبھی مشائخ کی باتیں سنتے تو کسی شخص کو فرماتے "ان باتوں کو میرے لئے تحریر کر لو" چنانچہ انھوں نے بزرگوں کی باتیں سن سن کر انھیں ایک کتاب کی صورت میں جمع کر رکھا تھا جس کو وہ ہمیشہ اپنے ساتھ رکھتے تھے، ایک دن وہ دریا کے کنارے وضو کر رہے تھے کہ وہ کتاب دریا میں گر پڑی، حضرت ابو عبداللہ مروزی کو بڑا رنج ہوا، اسی افسوس کی حالت میں ایک رات حضرت سہل عبداللہ تستری کو خواب میں دیکھا، انھوں نے فرمایا: "بزرگوں کی باتوں کے موافق عمل کرنا چاہیے صرف لکھنے سے کیا فائدہ ہے؟"

اسی خواب کی حالت میں تھوڑی دیر کے بعد حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا جمال باکمال دکھایا اور حضرت ابو عبداللہ مروزی کو ارشاد فرمایا: "اس صدیق (یعنی حضرت سہل تستری رحمۃ اللہ علیہ) سے کہدو "ان بزرگوں کی باتوں کو لکھنا ان کی محبت کی نشانی ہے اور ان کی محبت عین مقصود ہے۔"

Marfat.com

عدالت میں جانا

جامعِ ملفوظات گیارہویں مجلس کے حالات میں تحریر فرماتے ہیں: "بروز دوشنبہ سولہویں ذوالحجہ ۶۵۵ھ کو بندہ مجلسِ عالی میں حاضر ہوا، ایک شخص دوسرے شخص پر دعویٰ کرنا چاہتا تھا مگر قاضی کی عدالت میں جانے سے شرم مانع تھی، اس لئے حضور (خواجہ صاحب) نے فرمایا:

"قاضی شریعت کا نائب ہے جب کسی قسم کا جھگڑا پیدا ہو جائے اور وہ شخص خود بھی شریعت کا پابند ہو تو اس کو قاضی کے پاس ضرور جانا چاہیئے"۔

خواجہ اکنگی کا واقعہ

اس کے بعد حضور نے فرمایا: "حضرت مخدوم مولانا خواجہ اکنگی جو آپ کے پیر و مرشد) کے حضور میں موضع اکنہ میں دو آدمیوں میں جھگڑا ہوا، حضور اس معاملہ سے آگاہ تھے، جب انہوں نے فیصلہ کے لئے قاضی کی طرف رجوع کیا تو قاضی صاحب نے آپ سے شہادت طلب کی چنانچہ حضور نے اس شخص کی حمایت میں شہادت دی جو جائز حقدار تھا فریق مخالف نے کہا: "جب تک حضور قسم نہ کھائیں ہم ان کی شہادت نہیں مانتے" حضور نے فرمایا: "سچی قسم کھانا شریعت میں جائز ہے لہذا میں شرعی کام میں تاخیر نہیں کروں گا"۔

تین قسم کے بزرگ

تیرہویں مجلس کے حالات میں مرقوم ہے: بروز اتوار ۲۰ شوال ۶۵۵ھ کو حضرت کی خدمتِ عالیہ میں فقیر حاضر ہوا، اہل اللہ کے بارے میں گفتگو کا آغاز ہوا حضور نے فرمایا: "اہل اللہ کے تین قسم کے گروہ ہیں: (۱) عابد و زاہد (۲) صوفیہ (۳) ملامتیہ۔

'عابد و زاہد' وہ گروہ ہے جو صرف ظاہری عبادت پر اکتفا کرتا ہے یعنی

Marfat.com

یہ لوگ فرائض وسنن بجالانے کے بعد نفلی عبادتیں اور دوسرے نیک کام بھی کرتے ہیں یہانتک کہ وہ ہر قسم کا نیک کام انجام دیتے ہیں اور خیرات بھی کرتے ہیں مگر وہ صوفیہ کرام کے ذوق و وجد سے بہرہ ور نہیں ہوتے ہیں تاہم بعض عبادت گزاروں کو روحانی وجد و ذوق حاصل ہوجاتا ہے اسوقت وہ عابدوں کے مرتبہ سے بلند ہوکر صوفیہ کے گروہ میں شامل ہوجاتے ہیں۔

'صوفیہ' وہ لوگ ہیں جو روحانی ذوق و وجد سے بہرہ مند ہوتے ہیں وہ اپنی خوارق وکرامات کو مخلوق کی نظر سے پوشیدہ نہیں رکھتے ہیں تاہم ان تمام روحانی امور و کیفیات میں ان کی نگاہیں حق تعالیٰ کی طرف لگی رہتی ہیں، وہ مخلوق کو حق تعالیٰ کا ظہور جانتے ہیں، اس گروہ کے بعض افراد میں کسی قدر رعونت اور رعنائی پائی جاتی ہے۔

'ملامتیہ' وہ لوگ ہیں جو عام لوگوں کے لباس میں پوشیدہ رہتے ہیں، ان میں اور عوام میں بظاہر کوئی فرق نہیں ہوتا ہے، لوگوں کی نگاہوں میں وہ صرف فرائض اور موکدہ سنن پر اکتفا کرتے ہیں اور حتی المقدور خلوص کے ساتھ کام کرتے ہیں۔ تاہم وہ اپنے خوارق وکرامات کو ظاہر کرکے اپنے آپ کو (بزرگی میں) مشہور نہیں کرتے۔ اس معاملے میں وہ حضرت حق سبحانہ کی اتباع کرتے ہیں اور جس طرح خداوند تعالیٰ نے اپنے آپ کو عوام کی نظروں سے پوشیدہ کر رکھا ہے اسی طرح یہ لوگ بھی اپنی ذات کو مخلوق کی نگاہوں سے پوشیدہ رکھتے ہیں، ان لوگوں میں رعونت بالکل نہیں ہوتی کیونکہ یہ لوگ مقام عبودیت کی انتہا تک پہنچے ہوئے ہوتے ہیں۔

شیخ محی الدین ابن عربی قدس سرہ نے حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کو

Marfat.com

اور صحابہ میں سے حضرت صدیق اکبر اور حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہما کو اور مشائخ میں سے حضرت بایزید بسطامی، حضرت ابوسعید خراز اور حضرت ابومسعود رحمۃ اللہ علیہم کو نیز اپنی ذات کو اس قسم کے گروہ کا سردار شمار کیا ہے۔ تاہم (شیخ اکبر) دوسرے بزرگوں کے بارے میں خاموش رہے اور ان کی نفی بھی نہیں کی۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ شیخ اکبر کا طریقہ یہ ہے کہ مخصوص اوقات میں بذریعہ کشف جو کچھ انھیں معلوم ہوتا ہے وہی لکھتے ہیں۔

نغمہ اور سماع

(آگے چل کر اسی مجلس میں) "نغمہ" کے بارے میں گفتگو کا آغاز ہوا حضور نے فرمایا "فقہا اس کو مکروہ جانتے ہیں، بعض مشائخ نے اس کو مباح کہا ہے لیکن مبتدی کو وہ اس کا مستحق نہیں سمجھتے، اور وہ لوگ جو نغمہ سننے کے قائل ہیں ان کے نزدیک اس کا فائدہ اور حکمت یہ ہے کہ نغمہ سننے کے وقت طبیعت کو سکون حاصل ہوتا ہے اور وہ اپنی جگہ پر ٹھہر جاتی ہے ایسے موقع پر روح (لطیف) معانی کا ادراک اچھی طرح کر سکتی ہے۔ دراصل (سالک کا) محبوب مقصد معانی ہوتے ہیں، نغمہ کی حیثیت (مقدس الہامی کتاب) زبور کی مانند ہے اس لئے (حقیقت میں) ان (عارفوں) کا نفس نغمہ میں مبتلا نہیں ہوتا ہے۔

حضرت شیخ نظام الدین اولیا رحمۃ اللہ علیہ کے ملفوظات میں تحریر ہے:

"نغمہ سننے کے شرائط میں سے ایک شرط یہ ہے کہ سننے والے پر حق تعالیٰ کی محبت غالب ہو"

اس موقع پر فقیر (جامع ملفوظات) نے عرض کیا: "حق تعالیٰ سے محبت کرنے والے کی کیا علامت ہے؟" آپ نے فرمایا: "آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مکمل فرمانبرداری اور اتباع کامل (محبت خداوندی کی علامت) ہے۔"

Marfat.com

فضائل صحابہؓ

جامع ملفوظات چودہویں مجلس کے حالات میں یوں تحریر فرماتے ہیں: "بروز جمعہ ۱۹ ربیع الاول ۱۴۰۱ھ کو حضور کی قدم بوسی نصیب ہوئی، (اس وقت) حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے فضائل سے گفتگو کا آغاز ہوا۔ حضور نے فرمایا:

"چاروں صحابہ کرامؓ (خلفائے راشدین) ترتیب وار اقطاب مطلق تھے تاہم حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے فضائل بکثرت اس لئے (کتابوں میں) مذکور ہیں کہ بنو امیہ کی خلافت کے زمانے میں خارجی لوگ بہت زیادہ ہو گئے تھے اس لئے بزرگانِ سلف کو اہلِ بیت کے فضائل بیان کرنے کی زیادہ ضرورت محسوس ہوئی اور اسی وجہ سے کتابوں میں ان کے فضائل زیادہ مذکور ہیں"۔

خوارق و کرامات

اس کے بعد خوارق و کرامات کے بارے میں گفتگو ہونے لگی، حضور نے فرمایا:

"صحابہ کرامؓ کے زمانہ میں خوارق (کرامات) کا اس قدر ظہور نہیں تھا جسقدر کہ بعد کے زمانے میں ہوا، اس کی وجہ یہ ہے کہ جو شخص (روحانی) کرامات کی انتہا تک پہنچ جائے اس کے ہاتھ سے اللہ تعالیٰ کے حکم کے بغیر کوئی (غیر معمولی) تصرف (کرامت) ظاہر نہیں ہوتا ہے تاہم پیغمبروں سے ان کے ارادے کے بغیر خوارق (غیر معمولی واقعات اور معجزات) ظاہر ہو جاتے تھے اور بعض اوقات جب کفار اُن (کی نبوت) کا انکار کرتے تھے تو ان کے تصرف و خواہش کے بغیر کوئی معجزہ نمودار ہو جاتا تھا"۔

انکارِ مشائخ

پھر انکارِ مشائخ کے بارے میں گفتگو شروع ہوئی تو حضور نے فرمایا:

"اولیائے کرام کبیرہ گناہوں سے محفوظ نہیں ہیں، اگر اُن سے

Marfat.com

کوئی گناہ سرزد ہو جائے تو اس کی وجہ سے ان کے (روحانی) احوال کے باطل ہو جانے کا فیصلہ کرنا جہالت اور کم فہمی پر مبنی ہے بلکہ اسوقت یہ دیکھنا چاہیئے کہ یہ لوگ اکثر اور سدائمی طور پر کس (روحانی) مقام اور منزل پر فائز ہیں؟ اس کے بعد اگر یہ تقاضائے بشریت ان سے کوئی قصور سرزد ہو جائے تو انھیں معذور سمجھنا چاہیئے۔"

حضرت ذوالنون مصریؒ

بعض مشائخ کو لوگ ان کی زندگی میں زندیق اور بے دین کہتے رہے ہیں، جیسا کہ حضرت ذوالنونؒ مصری کو ان کے زمانے میں (کچھ) لوگ (زندیق اور بے دین) کہتے تھے۔ تاہم حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ کو مرنے کے بعد قبولیت حاصل ہوئی۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ وہ (اپنی زندگی میں) دنیاوی کاموں سے الگ تھلگ اور مبرا تھے، اگر وہ دنیا دار ہوتے یعنی بادشاہ یا بادشاہ کے ندیم ہوتے تو اس انکار کی وجہ سے جو ان کی زندگی میں لوگ کیا کرتے تھے کوئی شخص انھیں بزرگ تسلیم نہ کرتا اور موت کے بعد بھی وہ لوگوں کے طعن و ملامت سے نہ بچ سکتے۔"

اصل ایمان

آپ نے مزید فرمایا: "صحابہ کرامؓ کے بارے میں گفتگو کرنا اصل دین و ایمان میں داخل نہیں ہے، بہت سے مومن ایسے بھی ہیں جو خدا و رسول کے علاوہ اور کچھ نہیں جانتے تاہم ان کے ایمان میں کوئی شبہ نہیں ہے۔"

Marfat.com

حضرت خواجہ محمد باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ

کے

خلفائے کرامؒ

ہم نے گذشتہ صفحات میں حضرت خواجہ باقی باللہؒ سے ان کے چار ممتاز خلفاء کی بیعت کا ذکر کیا تھا ان میں حضرت شیخ احمد مجدد الف ثانیؒ کی شہرت سب سے زیادہ ہوئی۔ ہم ان سے خواجہ صاحب کے تعلقات کا تذکرہ بعد میں کریں گے۔

خواجہ حسام الدین احمدؒ

خواجہ حسام الدینؒ کے والد قاضی نظام الدین بدخشانی بہت بڑے عالم فاضل تھے ان کا شمار نامور امرائے اکبری میں ہوتا تھا۔ قاضی نظام الدین مشہور بزرگ عالم سعید ترکستانی اور نامور محقق احمد جنید کے تلمیذ خاص تھے۔ اس طرح خواجہ حسام الدین کے گھرانے میں علم و فضل اور امارت دونوں چیزیں ایک ساتھ جمع ہو گئی تھیں اور خود خواجہ حسام الدین بھی ایک بڑے سرکاری عہدے پر فائز تھے اور شہنشاہ اکبر کے مشیر اعظم ابوالفضل سے بھی ان کی رشتہ داری تھی تاہم انھوں نے دنیا کے تمام مال و جاہ کو ٹھکرا کر حضرت خواجہ صاحبؒ کی مصاحبت اختیار کی اور دنیاوی شان و شوکت کو چھوڑ کر فقیری اور درویشی اختیار کی۔

وزیر السلطنت ابوالفضل کو ان کا یہ رویہ ناپسند ہوا اور وہ آپ کے

Marfat.com

درپئے آزار ہوگیا۔ جب ابوالفضل کی دشمنی انتہا کو پہنچ گئی تو انھوں نے اپنے پیرو مرشد سے اس کی مخالفت کی شکایت کی، حضرت خواجہ صاحبؒ نے فرمایا: "تمہیں اطمینان رکھنا چاہیئے انشاء اللہ عنقریب اس کے کاروبار میں برہمی پیدا ہوگی" اس ارشاد کے تھوڑے دنوں کے بعد ابوالفضل کے قتل کی خبر سارے شہر میں مشہور ہوگئی۔ اس طرح خواجہ حسام الدین اس کی مخالفت سے محفوظ ہوگئے۔

خواجہ صاحبؒ کے مرض الموت میں آپ کی تیمارداری خواجہ حسام الدینؒ ہی کے سپرد تھی، خواجہ صاحبؒ کے وصال کے وقت صرف آپ ہی حاضر تھے اور آپ ہی کے ہاتھوں حضرت خواجہ باقی باللہؒ کی تجہیز و تکفین ہوئی اور اس کے بعد خانقاہ اور خواجہ صاحبؒ کے اہل و عیال کی نگرانی اور صاحبزادوں کی تعلیم و تربیت کے فرائض آپ ہی انجام دیتے رہے۔ دونوں صاحبزادے اپنے والد محترم کی وفات کے وقت بہت چھوٹے تھے اس لئے ان کی پرورش اور تعلیم و تربیت میں آپ انتھک کوشش کرتے رہے۔

حضرت شیخ احمد سرہندیؒ اگرچہ سب سے بڑے خلیفہ تھے مگر چونکہ انھیں سرہند شریف ہی میں رہنے کا حکم ہوا تھا اس لئے وہ درگاہ خواجہ باقی باللہؒ اور آپ کے اہل و عیال کی خدمت و نگرانی دہلی میں رہ کر نہیں کر سکتے تھے۔ اس خدمت کو خواجہ حسام الدین نے بحسن و خوبی انجام دیا اس کا اعتراف حضرت مجدد الف ثانیؒ صاحبزادگان کے نام ایک مکتوب میں اس طرح فرماتے ہیں:۔

"حق سبحانہ خواجہ حسام الدین احمد کو ہماری طرف سے جزائے خیر دے کہ

Marfat.com

انھوں نے ہم کوتاہی کرنے والوں کی ذمہ داری کو اپنے ذمہ لیا اور اس آستانہ عالیہ کی خدمت کے لئے کمربستہ ہوگئے ہیں اور ہم جیسے دور رہنے والوں کو فارغ کر دیا ہے[1]۔

خواجہ حسام الدین احمدؒ بھی حضرت مجدد الف ثانیؒ کے بہت معتقد تھے انھوں نے نہ صرف حضرت خواجہ صاحب کے دونوں صاحبزادگان کو سنِ شعور پر پہنچنے کے بعد حضرت مجدد الف ثانیؒ کی خدمت میں تعلیم و تربیت کے لئے بھیجا بلکہ اپنے بڑے صاحبزادے کو بھی تعلیم و تربیت کے لئے حضرت مجدد صاحب کے آستانے پر بھیجا[1]۔

آپ کا روزانہ کا معمول یہ ہوتا تھا کہ آپ نماز فجر فیروز آباد میں ادا فرماتے تھے اس کے بعد مراقبے میں بیٹھے رہتے۔ طلوعِ آفتاب کے بعد نماز اشراق پڑھ کر درگاہ خواجہ باقی باللہ کی طرف جو وہاں سے تقریباً دو میل شہر سے باہر ہے روانہ ہوتے وہاں پہنچ کر دن بھر تلاوت و عبادت اور مراقبہ میں مشغول رہتے۔ روزانہ قرآن مجید کے پندرہ پارے تلاوت فرماتے تھے نیز مشکوٰۃ المصابیح کے ترجمہ سے چند احادیث بھی مطالعہ فرماتے تھے[2]۔

درگاہ شریف میں نماز عصر پڑھ کر اپنے اہل و عیال کی خبرگیری کے لئے شہر اپنے گھر تشریف لے جاتے تھے اس کے علاوہ اگر کوئی مہمان آجاتا تھا تو اس موقع پر مہمان کی خاطر داری کے لئے فوراً گھر پہنچ جاتے تھے ورنہ گھر میں بہت کم رہتے تھے۔

آپ امراء اور دیگر حضرات سے الگ تھلگ رہتے اور تنہائی میں زندگی

---

[1] زبدۃ المقامات ص ۸۰ [2] زبدۃ المقامات ص ۸۲

Marfat.com

گذارتے تھے اور لوگوں کے ہجوم کو پسند نہیں کرتے تھے تاہم اگر کوئی غریب حاجت مند حکام سے سفارش کرانے کے لئے آتا تھا تو فوراً اس کی رفع حاجت کے لئے سفارش تحریر فرمادیا کرتے تھے۔ آپ کے صاحبزادگان اور بعض دیگر معتقدین ہر کس وناکس غریب ضرورتمند کے لئے سفارش لکھدینے کو ناپسند کرتے تھے اور کہتے تھے کہ آپ کو اپنی عزت وآبرو کا بھی خیال رکھنا چاہئے مگر آپ غریب مسلمانوں کی ضرورتوں کو پورا کرنے کو اپنی عزت وآبرو پر بھی مقدم سمجھتے تھے[۱] آپ نے تقریباً ستر برس کی عمر میں ۱۰۳۵ھ میں وفات پائی[۲]

تاج الدین سنبھلیؒ

شیخ تاج الدین سنبھلی بھی آپ کے مخصوص خلفا میں سے تھے۔ کہا جاتا ہے کہ سب سے پہلے آپ کو خرقۂ خلافت عطا ہوا تھا۔ حضرت خواجہ صاحب اپنے مکاتیب میں بھی آپ کو مناسب ہدایات دیا کرتے تھے جیسا کہ ہم نے گذشتہ صفحات میں ان کا خلاصہ عنوانِ تعلیمات و ملفوظات کے آغاز میں بیان کیا ہے۔

آپ حضرت خواجہ صاحبؒ سے روحانی فیض حاصل کرکے اپنے وطن سنبھل چلے گئے تھے وہاں آپ سے اس قدر روحانی فیوض ظاہر ہوئے کہ تمام لوگ آپ کے معتقد ہو گئے۔ دنیا دار پیر آپ کی یہ مقبولیت دیکھ کر حسد کرنے لگے لہذا انھوں نے آپ کو زک دینے کے لئے ایک دیوانہ فقیر ابوبکر کو آپ سے بھڑادیا۔ آپ نے اپنے روحانی اثر سے اسے سیدھا کرلیا تاہم سنبھل والوں کی مخالفت سے تنگ آکر تمام حالات حضرت خواجہ صاحب کی خدمت میں لکھ کر بھیجے

---

[۱] زبدۃ المقامات ص ۸۱ — [۲] سیرت باقی مطبوعہ دہلی ۱۹۲۶ء

Marfat.com

چونکہ حضرت خواجہ صاحب کے مزاج میں رحمدلی اور امن پسندی تھی اس لیے آپ نے جواب میں تحریر فرمایا۔

"فقیروں کا شیوہ نہیں ہے کہ کسی سے جھگڑا کیا جائے۔ ہر کام میں اللہ تعالیٰ کے کرم پر نظر رکھنی چاہیئے مخالف کے ساتھ بھی نرمی سے پیش آنا اہلِ تصوف کا طریقہ ہے اگر اپنا رویہ درست ہو تو حسد کرنے والے خود بخود درست ہو جاتے ہیں۔ اس قسم کی باتیں جن کا تم نے اپنے خط میں ذکر کیا ہے تجربہ کاری اور رحمدلی کے خلاف ہیں۔ جب اولیاء اللہ تک بعض مرتبہ گناہِ کبیرہ سے محفوظ نہیں رہتے تو دیوانہ ایلکہ جو بیچارہ حصولِ مقصد سے محروم ہے اور چند دنوں سے راہِ تصوف پر گامزن ہے کیونکر غلطی سے محفوظ و معصوم ہو سکتا ہے تمہیں ان کی طرف سے بالکل چشم پوشی کرنی چاہیئے، یہ جو کچھ تم نے کیا تمہارے دماغ کی خشکی کا نتیجہ ہے۔ سنبھل والوں کے طعن و تشنیع کے جواب کی کوشش نہیں کرنی چاہیئے بلکہ ان کی سختی کے مقابلے میں نرمی اور جفا کاری کے مقابلے میں وفاداری اختیار کرو۔

خدا کا شکر اور احسان ہے کہ اولیاء اللہ کے حصے میں ملامت آئی ہے، جب میرے ساتھ ایسا سلوک ہوتا ہے تو میں اپنے نفس کا جائزہ لیتا ہوں۔ اگر مجھ میں کوئی برائی ہوتی ہے تو ترک کر دیتا ہوں بلکہ اس ملامت کو ایک اشارۂ غیبی سمجھتا ہوں جو مجھے نصیحت کرتا ہے۔ اگر اہلِ سنبھل تمہیں برا کہتے ہیں تو اس میں تمہارا نقصان کیا ہے؟ انھیں تمہاری عبادت کو قبول کرنے کا اختیار حاصل نہیں ہے لہٰذا ان کے افعال سے بے فکر ہو کر پوری توجہ کے ساتھ عبادتِ الٰہی میں مشغول رہو۔"[1]

---

[1] زبدۃ المقامات ص ۷۳، ۷۲۔

حضرت خواجہ صاحبؒ کی وفات کے بعد شیخ تاج الدین سنبھلی کا دل دہلی سے گھبرا گیا۔ اپنے وطن پہنچے جب وہاں بھی دل نہ لگا تو بے سروسامانی کی حالت میں ممالک اسلامیہ کی سیر و سیاحت کے لئے روانہ ہو گئے۔ ہندوستان اور کشمیر کے اکثر علاقوں میں گھومے اس کے بعد حرمین کی زیارت کے لئے روانہ ہوئے جب آپ وہاں پہنچے تو اہل حرم آپ کے معتقد ہو گئے بالخصوص شیخ محمد علان جو حرم مبارک کے ایک بہت بڑے بزرگ تھے۔ شیخ تاج الدین کے بیحد معتقد ہو گئے، ان کی وجہ سے دیگر اکابر عرب بھی آپ کے معتقد ہو گئے شیخ محمد علان ۱۰۳۱ھ میں فوت ہوئے۔

حج سے واپس آنے کے بعد شیخ تاج الدین تھوڑے عرصہ ہندوستان میں رہ کر پھر بلاد اسلامیہ کی زیارت کے لئے روانہ ہو گئے آخر مرتبہ لبیہ اور بصرہ کے علاقوں میں بھی گئے وہاں کے عوام اور حاکم دونوں آپ کے معتقد ہو گئے اور اسی طرح عرب کے علاقوں میں آپ نے نقشبندی سلسلہ کو رائج کیا۔

آخر زمانے میں آپ نے تمام دنیاوی ساز و سامان کو ترک کر دیا تھا ہمیشہ احرام باندھتے تھے۔ صاحب زبدۃ المقامات تحریر فرماتے ہیں "میرے ایک صالح رفیق نے ۱۰۳۷ھ میں آپ کو میدان عرفات میں عجیب و غریب حالت میں دیکھا آپ بالکل نحیف و ناتواں ہو گئے تھے، خط بڑھا ہوا تھا، سر اور داڑھی کے بال بکھرے ہوئے تھے آنکھیں سرخ اور اشکبار تھیں آپ ایک مخصوص روحانی جذبے کے ماتحت گھوم رہے تھے اسوقت آپ نے فرمایا میرا اب ارادہ ہے کہ میں اپنے مولیٰ کے گھر کی جاروب کشی کروں اور یہیں خاک ہو جاؤں[1]۔ چنانچہ

[1] زبدۃ المقامات ص: ۲۰۵ و ۲۰۶

Marfat.com

مکہ معظمہ ہی میں آپ کا انتقال ہوا۔

آپ نے نقشبندی مشائخ کے فارسی رسائل کا عربی زبان میں ترجمہ کیا تھا تاکہ اہلِ عرب بھی ان سے مستفید ہوں، ان میں سے ایک عربی رسالہ تعلیمِ اشغالِ نقشبندیہ میں بھی ہے جسے حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے اپنے رسالہ "انتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ" میں شامل کیا ہے۔

حضرت شاہ ولی اللہؒ اپنی مشہور کتاب "انفاس العارفین" میں تحریر فرماتے ہیں "یہ بات مخفی نہ رہے کہ حضرتِ ایشاں (شاہ عبدالرحیمؒ والد بزرگوار شاہ ولی اللہؒ) سلسلۂ نقشبندیہ کے شعبۂ باقویہ (خواجہ باقی باللہؒ کے طریقہ) کو سب سے زیادہ پسند فرماتے تھے آپ اس شعبہ (باقویہ) کی طرف جس قدر راغب تھے اس قدر کسی دوسرے سلسلے کی طرف آپ مائل نہ تھے۔ آپ نے تربیت و ہدایت اسی شعبہ (باقویہ) کے مطابق دی۔

شیخ تاج سنبھلی حضرت خواجہ (باقی باللہ) صاحب کے سب سے پہلے خلیفہ تھے، انھوں نے آخر عمر میں مکہ معظمہ میں اقامت اختیار کر لی تھی اور وہیں مدفون ہوئے۔ اس فقیر (شاہ ولی اللہ) نے اہلِ ہند کے متاخرین مشائخ میں سے کسی کو نہیں دیکھا کہ اہلِ مکہ اس کے معتقد شیخ تاج سے زیادہ ہوں، اہلِ مکہ ان کی کرامات کا حال بیان کرتے ہیں۔ انھوں نے شعبۂ باقویہ کے اشغال و معمولات کی توضیح میں جو بعینہٖ طریقۂ نقشبندیہ ہے، افراط و تفریط کے بغیر عربی میں ایک رسالہ لکھا اور حضرتِ ایشاں (والد مرحوم) نے اس رسالہ کا ترجمہ فارسی میں کیا جو سلفِ صالحین

؎ انفاس العارفین مطبوعہ مجتبائی سنہ ۱۳۳۵ھ ۱۹۱۷ء ص ۱۹۔

Marfat.com

کی عبارات سے ماخوذ ہے اس فقیر (شاہ ولی اللہ) نے دونوں رسالوں کو حضرت والد مرحوم کے سامنے پڑھا ہے"۔

شیخ اللہ داد

جس زمانے میں حضرت خواجہ صاحب لاہور سے ماوراء النہر (ترکستان) تشریف لے جانے کی تیاریاں کر رہے تھے، اسی زمانے میں شیخ اللہ داد آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور بیعت کر کے طریقہ مراقبہ اور ذکر و اذکار نقشبندیہ حاصل کیا۔ اس سفر میں شیخ اللہ داد خواجہ صاحب کے ساتھ نہیں جا سکے تاہم خواجہ صاحب نے اپنے معتقدوں کو ہدایت کر دی تھی کہ وہ شیخ اللہ داد سے روحانی فیض حاصل کریں۔ سفر سے واپس آنے پر شیخ صاحب موصوف حضرت خواجہ صاحبؒ کی خدمت میں ہر وقت حاضر رہنے لگے خواجہ صاحب نے درگاہ کے مسافروں کے کھانے پینے کا انتظام اور خانقاہ کی خدمت پر آپ کو اپنے زمانے ہی میں فائز کر رکھا تھا۔

آپ شریعت و سنت کے بے حد تبع تھے اور احکام شریعت کے سلسلے میں کلمۂ حق کہنے میں کسی حاکم اور سردار سے نہیں ڈرتے تھے۔ خواجہ صاحب کی وفات کے بعد بھی درگاہ کا انتظام آپ کے سپرد رہا اس کے ساتھ ساتھ طالبانِ حق کی روحانی رہنمائی بھی آپ کے سپرد تھی چنانچہ جب کوئی شخص خواجہ حسام الدین احمد کی خدمت میں حاضر ہو کر ذکر و مراقبہ کا طلبگار ہوتا تو وہ شیخ کی خدمت میں اسے بھیج دیتے تھے۔[1]

شاہ ولی اللہ صاحبؒ شیخ اللہ داد کے بارے میں یوں تحریر فرماتے ہیں:

---

[1] زبدۃ المقامات ص ۸۶، ۸۸۔

Marfat.com

"شیخ اللہ داد نے سب سے پہلے دوسرے روحانی سلسلوں سے فیض حاصل کیا تھا اور اپنے زمانے کے بزرگوں کی صحبت حاصل کی تھی، جب خواجہ محمد باقی کی صحبت میں پہنچے تو تمام سلسلوں کو چھوڑ کر بالکلیہ انہی کی طرف متوجہ ہوگئے اور حضرت خواجہ کی خانقاہ کی خدمت کا کام اپنے ذمے لیا اسی میں ظاہری اور باطنی دونوں خدمات شامل تھیں۔ چنانچہ درگاہ کے رہنے والوں کے کھانے پینے کا انتظام بھی آپ ہی کرتے تھے اور مریدوں کی روحانی تربیت و توجہ بھی آپ کے سپرد تھی اور آپ کی تربیت و ہدایت کی وجہ سے نقشبندی حضرات میں بیخودی و استغراق کی کیفیت پیدا ہوگئی تھی"[1]

خواجہ حسام الدین کے بارے میں شاہ ولی اللہ صاحب تحریر فرماتے ہیں:

"یہ بات پوشیدہ نہ رہے کہ خواجہ حسام الدین ابتدائی زمانے میں امرائے وقت کی جماعت سے منسلک تھے۔ ان کے والد صاحب اپنے زمانے کے امرائے کبار میں سے تھے مگر جب خواجہ حسام الدین، حضرت خواجہ کی صحبت میں پہنچے اور ان کے سلسلے کی کشش ان پر اثر کرنے لگی تو انھوں نے دنیا کی تمام چیزیں ترک کر دیں اور برضا و رغبت ہر چیز سے منہ موڑ لیا مگر ان کے رشتہ دار نہیں چاہتے تھے کہ وہ فقرا اور درویشوں کی وضع اختیار کریں لہٰذا وہ مجنون اور دیوانہ بن گئے اور مجمع کے روبرو کوڑے پر بیٹھ کر اپنے لباس کو آلودہ کر لیا کرتے تھے۔ جب ایسی باتیں رونما ہوئیں تو ان کے رشتہ داروں نے مخالفت ترک کر دی حضرت خواجہ بزرگ کی اولاد اور ان کے سلسلے کے وابستگان کی خدمت کرنے میں خواجہ حسام الدین اور شیخ اللہ داد نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔"

---

[1] انفاس العارفین ص ۱۹ و ۱۸۔

شیخ رفیع الدین

عام تذکروں میں حضرت خواجہ باقی باللہ کے ممتاز خلفاء میں صرف مذکورہ بالا چار حضرات کو شامل کیا گیا ہے مگر حضرت شاہ ولی اللہ صاحب نے اپنی مشہور کتاب میں اپنے آباؤ اجداد کے جو حالات و ملفوظات درج کئے ہیں ان میں شیخ رفیع الدین کے حالات بھی تفصیل سے بیان کئے گئے ہیں کیونکہ وہ آپ کے والد محترم شاہ عبدالرحیم کے نانا تھے۔

شیخ رفیع الدین صاحب کے جد اعلیٰ شیخ طاہر تھے جو اُوچ شریف (ریاست بہاولپور پاکستان) میں مقیم تھے ان کے فرزند شیخ حسن تھے۔ شیخ حسن کے فرزند ارجمند شیخ عبدالعزیز قادری تھے۔ شیخ عبدالعزیز کے صاحبزادے شیخ قطب العالم تھے جو شیخ رفیع الدین کے والد محترم تھے[1]۔

شیخ رفیع الدین نے سب سے پہلے اپنے والد قطب العالم سے طریقہ چشتیہ و قادریہ کی تعلیم حاصل کی نیز شیخ نجم الحق[2] کی صحبت میں بھی رہے۔ ان کے بعد اپنے والد صاحب کی ترغیب پر خواجہ محمد باقی کی صحبت میں رہنے لگے۔

شیخ صاحب موصوف علوم ظاہریہ و باطنیہ کے جامع تھے۔ کتب تصوف پر ان کی نظر گہری تھی۔ شاہ عبدالرحیم (والد بزرگوار شاہ ولی اللہ) فرماتے ہیں: "خواجہ صاحب (باقی باللہ) شیخ رفیع الدین صاحب کی طرف حد سے زیادہ متوجہ تھے اور شیخ صاحب جو

۱؎ شیخ عبدالعزیز وہی ہیں جن کی درگاہ دہلی میں ہے اور یہاں خواجہ باقی باللہ قدس سرہ بھی مقیم ہوئے تھے اور شیخ قطب العالم کے ساتھ رہتے تھے اور ان کی بشارت پر آپ خواجہ امکنگی کے پاس بخارا گئے تھے۔ ۲؎ شیخ نجم الحق شیخ عبدالعزیز کے سب سے بڑے خلیفہ تھے۔ شیخ قطب العالم نے انہی کے ہاتھ پر بیعت کی تھی نیز انہوں نے خواجہ محمد باقی سے بھی روحانی فیض حاصل کیا تھا۔

Marfat.com

بات کہتے تھے اسے مان لیتے تھے۔ چنانچہ شیخ رفیع الدین صاحب کی جب پہلی بیوی کا انتقال ہوا تو (تھوڑے دنوں بعد) ان کا رشتہ شیخ محمد عارف بن شیخ غفور رح اعظم پوری کی لڑکی سے مقرر ہوا۔ شیخ صاحب نے خواجہ باقی باللہ سے شادی میں شرکت کی درخواست کی۔ خواجہ صاحب نے جسمانی ضعف کا عذر کیا۔ اس پر شیخ صاحب نے کہا "اگر آپ تشریف نہیں لیجائیں گے تو میں بھی (شادی کرنے کے لئے) نہیں جاؤں گا" لہذا شیخ صاحب کے بیحد اصرار پر خواجہ صاحب اعظم پور گئے۔

جب اس علاقہ کے صوفیائے کرام اور روحانی بزرگوں نے خواجہ صاحب کی آمد کی خبر سنی تو تمام بزرگ وہاں جمع ہو گئے بلکہ اس علاقہ سے ایک سو کوس کے فاصلے تک کے تمام روحانی بزرگ اس محفل میں شریک ہوئے۔ اس طرح اس زمانے میں صوفی حضرات کا ایسا عظیم الشان اجتماع ہوا جو اس سے پہلے کبھی سننے میں نہیں آیا تھا۔ راقم الحروف (شاہ ولی اللہ) کہتا ہے "حضرتِ ایشاں (شاہ عبدالرحیم والد بزرگوار) کی والدہ ماجدہ اسی بیوی کے بطن سے پیدا ہوئیں"۔ [1]

شیخ رفیع الدین صاحب حضرت خواجہ باقی باللہ کے چھوٹے صاحبزادے خواجہ خورد کے استاد بھی تھے جیسا کہ ہم خواجہ خورد کے حالات میں ان کے بعض واقعات کا تذکرہ کریں گے۔

خواجہ محمد نور رح — خواجہ محمد نور کے متعلق بھی بیان کیا جاتا ہے کہ وہ بھی آپ کے خلیفہ تھے۔ جب خواجہ بزرگ دہلی میں مستقل طور پر مقیم ہو گئے تھے تو خواجہ نور کبھی کبھی حاضر خدمت ہوتے، دو چار گھنٹے مراقبہ فرماتے اور کسی سے گفتگو کئے بغیر چلے جاتے تھے کچھ عرصہ آپ کا یہی معمول رہا۔ آخر کار

---

[1] انفاس العارفین صـ۱۲۳

۱۰۰۹ھ میں جمعہ کی نماز کے بعد آپ حضرت خواجہ بزرگ کی خدمت میں بیعت کیلئے حاضر ہوئے۔ حضرت خواجہ نے آپ کو اپنے خلوت خانے میں طلب فرمایا اور دو رکعت نفل پڑھوا کر اپنے سلسلے میں داخل فرمایا اور اذکار و اشغال کی اجازت دی اور تین دن روزہ رکھنے کے لئے کہا۔ آپ نے تین دن متواتر روزے رکھے پھر حضرت خواجہ باقی باللہ نے آپ کو اجازت اور خلافت عطا فرما کر رخصت کیا۔ اس کے بعد خواجہ محمد نور دو برس جنگل بیابان کی سیر کرتے رہے اس کے بعد جب اپنے مرشد کی خدمت میں حاضر ہوئے تو حکم ہوا کہ آپ احمد نگر میں قیام کریں لہٰذا حسب الحکم آپ نے احمد نگر میں قیام کیا، وہاں بہت مخلوق آپ کی معتقد ہو گئی اور آپ کے مکان پر خلائق کا ہجوم رہنے لگا اور خلق خدا کو آپ سے روحانی فیض پہنچا۔ آپ کی وفات ۱۰۳۱ھ میں ہوئی[۵۱]

شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ

شیخ عبدالحق محدث دہلوی سلسلۂ قادریہ میں مرید تھے اور اس سلسلہ کے زبردست حامی تھے تاہم ان کے استاد و مرشد شیخ عبدالوہاب نے انھیں یہ ہدایت فرمائی[۵۲]

"طالب حق کی شان یہ ہے کہ وہ ہر فیض پہنچانے والی شخصیت سے فیض حاصل کرے اور ہر طالب حق کو فیض پہنچائے، وہ تلاشِ حق کا دروازہ بند نہ کرے اور نہ طریقۂ فیض کو محدود کرے بلکہ جہاں سے اسے فیض ملے تو وہ یہ سمجھے کہ یہ اس کے شیخ و مرشد کی طرف سے فیض پہنچ رہا ہے۔"

---

۵۱ سیرتِ باقی ص ۲۳، ۲۴، ۲۷۔ ۵۲ رسالہ نمبر ۵۷ ص ۲۱۳ بر حاشیہ اخبار الاخیار از شیخ عبدالحق محدث دہلوی مطبوعہ مطبع مجتبائی ۱۳۳۲ھ مطابق ۱۹۱۴ء

یہ ہدایات بیان کرنے کے بعد شیخ عبدالحق اپنے ایک رسالہ میں تحریر فرماتے ہیں: "اس (ہدایت) کے مطابق میں خواجہ محمد باقی قدس سرہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور ان سے سلسلۂ نقشبندیہ کی اجازت حاصل کی"۔

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی سلسلۂ نقشبندیہ کو بہت پسند فرماتے تھے اگرچہ آپ ابتدا میں سلسلۂ قادریہ سے منسلک تھے اور بڑی حد تک آپ خصوصیت کے ساتھ اس سلسلہ سے وابستہ تھے، تاہم ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آخر میں جب آپ حضرت خواجہ باقی باللہ کی صحبت میں رہنے لگے تو آپ کے قلب پر سلسلۂ نقشبندیہ کی اہم خصوصیات روشن ہوئیں چنانچہ آپ ایک رسالہ نمبر ۵ میں جو مطبع مجتبائی کے قدیم ایڈیشن میں کتاب اخبار الاخیار کے حاشیہ پر شائع ہوا ہے سلسلۂ نقشبندیہ اور خود حضرت خواجہ باقی باللہ کے بارے میں یوں رقمطراز ہیں:۔

نقشبندیہ کی خصوصیات

"تحقیق یہ ہے کہ ہمیشہ قائم رہنے والی شے یہ ہے کہ ہمراہ قلب کا اتصال رہے۔ قلب کا ساتھ رہنا اس پر اثر انداز ہوتا ہے اور یہ تعلق جس کی طرف ہم نے اشارہ کیا ہے سلسلۂ نقشبندیہ میں پایا جاتا ہے چنانچہ مشائخ نقشبندیہ کے کلام میں اس مسئلہ کے بارے میں تسلی بخش بیان موجود ہے اور ان کے قلوب میں اس کا کافی مشاہدہ کیا جا سکتا ہے اس کا حاصل یہ ہے کہ اغیار کے نقوش کو لوح ادراک سے محو کر دیا جائے اور شہود کے سوا ہر چیز سے قلب کو صاف کر دیا جائے۔ نقشبندی حضرات کا طریقہ تصفیہ کا طریقہ ہے اور عام تصوف کی راہ طریقۂ تزکیہ ہے۔ طریقۂ تزکیہ میں نفس کے ساتھ معاملہ ہوتا ہے اور اس کے ساتھ جنگ وجدال اور کشمکش ہوتی ہے

Marfat.com

مگر طریقۂ تصفیہ میں نفس اور اس کی صفات اور ماسوائے مذکور سے بے خبری ہوتی ہے

خواجہ صاحبؒ کی خصوصیات

اس طریقۂ نقشبندیہ کے داعی اور طالبان طریقہ کے مرشد ہمارے شہر میں شیخ عارف کامل، سر اللہ الاعظم اور خدا کے نورِ کامل سیدنا و مولانا خواجہ محمد باقی قدس سرہ ہیں، آپ ان مردانِ حق میں سے ہیں جو صورت اور معنی دونوں طریقوں سے اللہ کی ذات کے نور سے منور ہیں اور ظاہری و باطنی دونوں حیثیتوں سے خاصانِ خدا کی صفات سے متصف ہیں اور آپ اس سلسلے میں ہمارے مشائخ میں سے ہیں۔"

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ کے حضرت خواجہ باقی باللہؒ کے ساتھ مخلصانہ اور گہرے تعلقات کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ مذکورہ بالا مکاتیب و رسائل میں سے سات رسائل و مکاتیب آپ نے حضرت خواجہ صاحب کی فرمائش اور استفسار پر تحریر کیے ہیں جن میں تصوف کے اہم مسائل کی شرعی حیثیت کی وضاحت کی گئی ہے ان میں سے پانچواں رسالہ دیا یہ عرب کے مشائخ میں سے شیخ احمد بن ابراہیم الواسطی الجزری کے ایک رسالہ "فقیر محمدی" کا ترجمہ ہے جو آپ نے حضرت خواجہ باقی باللہ کی فرمائش سے کیا تھا۔

خواجہ صاحبؒ اور مجدد الف ثانیؒ

حضرت مجدد الف ثانیؒ خواجہ باقی باللہؒ صاحب کی خدمت میں سب سے پہلے ربیع الثانی ۱۰۰۸ھ کے آخر میں حاضر ہوئے اور سلسلۂ نقشبندیہ میں آپ کے ہاتھ پہ بیعت فرمائی، بہت جلد خواجہ صاحب نے انھیں خلافت عطا فرمائی، اس کے بعد

---

[1] تکملۂ مکاتیب و رسائل بر حاشیہ اخبار الاخیار مطبوعہ مطبع مجتبائی دہلی ۱۳۳۲ھ مطابق ۱۹۱۴ء

Marfat.com

حضرت مجدد صاحبؒ اپنے وطنِ مالوف سرہند تشریف لے گئے اور خواجہ صاحبؒ کے حکم کے مطابق طالبانِ حق کی روحانی رہنمائی فرماتے رہے۔ دوبارہ مجدد صاحب ۷ ماہِ رمضان المبارک ۱۰۱۱ھ میں تشریف لائے۔ ان کی آمد پر خواجہ صاحب کی درگاہ کی رونق میں اضافہ ہو جاتا تھا اور طالبانِ حق کے لئے ہدایت کی راہیں روشن ہو جاتی تھیں۔ خواجہ صاحبؒ کے دل میں حضرت مجدد صاحبؒ کی جو قدر و منزلت تھی اس کا اندازہ آپ کے مکتوبات سے ہو سکتا ہے جس کا خلاصہ ہم ذیل میں درج کرتے ہیں اس میں وہ ہدایات بھی شامل ہیں جو خواجہ صاحبؒ نے انھیں وقتاً فوقتاً تحریر فرمائی تھیں، کیونکہ خواجہ صاحبؒ نے اپنے مریدوں کو بھی ان کی نگرانی میں دے رکھا تھا۔

مریدین کیلئے ہدایات

حضرت خواجہ صاحبؒ نے اپنے مکتوب ۷ میں جو حضرت مجدد صاحب کے نام ایک طویل مکتوب ہے تصوف کے رموز و نکات بیان فرمانے کے بعد مریدین کے نام مندرجہ ذیل ہدایات تحریر فرمائی ہیں :-

"بعض طالب حق طریقہ (نقشبندیہ) کی طلب ظاہر کرتے ہیں لیکن لقمہ میں احتیاط نہیں کرتے ہیں، پوشیدہ نہ رہے کہ اس سے پہلے فقیر کے دل میں آیا تھا کہ اس بارے میں وسعت کی جائے لیکن اب اچھی طرح معلوم ہوا کہ جو شخص احتیاط کو مدِ نظر رکھ سکتا ہے اس میں ہرگز کوتاہی نہ کرے۔ آپ بھی اس کے بارے میں سخت نگرانی کریں ایسا نہ ہو کہ بعض افراد کی سستی اور غفلت سب میں اثر کر جائے۔ اس معاملہ میں ہرگز چشم پوشی نہیں کرنی چاہیے، کیونکہ (روحانی) جذبہ کا طریقہ اس روشنی کے بغیر طے نہیں ہوتا۔ وہ طالبانِ حق جو رعایت نہیں کر سکتے ان کے بارے میں آپ

Marfat.com

درگذر کریں لیکن وہ شرعی حدود کے اندر رہیں، ایسا نہ ہو کہ جو کچھ حلال و حرام مل گیا کھا جائیں اور کوئی خوف نہ کریں اللہ تعالیٰ اس سے بچائے۔ جہانتک ہو سکے (آپ) رحمت کا مظہر بنیں اور خلقِ خدا کو فائدہ پہنچائیں۔ اگر وہ شجرہ طلب کریں تو مشائخ رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کے اسمائے گرامی حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ تک لکھ دیں تاکہ یاد کریں، ہمیں اپنے باطن کی وجہ سے شرم آتی ہے کہ ہمارا نام بھی خواجگان کے سلسلے میں لیا جائے۔ کبھی کبھی ہماری توفیق کے لئے دعا و فاتحہ کیا کریں۔

جو لوگ مصافحہ کرنا چاہیں، اگر ان سے ہو سکے تو وہ بارہ رکعت تہجد اور چار رکعت اشراق دو سلام کے ساتھ اور بارہ رکعت چاشت اور چار رکعت سنت عصر اور مغرب کی سنت کے بعد چار رکعت دو سلام کے ساتھ ادا کریں اور جب وہ مسجد میں آئیں تو دو رکعت تحیۃ المسجد ادا کر کے بیٹھیں، البتہ اگر وہ طلوعِ آفتاب کے وقت یا عصر کے وقت آئیں تو پھر تحیۃ المسجد کے نفل ادا نہ کریں (کیونکہ ان اوقات میں نفلی نماز مکروہ ہے)۔ وہ جب وضو کریں تو وضو کا شکرانہ (تحیۃ الوضوء) ادا کریں مگر ان دو وقتوں میں ادا نہ کریں اور ہمیشہ باوضو رہنے کی کوشش کریں۔ اگر اللہ تعالیٰ زیادہ کی توفیق دے تو انہی نمازوں کو خاص کر رات کی نماز کو طویل قراءت کے ساتھ ادا کریں اور اگر طویل سورت یاد نہ ہو تو سورۂ اخلاص کو جس قدر چاہے تکرار کر لیا کریں اگر آرام اور فراغت ہو تو کھڑے ہو کر ورنہ بیٹھ کر نماز ادا کریں۔ تاہم نماز کو ملال اور سستی کے ساتھ جمع نہ کریں۔ اشراق کی پچھلی دو رکعت کو استخارہ کی نیت پر ادا کریں۔ جو دعائیں کتب احادیث میں مخصوص اوقات کے لئے مقرر ہیں پڑھا کریں اور نفلی روزے بھی جو علما کے نزدیک مستحب ہیں

Marfat.com

رکھا کریں مثلاً پیر اور جمعرات و جمعہ کے دنوں کا روزہ رکھا کریں لیکن جمعہ کو تین روزہ نہ رکھیں، ایام بیض (عید الفطر کے بعد چھ دنوں) کے روزے رکھیں۔ نیز شوال کے علاوہ ہر مہینے کے اول تین دن کے روزے رکھا کریں۔

عمدہ احوال و مقامات مکتوب نمبر ۱۴ میں حضرت مجدد صاحب کے نام یوں تحریر فرمایا ہے:

"اللہ تعالیٰ آپ پر اپنے کرم کے دروازے روز بروز زیادہ کھولے، آپ کا وہ خط جس میں واقعات اور احوال لکھے گئے تھے، موصول ہوا لیکن اچھی طرح اس کے مطالعہ اور تحقیق کی فرصت نہیں ملی، انشاء اللہ تعالیٰ تحقیق کے بعد کچھ لکھا جائے گا جو کچھ سرسری اور اجمالی نظر میں آیا ہے بہت ہی اچھا ہے۔ مولانا عبدالہادی صاحب کو ابھی چند دنوں میں اپنے گھر بھیج دیں تاکہ اپنی والدہ کی خدمت میں حاضر ہو۔ سنا ہے کہ اس کی والدہ بہت اداس ہے والدہ کی تسلی کے بعد پھر آپ کے پاس آجائے گا۔"

صدر جہاں کو بھیجا مکتوب نمبر ۱۵ میں حضرت مجدد صاحب کے نام یوں تحریر فرمایا ہے: "اللہ تعالیٰ آپ کو بقا بخشے جناب صدر جہاں نے ذکر و مراقبہ سیکھنے کی خواہش ظاہر کی ہے، ذکر تو بتا دیا گیا ہے لیکن چونکہ اس گروہ کا خاص مراقبہ درس اور بیان کی قسم سے نہیں ہے اور ان کا ارادہ بھی یہی تھا اس لئے یہی مناسب سمجھا گیا کہ وہ آپ کی خدمت میں اس کی اصلاح کر لے کیونکہ (روحانی) تصرف کے ظہور کے بغیر اس کا حاصل ہونا مشکل ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ آپ کی صحبت میں کامل طور پر ظاہر ہو جائے گا۔ اب فقیر پر ضعف بہت غالب ہے، صحبت کی فرصت اور توجہ کی طاقت نہیں رہی۔ آپ بھی، استخارہ کے بعد ہی

Marfat.com

تشریف لائیں۔ اس سے پہلے بھی لکھا گیا تھا کہ اگر استخارہ میں آنا ظاہر ہو تو آجائیں ورنہ خیر، شاہ حسین کو بھی اسی طرح کرنا چاہیئے۔"

انسانِ کامل مکتوب نمبر ۱۸ میں حضرت مجدد شیخ احمد سرہندیؒ کے بارے میں ایک دوست کے نام ایک خط میں حضرت خواجہ باقی باللہ صاحبؒ تحریر فرماتے ہیں:۔

"سرہند میں شیخ احمد نامی ایک بہت بڑے عالم باعمل رہتے ہیں وہ چند ایام فقیر کی مجلس میں رہے۔ فقیر نے ان کے روزگار اور اوقات سے بہت عجیب غریب باتیں مشاہدہ کیں اس لئے توقع ہے کہ وہ ایسے روشن چراغ ثابت ہوں گے جس سے سارا جہان روشن ہو جائے گا۔ ان کے کامل احوال یقینی ہیں کیونکہ ان کے کامل احوال کو دیکھ کر میرا یقین پختہ ہو گیا ہے کہ وہ ایسے ہی انسانِ کامل ثابت ہوں گے۔ الحمد اللہ۔

شیخ موصوف کے جتنے بھائی اور رشتہ دار ہیں سب کے سب نیک اور اہلِ علم ہیں۔ ان میں سے بعض حضرات سے اس دعا گو نے ملاقات کی ہے، سب بیش قیمت موتی ہیں اور عجیب و غریب (روحانی) استعداد رکھتے ہیں۔ شیخ موصوف کے فرزند ہمارے فرزند ہیں اور سب کے سب شجرہ طیبہ (پاک درخت) کی مانند ہیں جن سے پاکیزہ شاخیں نمودار ہوتی ہیں۔"

حضرت مجدد صاحبؒ کو ہدایات ایک دفعہ حضرت مجدد صاحبؒ حضرت خواجہ صاحبؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے جب وہ سرہند کی طرف جانے لگے تو انہیں رخصت کرتے وقت حضرت خواجہ صاحبؒ

Marfat.com

نے انھیں یہ ہدایات دیں: "آپ اس نسبت (روحانی) کو حتی الامکان پوشیدہ رکھیں۔ نمازِ فجر سے لے کر اشراق تک جائے نماز پر بیٹھے رہیں مگر حلقہ نہ بنائیں۔ اس کے بعد دینی علوم کا درس دیں۔ اکثر اوقات تصحیح کتب اور مطالعہ میں صرف کریں۔ اگر عوام سے کوئی ضروری گفتگو کی جائے تو وہ علما کے طریقے کے مطابق ہونی چاہیئے صوفیوں کی طرح گفتگو نہ کی جائے۔ اگر صوفیہ کی طرح گفتگو کرنے کا موقع آئے تو ایسا مشکل کلام کیا جائے جسے مخاطب کے سوا اور کوئی نہ سمجھ سکے۔ ایسا نہ ہو کہ اس قسم کی صوفیانہ گفتگو سے کسی کو غلط فہمی ہو جائے جو اس کی نفرت کا باعث بن جائے۔ آپ کو چاہیئے کہ تہجد کے وقت سے لیکر نماز فجر تک بالکل خاموش رہیں"۔ [1]

مریدوں کی نگرانی حضرت مجدد صاحبؒ سے حضرت خواجہ باقی باللہؒ کی اعلیٰ محبت و عقیدت کا ثبوت اسی واقعہ سے ملتا ہے کہ آپ آخر عمر میں اپنے مریدوں کو روحانی تربیت و تلقین کے لئے حضرت مجدد صاحبؒ کے پاس بھیجا کرتے تھے۔ بلکہ آپ نے اپنے دونوں فرزندوں کے حق میں دعا کرنے اور ان کے حق میں توجہ کرنے کے لئے ارشاد فرمایا تھا اور اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی وصیت کی تھی کہ جب یہ بچے سن شعور کو پہنچیں تو انھیں اپنی صحبت میں رکھ کر انھیں روحانی تعلیم و تلقین سے بہرہ ور کیا جائے۔ حضرت مجدد صاحبؒ نے بھی ان فرزندوں کے نام ایک خط میں اس واقعہ کا ذکر کیا ہے چنانچہ فرماتے ہیں:-

---

[1] ترجمہ اردو مکتوبات ص ۵۱ مطبوعہ لاہور۔

Marfat.com

اولاد کی روحانی تربیت

یہ فقیر تین مرتبہ حضرت خواجہ نیرنگ زباقی باللہ کی آستان بوسی سے مشرف ہوا، آخر مرتبہ آپ نے اس فقیر سے فرمایا:۔

" جسمانی کمزوری مجھ پر اب آگئی ہے اور زندگی کی امید کم رہ گئی ہے لہذا آپ ان بچوں کے احوال کی نگرانی کرتے رہیں۔" اس کے ساتھ ساتھ خواجہ صاحب نے اپنے سامنے تم لوگوں کو بلوایا اس وقت تم دونوں اناؤں (دودھ پلانے والیوں) کی گود میں تھے اس فقیر کو حکم دیا کہ" ان پر (روحانی) توجہ کرو" لہذا ہم نے انہی کے سامنے تمہاری طرف توجہ ڈالی، یہانتک کہ بظاہر اس کے اثرات بھی ظاہر ہوئے۔ توقع ہے کہ حضرت خواجہ کی موجودگی کی وجہ سے یہ توجہ نتیجہ خیسز ثابت ہوگی۔"[1]

---

[1] حیات باقیہ مطبوعہ افضل المطابع دہلی ص۲۶ وزبدۃ المقامات مطبوعہ نولکشور کانپور ص۴۳

حضرت خواجہ محمد باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ
کے
صاحبزادگان

حضرت خواجہ باقی باللہ کے بڑے صاحبزادے خواجہ عبید اللہ جو خواجہ کلاں کے عرف سے مشہور ہیں یکم ربیع الاول ۱۰۱۰ھ کو عصر کے وقت پیدا ہوئے ابھی وہ دو سال کے بھی نہیں ہونے تھے کہ خواجہ صاحب کا وصال ہو گیا لہذا خواجہ حسام الدین نے ان کی پرورش کی، ابتدائی تعلیم کے ساتھ ساتھ شیخ اللہ داد نے انھیں طریقہ نقشبندیہ کے شغل سے بھی بہرہ ور کیا۔

اعلیٰ تعلیم و تربیت حاصل کرنے کے بعد خواجہ عبید اللہ کو حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندیؒ کی خدمت میں بھیجا گیا جہاں انھوں نے روحانی فیض حاصل کیا اور حضرت مجدد صاحبؒ نے انھیں تمام باطنی امور سے آگاہ کیا۔ اس طرح وہ اپنے والد بزرگوار کے خلف الرشید ثابت ہوئے اور علوم ظاہری و باطنی دونوں میں کامل ہو گئے۔ آپ عربی اور فارسی دونوں زبانوں میں فصیح و بلیغ انداز میں مکاتیب تحریر فرماتے تھے چنانچہ ان کی انشاپردازی کا نمونہ زبدۃ المقاماتؔ میں دیا گیا ہے[1] خواجہ عبید اللہ کا اسم گرامی حضرت خواجہ عبید اللہ احرار کے اسم گرامی پر رکھا گیا تھا جن کے حضرت خواجہ باقی باللہ بے حد معتقد تھے۔

[1] زبدۃ المقامات ص ۹۴، ۹۵

Marfat.com

خواجہ خورد

خواجہ عبداللہ جو خواجہ خورد کے لقب سے مشہور ہیں۔ آپ کے چھوٹے صاحبزادے تھے۔ وہ دوسری زوجہ محترمہ کے بطن سے تھے اور اپنے بڑے بھائی سے صرف چار ماہ چھوٹے تھے، شکل و شباہت اور سیرت میں اپنے والد بزرگوار کی ہو بہو تصویر تھے۔ والد بزرگوار کے وصال کے بعد خواجہ عبداللہ کی ابتدائی تعلیم و تربیت بھی خواجہ حسام الدین نے کی جو اپنے مرشد کی وفات کے بعد ان کی درگاہ اور تمام خاندان کے نگراں تھے۔ جب آپ سن شعور کو پہنچے تو انھیں بھی حضرت مجدد الف ثانیؒ کے پاس سرہند شریف بھیجا گیا وہاں انھوں نے باطنی اور روحانی تعلیم کے ساتھ ساتھ علم کلام اور تصوف کی اعلیٰ کتابیں بھی حضرت مجدد الف ثانیؒ سے پڑھیں جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ آپ علم کلام اور فلسفہ و تصوف کے بہت بڑے عالم ہو گئے۔ آپ قرآن کریم کے حافظ بھی تھے۔ آپ پر جذب و شوریدگی غالب تھی، پیر و مرشد کی محبت میں بعض اوقات پا پیادہ دہلی سے سرہند شریف پہنچ جاتے تھے۔

آپ نہایت خوش گو شاعر بھی تھے اور فارسی میں سخن گوئی کا نہایت اعلیٰ مذاق رکھتے تھے۔ آپ فارسی انشا پردازی میں بھی اپنا جواب نہیں رکھتے تھے تصوف کے مسائل پر کئی رسائل بھی تحریر کئے تھے۔ آپ کی انشا پردازی کا اعلیٰ نمونہ پیش کرنے کے لئے مؤلف زبدۃ المقامات نے آپ کے دو مکاتیب اپنی کتاب میں درج کئے ہیں[1]۔ حضرت مجدد الف ثانیؒ بھی آپ کی قابلیت اور صلاحیت کی بہت تعریف کرتے تھے۔

حضرت شاہ ولی اللہؒ کا بیان

خواجہ خورد (خواجہ عبداللہ) حضرت شاہ ولی اللہؒ کے والد بزرگوار شاہ عبدالرحیم کے

[1] زبدۃ المقامات ص ۶۸ - ۷۰

Marfat.com

استاد محترم تھے اس لئے شاہ ولی اللہ صاحبؒ نے اپنی کتاب انفاس العارفین میں اپنے والد بزرگوار کے حوالے سے آپ کے حالات کسی قدر تفصیل کے ساتھ تحریر فرمائے ہیں اس لئے ان سب حالات کا خلاصہ انفاس العارفین کے ذریعے ہم قارئین کرام کے سامنے پیش کرتے ہیں۔

حضرت شاہ عبدالرحیم کا خواب

حضرت شاہ عبدالرحیم فرماتے ہیں[۱] کہ میں نے شیخ عبدالعزیز قدس سرہٗ کو خواب میں دیکھا کہ وہ فرماتے ہیں: "اے فرزند! مرید کی بیعت کا ہاتھ تم اس وقت تک کسی کے ہاتھ میں نہ دو جب تک تمہیں خواجہ صاحب قبول نہ فرمائیں"۔

اس خواب کا تذکرہ میں نے حضرت خواجہ خورد سے کیا اور اس کی تعبیر چاہی اور یہ عرض کیا "میرے شناساؤں میں اس شہر میں کوئی شخص (آپ کے سوا) خواجہ کے لقب سے مشہور نہیں ہے"۔ حضرت خواجہ خورد نے فرمایا: "تمہارے خواب کی تعبیر یہ ہے کہ تمہیں خواجۂ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت میسر ہوگی ورنہ فقیر کا رتبہ اس سے کمتر ہے کہ شیخ عبدالعزیز (مجھے) خواجہ کے لفظ سے یاد فرمائیں"۔

دیگر حالات

آگے چل کر حضرت شاہ ولی اللہ صاحب نے اپنی کتاب انفاس العارفین میں اپنے والد بزرگوار کی زبانی حضرت خواجہ خورد کے بارے میں بعض نہایت اہم اور دلچسپ حالات تحریر فرمائے ہیں۔ حضرت شاہ عبدالرحیم فرماتے ہیں[۲]:-

"میں نے چھوٹے چھوٹے رسائل شرح عقائد اور حاشیہ خیالی تک اپنے برادر بزرگ مخدومی ابوالرضا محمد سے پڑھے، دوسری کتابیں مرزا زاہد ہروی سے پڑھیں

---

[۱] انفاس العارفین مطبوعہ مطبع مجتبائی دہلی ۱۳۳۵ھ مطابق ۱۹۱۷ء ص ۵
[۲] " " " " " " ص ۱۵

ایک دن شرح عقائد اور حاشیہ خیالی پڑھتے وقت ایک اعتراض میرے ذہن میں آیا جس کا جواب مخدومی بھائی صاحب نے دیا۔ اس گفتگو نے آخر کار مناظرہ کی شکل اختیار کر لی تا آنکہ اس مناظرہ کی بدولت باہمی رنجش پیدا ہو گئی اور کتاب کی تعلیم موقوف ہو گئی۔ اس واقعہ کے چند دنوں بعد ہم دونوں حضرت خواجہ خورد رح کی خدمت میں گئے، انھوں نے مجھ سے دریافت کیا، تمہارا حاشیہ خیالی کا سبق کہاں تک پہنچا ہے؟ میں نے عرض کیا "میں نے اس کا سبق موقوف کر دیا ہے"۔

آپ نے فرمایا "اس کی کیا وجہ ہے؟" خاکسار نے عرض کیا "مجھے نماز روزہ کے بقدرِ ضرورت احکام معلوم ہو گئے ہیں اس سے زیادہ کی کیا ضرورت ہے؟"

خواجہ صاحب نے مزید استفسار فرمایا اور صحیح بات بتلانے پر اصرار فرمایا تو انھیں واقعہ بتا دیا گیا، اس پر آپ نے فرمایا: "تم دونوں ہمارے پاس پڑھنے کے لئے آیا کرو، آپ نے چونکہ یہ تاکیدی حکم دیا تھا اس لئے میں صبح سویرے کتاب لے کر آپ کے پاس پڑھنے کے لئے گیا! اور انھوں نے سبق پڑھانا شروع کیا۔ آپ نے میرے (متنازعہ فیہ) اعتراض کو بہت پسند فرمایا اور اسے زوردار اعتراض تسلیم کیا۔

اس کے بعد تین دن تک آپ سبق پڑھاتے رہے، چوتھے دن آپ نے فرمایا تمہارے نانا شیخ رفیع الدین نے مجھے صرف تین سبق پڑھائے ہیں، میں بھی تمہیں تین اسباق کے علاوہ اور کچھ نہیں پڑھاؤں گا۔ اس کے بعد حضرت خواجہ خورد رح نے اپنی تعلیم کا حال بتایا اور فرمایا [1]

---

[1] انفاس العارفین ص۱۷۱

Marfat.com

شیخ رفیع الدین کے ارشادات

جب شیخ رفیع الدین صاحب مجھے (تین دن تک) تعلیم دے چکے تو فرمانے لگے "اگر تمہارا مقصد اس فن (تصوف) کی تحقیق کرنا ہے تو مجھے اجازت دیں کہ میں تنہا رہے دولت خانہ پہ ہر روز آؤں کیونکہ میں اب اس بات کی اجازت نہیں دوں گا کہ تم خود میرے پاس آؤ کیونکہ یہ خلافِ ادب ہے۔" (خواجہ خورد ان کے پیر و مرشد کے صاحبزادے تھے) میں نے عرض کیا اگر آپ مجھے اپنے پاس آنے کی اجازت نہیں دیتے ہیں تو ایسی صورت میں یہ عاجز آپ کو تکلیف دینے کی جرأت کیسے کر سکتا ہے؟"

اس پر شیخ رفیع الدین صاحب خود میرا ہاتھ پکڑ کر مسجد فیروز شاہ (کوٹلہ) لے آئے وہاں انھوں نے ایک جگہ مقرر کر کے فرمایا "یہاں بیٹھ کر آپ تصوف کی ہر مشکل کتاب کا مطالعہ کر سکتے ہیں، اگر یہاں بھی کوئی بات سمجھ میں نہ آئے تو اس کی ذمہ داری مجھ پر ہے۔"

خواجہ خورد فرماتے ہیں "(شیخ صاحب کی اس ہدایت کے بعد) جب کبھی مجھے مطالعۂ کتب میں کوئی دقت پیش آتی تھی تو میں وہاں جا کر مطالعہ کرتا تھا اور وہ دقت اور اشکال فوراً حل ہو جاتا تھا۔ تاہم اگر میں (اس مخصوص) مقام سے ایک بالشت بھی آگے بڑھتا تو اس مقام کی حیثیت دوسرے عام مقامات کی طرح ہو جاتی تھی۔" شاہ عبدالرحیم فرماتے ہیں۔ جب حضرت خواجہ خورد نے اپنی گفتگو ختم کی تو میں نے عرض کیا "تین سبق پر اکتفا کرنا شیخ صاحب کی کرامت تھی اگر آپ بھی کوئی روحانی تصرف فرمائیں تو بہتر ہوگا۔" آپ نے فرمایا۔ اگر تمہیں کسی علم میں کوئی دقت پیش آئے جسے تم حل نہ کر سکو تو مجھ سے کہو کہ فلاں نے اس طرح ہمارا راستہ روک لیا ہے۔

آپ کے اس ارشاد کے بعد مجھے مطالعۂ کتب میں کوئی اشکال پیش نہیں آیا گو میں نے اعلیٰ علوم کی تکمیل میرزاہد (ہروی) سے کی تھی تاہم اس زمانے میں بھی ایسا معلوم ہوتا تھا کہ میں تحصیل حاصل (پڑھی ہوئی چیز کو دوبارہ پڑھنا) کر رہا ہوں کیونکہ اکثر ایسا اتفاق ہوتا تھا کہ میں کتاب کے شروع کا حصہ پڑھ رہا ہوں کہ (تھوڑی) دیر میں آخری حصہ کا درس دینے لگ گیا ہوں [1]

مخصوص عادت

شاہ عبدالرحیم فرماتے ہیں: "خواجہ خورد کی یہ عادت تھی کہ وہ ہمیشہ اپنے انگوٹھے انگلیوں پر کچھ لکھا کرتے تھے خواہ درس دے رہے ہوں یا باتیں کر رہے ہوں، ایک دن میں نے اس کے بارے میں دریافت کیا تو آپ نے فرمایا: "یہ ایسا عمل ہے جو میں ہمیشہ کرتا چلا آیا ہوں اس کے بارے میں تمہارے علاوہ اور کسی نے اب نہیں دریافت کیا اس کی اصل وجہ یہ ہے کہ میں اپنے ابتدائی طالب علمی کے زمانے میں اس طرح لکھنے میں مشغول رہتا تھا۔ اب بھی قدیم عادت کے مطابق یہ عمل جاری ہے"۔

استادزادہ کی تعظیم

ایک دن حضرت خواجہ خورد اپنے دوستوں اور ساتھیوں کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے جب میں (شاہ عبدالرحیم) ان کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے میری بہت زیادہ تعظیم و تکریم فرمائی یہانتک کہ آپ خود تخت کے نیچے بیٹھ گئے اور خود مجھے تخت کے اوپر مسند پر بٹھایا۔ میں نے ہرچند معذرت کی مگر آپ نے قبول نہیں فرمائی، اس رویہ پر تمام حاضرین حیران ہوئے، آخر کار ان کے صاحبزادے خواجہ رحمت اللہ نے اٹھ کر عرض کیا اس مجلس میں ان سے

---

[1] انفاس العارفین ص ۱۵ و ۱۶۔

Marfat.com

معمر اور معزز افراد موجود ہیں۔ ان کے ساتھ اس قدر مخصوص تواضع کرنے میں کیا نکتہ پوشیدہ ہے؟"

آپ نے فرمایا "ہم نے یہ طریقہ اس لئے اختیار کیا ہے کہ تم لوگ ہمارے طرزِ عمل کو ملاحظہ کرو اور آئندہ ان کے ساتھ اس قسم کا سلوک کیا کرو۔ اس (سلوک) کی وجہ یہ ہے کہ جب میں ان کے نانا شیخ رفیع الدین کے ہاں جایا کرتا تھا تو وہ بھی میرے ساتھ ایسا ہی سلوک کرتے تھے حالانکہ وہ میرے استاد تھے اور میں نے ان سے بہت فیض حاصل کیا تھا۔ اسی طرح جب شیخ رفیع الدین ہمارے خواجہ بزرگ یعنی خواجہ محمد باقی باللہ قدس سرہ کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے تو خواجہ بزرگ بھی ان کے ساتھ اسی قسم کا (تعظیم وتکریم کا) طریقہ اختیار فرماتے تھے"۔

شیخ رفیع الدین صاحب حضرت خواجہ باقی باللہ کے خلیفہ تھے تاہم ان کی اس (تعظیم وتکریم) کی وجہ یہ تھی کہ حضرت خواجہ محمد باقی باللہ ابتدائی سلوک (روحانیت) کی زندگی میں شیخ قطب العالم کے پاس رہے تھے اور کچھ کتابیں بھی ان سے پڑھی تھیں بلکہ ان سے کچھ روحانی فیض بھی حاصل کیا تھا لہذا ہمیں بھی ان کے ساتھ اسی قسم کا سلوک کرنا چاہئے۔

کھانے میں برکت

شاہ عبدالرحیم صاحب فرماتے ہیں: "ایک دن ہم دونوں بھائی خواجہ (خورد) صاحب کی خدمت میں موجود تھے اس وقت انھیں اسقدر بھوک لگی کہ وہ درس نہیں دے سکے لہذا انھوں نے اہل خانہ سے دریافت کیا "کیا گھر میں کھانے کے لئے کچھ موجود ہے؟" انھوں نے کہا "ہاں ایک بچے کے لئے کچھ تھوڑا سا کھانا پکایا ہے"۔ اس پر آپ نے فرمایا "اسی

Marfat.com

میں سے کچھ کھانا لایا جائے۔"

لہٰذا ایک چھوٹی سی رکابی میں کچھ کھانا لایا گیا۔ آپ نے ہاتھ دھو کر حاضرین سے فرمایا "آیئے کھانا کھایئے، یہ کھانا تمام لوگوں کے لئے کافی ہو گا۔" اس پر تمام لوگ تعجب کرنے لگے، تاہم جب آپ نے ہم دونوں بھائیوں کو دوبارہ اشارہ کیا تو ہم آگے بڑھ گئے اس طرح ہم تینوں نے نہ صرف پیٹ بھر کر کھانا کھایا بلکہ اس رکابی میں کچھ کھانا بچ بھی گیا جو اس بچے کے لئے واپس بھیج دیا گیا۔[1]

یکساں سلوک

ایک دن بہمن باز خاں (جو امرائے شاہی میں سے تھا) حضرت خواجہ خورد کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس وقت آپ کے گھر میں کوئی فرش بچھا ہوا نہیں تھا سب لوگ زمین پر بیٹھے ہوئے تھے بہمن خاں بھی زمین پر بیٹھ گیا۔ اہلِ مجلس میں سے ایک شخص نے اٹھ کر حضرت خواجہ صاحب کے کان میں کہا، یہ بہمن باز خاں ہے اس کی تعظیم کرنی چاہیے۔

خواجہ صاحب نے بہ آوازِ بلند فرمایا "اگر وہ دوست ہے تو اس کی تعظیم کرنے کی ضرورت نہیں ہے اور اگر وہ غیر ہے تو تعظیم کے لائق نہیں ہے۔" بہمن باز خاں یہ بات سن کر بہت محظوظ ہوا۔

شاگردوں پر شفقت

حضرت شاہ عبدالرحیم فرماتے ہیں، میرا حضرت خواجہ خورد کے ایک خادم سے جھگڑا ہو گیا تھا اور اس کی وجہ سے میری طبیعت مکدر ہو گئی تھی اس لئے میں نے یہ فیصلہ کیا کہ میں وہاں نہ جاؤں (چنانچہ میں وہاں نہیں گیا) دو تین دن کے بعد خواجہ صاحب بنفسِ نفیس میرے گھر تشریف

---

[1] انفاس العارفین ص۱۸ از حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ

Marfat.com

لائے اور گھر کے دروازے کے قریب کھڑے ہو کر ایک بوڑھے آدمی سے میرے بارے میں دریافت فرمانے لگے اس نے کہا "وہ سو رہے ہیں" آپ نے فرمایا "جب وہ بیدار ہو جائیں تو انھیں یہ پیغام دینا کہ خواجہ خورد تمہیں تلاش کر رہے ہیں اور اب وہ جٹو مسجد میں سو رہے ہیں تم وہاں پہنچ جاؤ"

جب میں بیدار ہوا تو اس آدمی نے مجھے آپ کا پیغام پہنچایا، میں فوراً اس مسجد میں پہنچا (تو وہاں میں نے دیکھا کہ) آپ اپنا عمامہ اپنے سر کے نیچے رکھ کر بے تکلف آرام فرما رہے ہیں۔ جب ظہر کی اذان ہوئی تو آپ بیدار ہوئے آپ نے مجھے دیکھ کر میری مزاج پرسی کی اور لطف و عنایت کے کلمات ادا فرماتے رہے۔[1]

مزید حالات خواجہ خورد حضرت شیخ احمد سرہندی سے طریقۂ نقشبندیہ کے مطابق روحانی فیض حاصل کرنے کے بعد دہلی واپس آگئے تھے اور یہاں بھی خواجہ حسام الدین اور شیخ الہداد سے روحانی ہدایت اور فیض حاصل کرتے رہے، جب آپ تمام روحانی منازل طے کر چکے اور تصوف و سلوک میں کامل ہو گئے تو اس کے بعد بھی آپ نے کبھی اپنے آپ کو پیر و مرشد یا روحانی پیر کی حیثیت سے مشہور نہیں کیا بلکہ گوشۂ گمنامی ہی میں رہے۔ اس کے باوجود بہت سے افراد نے آپ سے روحانی فیض حاصل کیا ان میں سے ایک نامور عالم شیخ محمد صالح بھی تھے جو مسجد فیروز شاہ میں درس دیتے تھے انھوں نے خواجہ خورد سے سلسلۂ نقشبندیہ میں روحانی فیض حاصل کیا تھا۔ تاہم خواجہ خورد نے بہ تاکید تمام انھیں اس بات سے منع کر دیا تھا کہ وہ اپنے مریدی کے تعلق کو عوام کے سامنے ظاہر کریں بلکہ صحبت بھی خلوت میں رکھا کریں۔ جب وہ اپنے وطن مالوف پنجاب کی طرف

جانے لگے تو اس وقت انھوں نے یہ عرض کیا کہ اگر لوگ دریافت کریں کہ تم نے یہ روحانی طریقہ کہاں سے حاصل کیا؟ اس وقت میں کیا جواب دوں"؟ آپ نے فرمایا "اگر کوئی ضرورت لاحق ہوجائے تو اس وقت میرا نام ظاہر کردو ورنہ اس کا اظہار نہ کرو"۔

عرس خواجہ خورد خواجہ محمد باقی باللہؒ کا عرس بھی کیا کرتے تھے۔ میں نے (شاہ عبدالرحیمؒ) بارہا یہ دیکھا کہ اس وقت ایک شخص آکر یہ کہتا تھا "چاول میرے ذمہ ہے" دوسرا کہتا تھا "گوشت میرے ذمہ ہے" اس طرح دوسرے افراد دوسری ذمہ داریاں قبول کرتے تھے۔[1]

نصیحت شاہ عبدالرحیم فرماتے ہیں کہ خواجہ خورد نے مجھے یہ نصیحت فرمائی تھی:-

"غیر ضروری کتب وحکایات کے مطالعہ و درس سے اپنے آپ کو الگ رکھو، کیونکہ جب تک یہ مشاغل رہیں گے اسوقت تک اس روحانی سلسلہ کے عجیب وغریب آثار نظر نہیں آئیں گے"۔

آخری وصیت خواجہ خورد نے اپنے آخری زمانے میں مجھ سے یہ فرمایا تھا "مجھے خواجہ باقی باللہؒ کی درگاہ میں اس مقام پر دفن کرنا جہاں جوتیاں اتاری جاتی ہیں، تم مجھے فرزندی کے تعلق سے مقبرہ کے اندر دفن نہ کرنا کیونکہ میں صرف اسی جگہ کے لائق ہوں"۔

میں نے کہا "یہ کام اس وقت دوسروں کے سپرد ہوگا اس وقت میرا کیا اختیار ہوگا" آپ نے فرمایا "تم انھیں اطلاع دیدینا۔

---

[1] انفاس العارفین ص۱۸ و ۱۹

Marfat.com

چنانچہ آپ کی وفات کے بعد میں نے ان کے وارثوں سے کہا کہ خواجہ صاحب کی وصیت یہ ہے مگر انھوں نے اس طرف کوئی توجہ نہیں دی۔[1]

حضرت خواجہ خورد کے شاگرد نہ صرف شاہ عبدالرحیم تھے بلکہ ان کے بڑے بھائی یعنی حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے عم محترم (تایا) شیخ ابوالرضا محمد نے بھی ان کے سامنے زانوئے تلمذ تہ کیا اور دونوں بھائیوں پر آپ کی توجہ و عنایات بے پایاں تھیں۔ اسی وجہ سے حضرت شاہ ولی اللہ صاحب نے اپنی کتاب انفاس العارفین میں اپنے والد محترم کی زبانی آپ کے حالات کسی قدر تفصیل کے ساتھ لکھے ہیں۔

[1] انفاس العارفین صفحہ ۸

Marfat.com

حضرت خواجہ باقی باللہؒ کی اولاد و احفاد

ہمیں حضرت خواجہ باقی باللہؒ کے دونوں مذکورہ بالا صاحبزادگان کے علاوہ ان کے پوتوں اور پڑپوتوں کے حالات کسی تذکرہ میں نہیں مل سکے البتہ ترجمہ مکتوبات شریف مطبوعہ لاہور میں ان کا صرف شجرۂ نسب مذکور ہے۔ اسی قسم کا شجرہ موجودہ سجادہ نشین صاحب کے پاس بھی ہے تاہم شجرۂ نسب میں اولاد و احفاد کے لکھے ہوئے بعض نام بظاہر صحیح نہیں معلوم ہوتے ہیں مگر دوسری نقل نہ ہونے کی وجہ سے ان کی تصحیح ممکن نہیں ہے۔

آپ کی اولاد و احفاد کے بارے میں کچھ معلومات اس مقدمہ ہائی کورٹ کی اپیل کی ضخیم کتاب سے حاصل ہوئی ہیں جو پیرجی مظفر علی مرحوم سابق سجادہ نشین درگاہ نے ۱۹۲۱ء درگاہ شریف کے وقف ہونے کے مقدمہ کے سلسلے میں دائر کی تھی اس میں تقریباً نصف صدی سے زائد عرصہ کی مقدمہ بازی کی تمام نقول ہیں۔ یہ کتاب ہمیں جناب سید علی اصغر فرزند اکبر پیرجی صفدر علی مرحوم کے ذریعہ مطالعہ کے لئے حاصل ہوئی تھی لہذا ہم نے اس ضخیم کتاب کو اسی مقصد سے لفظ بلفظ پڑھا تاکہ حضرت خواجہ صاحب کی اولاد و احفاد اور درگاہ شریف کی تاریخ کے بارے میں کچھ معلومات حاصل ہوں اس کتاب سے ہماری توقعات کے برخلاف زیادہ معلومات حاصل نہیں ہوئیں تاہم کچھ معلومات ایسی حاصل ہوئیں کہ ان سے

Marfat.com

اندازہ لگا کر ہم نے کچھ سجادہ نشینوں کے مختصر حالات مرتب کرلئے ہیں اور جا بجا اسی کتاب کا حوالہ دیا ہے۔

درگاہ شریف کی اراضی اس کتاب کی مختلف دستاویزوں سے یہ معلوم ہوا کہ درگاہ شریف کے سجادہ نشینوں اور ان کی جائیداد کی تقسیم کے بارے میں متعلقہ کاغذات ۱۸۵۷ء کے انقلاب میں ضائع ہو گئے تھے اس انقلاب کے بعد دیگر درگاہوں اور مساجد کی طرح اس درگاہ شریف پر بھی انگریزی حکومت نے قبضہ کر لیا تھا اور شاہی حکومت سے وابستہ ہونے کی وجہ سے درگاہ شریف کے سجادہ نشینوں اور دیگر متعلقین کو دوسرے شرفاء دہلی کی طرح بھرت پور اور گوالیار جیسی دیسی ریاستوں میں پناہ گزین ہونا پڑا۔

۱۸۵۸ء میں جب دہلی میں امن وامان قائم ہوا تو حکومت نے اس درگاہ شریف کی اراضی کی پیمائش کرائی تو ابتدائی پیمائش میں وہ تیرہ بیگھے اور پانچ بسواسی نکلی۔ بعد کی صحیح پیمائش کے مطابق اس کا کل رقبہ ۲۰۳۲۴ مربع گز تھا۔ چونکہ اس زمانے میں درگاہ کے متولی اور سجادہ نشین دہلی میں موجود نہ تھے لہذا درگاہ کے ایک خادم محمد حیات نے انگریزی حکومت کو ایک درخواست دی کہ اس درگاہ اور اس کی اراضی کو ضبطی سے واگذاشت کیا جائے لہذا حکومت نے چند شرائط کے ساتھ درگاہ شریف اور اس کے قبرستان کو واگذار کر دیا بلکہ ضلع دہلی کے ڈپٹی کمشنر نے قبرستان ہونے کی وجہ سے اس پر سے ہر قسم کا ٹیکس معاف کر دیا۔

امت الباقی بیگم مذکورہ بالا مقدمے میں جو قدیم ترین دستاویز پیش کی گئی تھی اس کی تاریخ ۲۷ شعبان ۱۲۲۵ھ ہے۔ ۱۸۵۷ء سے پہلے

Marfat.com

جب خواجہ صاحب کی اولاد میں درگاہ شریف کی جائیداد کی تقسیم کے بارے میں اختلاف پیدا ہوا تو خواجہ رحمت الٰہی کی (جو خواجہ باقی باللہؒ کے پوتے اور خواجہ عبداللہ خورد کے صاحبزادے تھے) دخترِ ارجمند امت الباقی بیگم نے، جو اس زمانے میں سب سے بزرگ تھیں اس جائیداد کی تقسیم کی تھی۔ یہ قدیم دستاویز عدالت کے ریکارڈ میں پیش کی گئی تھی۔[1]

سید محمود ولد سید محی الدین نے مورخہ ۳ر دسمبر ۱۸۷۹ء میں جو عدالتی بیان دیا تھا اس میں انھوں نے قدیم دستاویز کا ذکر کرتے ہوئے یہ دعویٰ کیا تھا کہ "یہ دستاویز اڑسٹھ ۶۸ سال پرانی ہے[2] اس لحاظ سے یہ دستاویز عیسوی سنہ کے حساب سے ۱۸۱۱ء کے لگ بھگ تحریر کی گئی ہوگی جو ممکن ہے ۲۷ر شعبان ۱۲۳۵ھ کے مطابق ہو۔ بہرحال یہ یقینی ہے کہ امت الباقی بیگم نے جائیداد کی تقسیم ۱۸۵۷ء سے بہت پہلے کی تھی"۔

خواجہ خورد کی اولاد

حضرت خواجہ عبداللہ خورد کی نسل صرف امت الباقی بیگم ہی سے قائم رہی، ایسا معلوم ہوتا ہے کہ خواجہ رحمت الٰہی کا کوئی فرزند نرینہ نہ تھا۔ ان نواسوں میں سے بعض حضرات بہت بزرگ ہوئے ہیں ــــ محترمہ امت الباقی بیگم کے دو فرزند تھے، ایک کا اسم گرامی میر سید محمد تھا۔ اور دوسرے کا اسم گرامی شاہ نظام الدین عرف شاہ جی تھا جو

---

[1] ص ۴ و ۵، اپیل ہائی کورٹ مطبوعہ ۱۹۲۹ء لاہور۔ خواجہ الٰہی کا صحیح اور پورا نام غالباً رحمت الٰہی ہے جیسا کہ شاہ ولی اللہ صاحبؒ نے اپنی کتاب انفاس العارفین ص ۱۱۶ مطبوعہ مطبع مجتبائی میں تحریر کیا ہے ــــ [2] شجرہ اولاد خواجہ باقی باللہ مندرجہ ترجمہ مکتوبات شریف مطبوعہ مشہور عالم پریس لاہور ص ابتداء۔

بہت بزرگ شخصیت کے مالک تھے ــــ میر سید محمد صاحب کے ایک صاحبزادے میر سید علی گوالیار (ریاست) میں رہتے تھے اور غالباً ان کی اولاد گوالیار میں مقیم ہو گئی تھی۔ دوسرے صاحبزادے خواجہ احمد میر کے فرزند ارجمند جناب فقیر بدرالدین صاحب بھرتپور کی باکمال شخصیت تھے اور فقیر صاحب بھرتپور کے لقب سے مشہور تھے۔

شاہ نظام الدین غالباً امراء میں سے تھے اس لئے ان کے فرزند نواب کہلانے لگے تھے، ان کے دو صاحبزادے نواب محمد میر خاں اور نواب سید میر خاں تھے، ایک دختر تھیں جن کا اسم گرامی بنو بیگم ہے ان کا نکاح خواجہ کلاں کی اولاد میں سے خواجہ میر عبداللہ سے ہوا۔ وہ خواجہ محمد امیر کی والدہ اور حافظ سید محمد نصیر سجادہ نشین کی دادی تھیں ــــ نواب محمد میر خاں کے صاحبزادے سید محی الدین صاحب عرف نواب بڈھن صاحب تھے۔

خواجہ کلاں کی اولاد خواجہ کلاں کی اولاد کے بارے میں شجرۂ نسب کے ناموں کے علاوہ اور کچھ معلوم نہیں ہے ان کے اسمائے گرامی کا تذکرہ اس لئے کیا جاتا ہے کہ شاید باخبر حضرات ان کے حالات پر کچھ روشنی ڈال سکیں۔ مطبوعہ تذکروں میں ان کا کچھ حال مذکور نہیں ہے۔

خواجہ عبیداللہ معروف بہ خواجہ کلاں کے صاحبزادے کا اسم گرامی شجرۂ نسب میں دین الدین تحریر کیا گیا ہے جو صحیح نہیں معلوم ہوتا ہے ان کے صاحبزادے کا اسم گرامی مغیث ہے، خواجہ مغیث کے صاحبزادے خواجہ اسرار صاحب تھے، خواجہ اسرار کے صاحبزادے خواجہ احمد یار تھے، خواجہ احمد یار کے صاحبزادے خواجہ میر عبداللہ تھے

Marfat.com

جن کا نکاح خواجہ خورد کے پڑپوتے شاہ نظام الدین کی صاحبزادی بنو بیگم سے ہوا اور اس طرح بعد میں خواجہ کلاں اور خواجہ خورد دونوں کے سلسلے مل گئے اور ان کی اولاد کا ددھیال اور ننھیال دونوں طرف سے خواجہ باقی باللہ سے رشتہ قائم ہو گیا۔

خواجہ میر عبداللہ کے صاحبزادے خواجہ محمد امیر تھے جو حافظ سید محمد نصیر صاحب سجادہ نشین کے والد بزرگوار تھے جن کا ذکر بعد میں آئے گا۔

درگاہ شریف کی واگذاری

۱۸۵۷ء کے انقلاب کے بعد انگریزی حکومت نے درگاہ شریف اور اس کی آراضی اور قبرستان کو ضبط کر لیا تھا۔ ۱۸۵۸ء میں درگاہ شریف کے خادم اور جاروب کش محمد حیات نے اس کی واگذاری کی درخواست دی اور جب درگاہ واگذار ہو گئی تو اصلی متولیان اور سجادہ نشین کی غیر حاضری کی وجہ سے کچھ عرصہ تک اس نے اور اس کے داماد امان بیگ نے درگاہ کا انتظام سنبھالا، اس کی وفات کے بعد اس کی دو بیٹیاں حسینی خانم، نسبتی خانم اور ان کے شوہر درگاہ پر قابض ہو گئے تھے لہذا خواجہ صاحب کی اولاد میں سے مندرجہ ذیل حضرات نے ان کے خلاف عدالت میں مقدمہ دائر کیا۔

(۱) جناب سید محی الدین صاحب عرف نواب بڈھن صاحب

(۲) سید بدرالدین عرف فقیر صاحب بھرتپور

(۳) حافظ سید محمد نصیر صاحب۔

اس مقدمہ کا فیصلہ کرنے کے لئے دہلی کے معزز مسلم شرفاء میں سے چند حضرات پنچ مقرر ہوئے کیونکہ یہ مسلمانوں کا مذہبی معاملہ تھا۔ ان پنچوں نے

Marfat.com

۲۷ مارچ ۱۸۷۲ء کو یہ متفقہ فیصلہ سنایا کہ مذکورہ بالا مدعیان خواجہ صاحب کی اولاد میں سے ہونے کی وجہ سے درگاہ شریف کے حقیقی منتظم اور متولی ہیں اور مدعا علیہم درگاہ کے خادم ہیں اس لئے ان کو نذرانہ وغیرہ کا چوتھائی حصہ دیا جائے۔

سید محی الدین صاحب

نواب سید محی الدین عرف نواب بڈھن صاحب بزرگ و برتر ہونے کی وجہ سے درگاہ کے متولی اور سجادہ نشین مقرر ہوئے۔ بعض گواہوں کی شہادت کی رو سے وہ اونچے خاندان سے تعلق رکھتے تھے اور دہلی کی معزز اور سربرآوردہ شخصیت تھے[1]

نواب محی الدین صاحب کی تاریخ وفات کے بارے میں ہمیں قطعی معلومات حاصل نہیں ہیں تاہم مذکورہ اپیل کی کتاب میں درج کردہ بعض دستاویزوں سے یہ پتہ چلتا ہے کہ ۱۳ جون ۱۸۷۵ء میں سید محمود (ولد نواب محی الدین بڈھن صاحب) اور حافظ سید محمد نصیر صاحبان درگاہ کی جائداد پر قابض تھے[2]

اسی سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ نواب موصوف ۱۸۷۵ء سے پہلے وفات پا گئے تھے اور ان کے فرزند سید محمود ان کے حصے کے مالک بن کر درگاہ کے انتظام میں شریک تھے۔

سید احمد

آگے چل کر اسی قسم کے کاغذات سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ حافظ سید محمد نصیر کے ساتھ سید بدر الدین عرف فقیر صاحب بھرتپور کے فرزند سید احمد درگاہ شریف کی اراضی کیلئے ایک شخص کو مختار مقرر کرنے میں شریک تھے اور ان دونوں نے اس مقصد کیلئے ۱۴ نومبر ۱۸۷۷ء مطابق ۷ ذوالقعدہ ۱۲۹۴ھ میں ایک معاہدہ کیا تھا[3]

---

[1] ایضاً ص ۳ و ۵۔ نواب بڈھن صاحب کے والد نواب محمد میر خاں اور جد امجد شاہ جی نظام الدین احمد درگاہ خواجہ باقی باللہ کے قریب مدفون ہیں۔ اجمیری دروازہ کے باہر شاہ جی کا تالاب اور چاوڑی بازار کا چھتہ نظام الدین آپ ہی کے نام سے مشہور ہے۔ [2] ایضاً ص ۸ [3] ایضاً ص ۸

Marfat.com

سید محمود کے ایک بیان کے مطابق ۳ دسمبر ۱۸۷۹ء میں درگاہ شریف کی اراضی سید بدرالدین عرف فقیر بھرتپور، سید محمود، سید احمد اور حافظ سید محمد نصیر کے قبضے میں تھی۔[1]

حافظ سید محمد نصیر

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ نواب سید محی الدین صاحب بزرگ ہونے کی وجہ سے برائے نام ابتداً میں سجادہ نشین تھے ورنہ تمام انتظام حافظ سید محمد نصیر صاحب درگاہ کے متولی اور سجادہ نشین تھے، کیونکہ اس زمانے کی بعض رودادوں اور تذکروں میں صرف انہی کا اسم گرامی مذکور ہے۔ ایک روداد میں یہ مذکور ہے :-

"خواجہ محمد نصیر نقشبندی، خواجہ باقی باللہ کی درگاہ کے سجادہ نشین ہیں"۔

(روداد انجمن صلح کل ص ۲۱، ۲۳، ۲۸، ۳۶، ۸۲ و دہلی گائڈ ص ۱۲۷، ۱۲۸)

حافظ سید محمد نصیر صاحب غالباً ۱۸۷۲ء سے درگاہ کے منتظم تھے اور عدالتی دستاویزوں سے اندازہ ہوتا ہے کہ وہ ۱۸۷۷ء میں مستقل سجادہ نشین تھے اور ۱۸۸۴ء تک درگاہ کی اراضی پر قابض کی حیثیت سے اس زمانے کی سرکاری جمعبندیوں میں صرف ان کا نام مذکور تھا اس وقت درگاہ کی اراضی موضع جہاں نما کی جمعبندی میں شامل تھی۔ تاہم ۱۸۸۴-۱۸۸۵ء کی جمعبندی کے کاغذوں میں دو پلاٹوں کی ملکیت حافظ سید محمد نصیر کے بجائے مسماۃ بسم اللہ بیگم زوجہ حافظ سید محمد نصیر صاحب کا اسم گرامی درج تھا اور اس میں یہ نوٹ تحریر تھا :-

"محمد نصیر حسن کا نام گذشتہ سال یہاں درج تھا وفات پا گئے ہیں"۔

اس کے علاوہ مذکورہ بالا اپیل ہائی کورٹ کی مطبوعہ دستاویز میں پیرجی مظفر علی

[1] ایضاً ضمیمہ مقدمہ مذکورہ ص ۳، ۵

Marfat.com

ولد حافظ سید محمد نصیر کے ایک عدالتی بیان میں اس طرح مذکور ہے "میرے باپ نے مجھے اپنی زندگی میں جانشین کردیا تھا جبکہ میں چھبیس[۲۶] سال کا تھا میرے والد نے ۱۳۰۲ھ میں وفات پائی۔ انھوں نے اپنی وفات سے دو سال پہلے مجھے جانشین مقرر کیا تھا انھوں نے چونسٹھ سال کی عمر میں وفات پائی۔

جانشینی کے وقت ارکانِ خاندان موجود تھے ان میں سے جعفر علی، کریم علی اور مملوک علی زندہ ہیں۔ جعفر علی چھتہ شیخ منگلو (دہلی) میں رہتے ہیں، کریم علی میراں پور میں کٹڑہ سامیاں میں اور مملوک علی جالندھر میں محلہ سیداں میں رہتے ہیں۔ اس زمانے میں میرے والد درگاہ میں اللہ اللہ کیا کرتے تھے"۔ [۱]

(بیان مورخہ ۳ مارچ ۱۹۲۶ء)

چنانچہ جمعبندی کی مذکورہ دستاویز اور پیرجی مظفر علی صاحب سے مذکورہ بالا بیان کے مطابق حافظ سید محمد نصیر صاحب کی تاریخِ وفات ۱۸۸۴ء مطابق ۱۳۰۲ھ ہے اور اگر مذکورہ بالا بیان کے مطابق ان کی عمر چونسٹھ[۶۴] سال تسلیم کرلی جائے تو ان کی تاریخ ولادت ۱۸۲۰ء مطابق ۱۲۳۵ھ ہے۔ انھوں نے اپنے فرزند ارجمند پیرجی سید مظفر علی صاحب کو ۱۳۰۰ھ مطابق ۱۸۸۲ء میں اپنا خلیفہ اور سجادہ نشین مقرر کردیا تھا۔

پیرجی سید مظفر علی

مذکورہ بالا بیان میں پیرجی سید مظفر علی صاحب نے خود اقرار کیا ہے کہ وہ چھبیس[۲۶] سال کی عمر میں اپنے والد محترم کی زندگی ہی میں سجادہ نشین ہو گئے تھے لہذا اس بیان کے مطابق ان کی تاریخ پیدائش

---

[۱] کتاب مذکور اپیل ہائی کورٹ آخری ضمیمہ ص ۲ و ۳۔

Marfat.com

۱۸۵۶ء مطابق ۱۲۷۲ھ ہے۔

ان کی سجادہ نشینی کا زمانہ بہت طویل گذرا ہے۔ ان کے عہد میں جامع مسجد کمیٹی نے درگاہ شریف کو وقف ثابت کرنے کے لیے عدالت میں ان کے خلاف مقدمہ دائر کیا جو بہت طویل عرصہ تک چلتا رہا۔ آخر کار اس کے خلاف ہائی کورٹ لاہور میں اپیل کی گئی جس میں تمام عدالتی دستاویزات ابتدائی زمانے سے لے کر آخر زمانے تک کی کتابی صورت میں بزبانِ انگریزی شائع کی گئیں چنانچہ اسی کتاب سے ہم نے یہ بعض معلومات حاصل کی ہیں۔

پیرجی مظفر علی صاحب نے اس مقدمہ میں یہ بیان دیا تھا کہ درگاہ شریف کی اراضی کو شہنشاہ اکبر و جہانگیر نے ان کے آباء و اجداد کو نذرانہ اور عطیۂ شاہی کے طور پر دیا تھا لہذا یہ تمام اراضی ان کی ذاتی ملکیت میں رہیں اور ان کے بعد موروثی طور پر ان کی اولاد میں منتقل ہوتی رہیں اس لئے یہ اراضی وقف نہیں ہیں[1]۔

انھوں نے اسی مقدمہ میں یہ بھی بیان دیا ہے کہ درگاہ اور مسجد سے ملحق اراضی دو ہزار مربع گز ہے، انھوں نے مسجد کی توسیع کی اور حجروں کا اضافہ کیا[2]۔

ان کے زمانے میں یہ اراضی دو ڈھائی لاکھ روپے کی مالیت کی تھیں[3]۔

پیرجی مظفر علی صاحب کا یہ سب سے بڑا کارنامہ ہے کہ انھوں نے درگاہ شریف اور اس سے ملحق مسجد کی توسیع و تعمیر میں زبردست حصہ لیا۔ اس سلسلے میں یہ ضروری معلوم ہوتا ہے کہ درگاہ شریف کی عمارت کا پورا حال بیان کیا جائے تاکہ تقسیم ہند کی وجہ سے جو حضرات درگاہ شریف کی زیارت سے محروم ہو گئے ہیں انھیں بھی درگاہ شریف کا کچھ حال معلوم ہو جائے۔

---

[1] کتاب اپیل مقدمہ ہائی کورٹ ص ۲۱ [2] ایضاً ص ۵۸ [3] ایضاً ص ۶۱

درگاہ شریف کا حال

درگاہ خواجہ باقی باللہؒ میں آپ کے مزار شریف کے دو چبوترے ہیں پہلا چبوترہ چوبیس فٹ مربع ہے جس کے اطراف میں اٹھارہ انچ اونچا پختہ احاطہ ہے۔ دوسرا چبوترہ بارہ فٹ مربع ہے جس کے اطراف میں ایک فٹ اونچی منڈیر ہے۔ پہلے چبوترہ کے گرد جناب پیرجی سید مظفر علی صاحب نے چار دیواری چھ فٹ اونچی بنوا کر اس میں چاروں طرف جالیاں لگوائی ہیں۔ اس پر آپ کا مزار مبارک آسمان کے نیچے تعمیر شدہ ہے اس پر کوئی چھت نہیں ہے۔ حجرہ کے سرہانے کی دیوار میں چار بڑے طاق ہیں جن میں چراغوں کے رکھنے کی جھانجھیاں بنی ہوئی ہیں اور اسی میں دو طاق نذر و نیاز چڑھانے کے لئے ہیں۔

مزار کے سرہانے پر فارسی زبان میں پندرہ اشعار کا آپ کی شان میں ایک قصیدہ لکھا ہوا کندہ ہے جو پہلے ایک لکڑی کے تختے پر نہایت پائیدار سیاہی سے لکھا ہوا تھا لیکن لکڑی فرسودہ ہو جانے کی وجہ سے پیرجی مظفر علی صاحب نے سنگ مرمر کی تختی پر دہلی کے مشہور شاعر جناب نواب سراج الدین سائل جانشین حضرت داغ دہلوی سے نقل کرا کر نہایت خوشخط کندہ کرا دیا تھا۔ چنانچہ یہ لکھا ہوا ہے "نقل ابیات سابقہ در عہد سجادہ نشین میر مظفر علی صاحب بقلم آثم ابو المعظم سراج الدین (سائل) گردید۔"[1]

---

[1] واقعات دار الحکومت حصہ دوم ص ۵۱۴ و ۵۱۵

درگاہ شریف کے جنوبی دروازہ پر بھی آپ کے سالِ وصال کا فارسی میں کتبہ نصب شدہ ہے اس کا آخری شعر یہ ہے :-

سال تاریخ وصالش خردی   باقی باللہ نقشبند وقت گفت
۱۲ ۱ ۱

دیگر مزارات آپ کے مزار مبارک سے مشرق کی جانب ایک مزار چھوڑ کر دوسرا مزار حضرت خواجہ صاحب کی والدہ ماجدہ کا ہے ایک آستانے میں آپ کے دونوں صاحبزادے حضرت خواجہ کلاں اور حضرت خواجہ خورد کے مزارات ہیں، ایک جگہ شاہ نظام الدین عرف شاہ جی کا مزار ہے جو حضرت خواجہ صاحب کی دختر کی اولاد میں سے تھے۔ انھیں عرف عام میں شاہ جی کہتے تھے اور انہی کے نام سے اجمیری دروازہ کے باہر "شاہ جی کا تالاب" مشہور تھا اور اب وہ رام لیلا کا میدان کہلاتا ہے۔ چاوڑی بازار دہلی میں "شاہ جی کا چھتہ" بھی آپ کے نام سے مشہور ہے۔

علماء و مشائخ کے مزارات اسی درگاہ شریف میں خواجہ صاحب کے خلیفہ خواجہ حسام الدین حیدر، عالمگیر بادشاہ کے استاد ملا جیون مصنف نور الانوار (مشہور عربی کی اصول فقہ کی درسی کتاب) اور مرزا مظہر جان جاناں کے استاد، نیز شاہ مقبول احمد قادری اور دیگر بزرگوں کے مزارات بھی ہیں[1] اردو کے مشہور شاعر حافظ غلام رسول ویراں کا مزار بھی درگاہ شریف کے دروازے پر ہے جس پر یہ شعر کندہ ہے ؎

فاتحہ مرقد ویراں پہ بھی پڑھتے جانا   ان سے کہہ دو جو ہیں اس رہ سے گذرنے والے

---

[1] حضرت خواجہ حسام الدین حیدر کے مزار کے پاس راقم الحروف کی والدہ کا مزار بھی ہے۔

Marfat.com

اردو کے مشہور مصنف اور انشا پرداز ڈپٹی نذیر احمد مصنف مرآۃ العروس وغیرہ کا مزار بھی درگاہ کے احاطہ کے باہر ہے۔ مولوی عبدالرب واعظ اور بانی مدرسۂ عبدالرب کا مزار بھی یہیں ہے۔

درگاہ شریف سے باہر کلو کے تکیہ سے متصل تین درختوں کے پاس ایک احاطہ میں اردو کے مشہور شاعر شیخ محمد ابراہیم ذوق کا مزار ہے[1]۔

ان کے علاوہ بے شمار علما، و مشائخ، شعراء و دیگر مشاہیر کے مزارات کا سلسلہ درگاہ شریف کے باہر دور تک چلا گیا ہے۔ ان مزارات پر امتداد زمانہ سے اب کتبات باقی نہیں رہے ہیں اس وجہ سے وہ مزارات و مقابر بے نام و نشان ہو گئے ہیں۔

مسجد درگاہ حضرت خواجہ باقی باللہ کے مزار و درگاہ مبارک کے متصل داہنی طرف ایک عمدہ مسجد ہے جس کی چھت مسطح ہے۔

مسجد پانچ در کی ہے، اس کی درمیانی محرابیں اونچی ہیں اور اس کے دونوں طرف کی محرابیں کم بلند ہیں۔ مسجد کے دونوں طرف کی دیواروں میں پتھر کی جالیاں لگی ہوئی ہیں۔ اول درجے میں قیمتی پتھروں کا نمونہ قابل دید اور لاجواب ہے۔ کہتے ہیں کہ محمد شاہ بادشاہِ دہلی کے عہد میں کوئی سوداگر ایران سے فروخت کے لئے بادشاہ کی خدمت میں یہ قیمتی پتھر لایا تھا۔ بادشاہ اس کو اسی ہزار ۸۰۰۰۰ دیتا تھا لیکن اس نے فروخت نہیں کیا اور اس درگاہ کو نذر کر دیا چنانچہ حضرت خواجہ صاحب کے نواسے حضرت شاہ نظام الدین صاحب صوبۂ دہلی نے

---

[1] واقعات دارالحکومت حصہ دوم ص ۵۱۶، ۵۲۳/ ۵۳۸

مسجد تعمیر کرا کر اس قیمتی پتھر کو اس میں لگا دیا۔

امتدادِ زمانہ اور انقلابِ دہر سے یہ مسجد بوسیدہ ہو گئی تھی۔ ۱۳۱۹ھ/۱۹۰۰ء میں پیرجی مظفر علی صاحب سجادہ نشین نے غلام جیلانی سوداگر صدر بازار اور دیگر حضرات کی مالی امداد سے اس مسجد کو خوبصورت طریقے سے دوبارہ تعمیر کرایا اور اس کی توسیع کی۔ پہلے یہ اکہرے دالان کی مسجد تھی اور صحن بالکل نشیب میں تھا لہذا پیرجی مظفر علی صاحب نے مسجد کے دوہرے دالان بنوائے اور صحن میں بھرائی کر کے اسے بہت خوشنما تعمیر کرایا، پیشِ طاق پر آپ نے ایک کتبہ لگوایا جس کا آخری شعر یہ تھا ؎

ازدرِ فیضش ندائے شد بلند مسجد کعبہ نما تعمیر شد [1]
۱۳۱۹ھ

یہ مسجد تقریباً دو سو مربع گز کی ہے، اس کی توسیع کے وقت آپ نے مسجد میں حجروں کا اضافہ بھی کیا۔ پیرجی مظفر علی صاحب نے درگاہ شریف کی دیوار اور فصیل کی مرمت بھی کرائی تھی۔

پیرجی صاحب دہلی کے پہلوانوں کی سرپرستی بھی کرتے تھے چنانچہ آپ نے اپنی زندگی میں کشتی کے فن کو زندہ رکھا اور دہلی میں کئی مشہور کشتی کے دنگل منعقد کرائے۔ آپ کی وفات ۲۷ مارچ ۱۹۳۸ء میں ہوئی۔

پیرجی حکیم سید صفدر علی صاحب

پیرجی صفدر علی صاحب ایک عدالتی بیان کے مطابق ۱۸۸۶ء میں پیدا ہوئے وہ اپنے والد صاحب کی زندگی ہی میں غالباً ۱۹۳۰ء میں سجادہ نشین ہو گئے تھے [2] کیونکہ

---

[1] واقعات دار الحکومت حصہ دوم ص ۵۱۵۔ [2] ضمیمہ مقدمہ اپیل ہائی کورٹ ص ۱۰ و ۱۱۔

Marfat.com

پیرجی مظفر علی صاحب نے فروری ۱۹۲۰ء میں سجادہ نشینی سے استعفا بوجہ ضعف پیری دیدیا تھا لہذا ان کے فرزند اکبر پیرجی صفدر علی کی دستار بندی ہوئی جس میں شہر کے عمائد اور معزز علما، ومشائخ اور سجادہ نشین شریک ہوئے[1]

پیرجی صفدر علی صاحب نے بھی اپنے والد محترم کی شاندار روایات کو برقرار رکھا۔ انھوں نے درگاہ شریف اور مسجد درگاہ کا نہایت عمدہ انتظام برقرار رکھا۔ چنانچہ مسجد میں امام اور مؤذن مقرر تھے اور پنج وقتہ نماز باجماعت ہوتی تھی ان کے زمانے میں درگاہ شریف کے اردگرد کافی آبادی ہوگئی تھی اور مسجد نمازیوں سے بھری رہتی تھی اور درگاہ شریف اور اس کے آس پاس کے مزارات پر فاتحہ پڑھنے والوں کا ہجوم رہتا تھا۔

عینی شہادت چونکہ راقم الحروف کی والدہ بھی درگاہ شریف کے متصل مدفون تھیں اس لئے مجھے بارہا درگاہ شریف اور اپنی والدہ مرحومہ کے مزار پر حاضری دینے اور فاتحہ پڑھنے کا موقع ملا اس وقت درگاہ شریف کی مسجد میں بھی نماز پڑھنے کی سعادت حاصل ہوتی تھی۔ میں نے ہمیشہ مسجد کو آباد اور صاف و پاکیزہ پایا اور درگاہ شریف و دیگر مزارات بھی اچھی حالت میں دیکھے۔

پیرجی سید صفدر علی صاحب ایک بہت اچھے اور تجربہ کار طبیب بھی تھے آخر زمانے میں انھوں نے کلکتہ میں ایک نہایت شاندار یونانی دواخانہ قائم کیا تھا جو اس علاقے میں مشہور ہوا اور بنگال کے بڑے بڑے افراد علاج کے لئے آپ کی طرف رجوع کرتے تھے چنانچہ شیر بنگال فضل الحق صاحب بھی آپ ہی سے علاج کرایا کرتے تھے۔

[1] ایضاً ضمیمہ مقدمہ مذکورہ ص ۲ و ۳

Marfat.com

آخر زمانے میں آپ اکثر اپنے فرزند دوم حکیم سید باقی کے ساتھ کلکتہ میں رہتے تھے اور وہاں مطب کرتے تھے تاہم عرس کے موقع پر آپ دہلی آجاتے تھے اور حضرت خواجہ باقی باللہ صاحبؒ کا شاندار طریقے سے عرس کرتے تھے۔

یہ دواخانہ ۱۹۴۷ء کی تقسیم تک کلکتہ میں قائم رہا تاہم دہلی کے فسادات کے بعد آپ مع اہل و عیال ہجرت کر کے کراچی تشریف لے آئے اور یہاں بھی ایک "دواخانہ مسیح الملک" کے نام سے کچہری روڈ کراچی پر قائم کیا جو آپ کی وفات تک قائم رہا۔ آپ کی وفات ۱۰ ذی الحجہ ۱۳۷۹ھ مطابق ۶ جون ۱۹۶۰ء میں ہوئی اور آپ کراچی میں مدفون ہوئے۔

سید علی اصغر آپ کے بعد آپ کے فرزند اکبر سید علی اصغر جو کراچی میں مقیم ہیں، اپنے خاندان اور دیگر اکابر کی رضامندی سے سجادہ نشین ہوئے جو بقید حیات ہیں۔

Marfat.com

شجرہ شریفہ

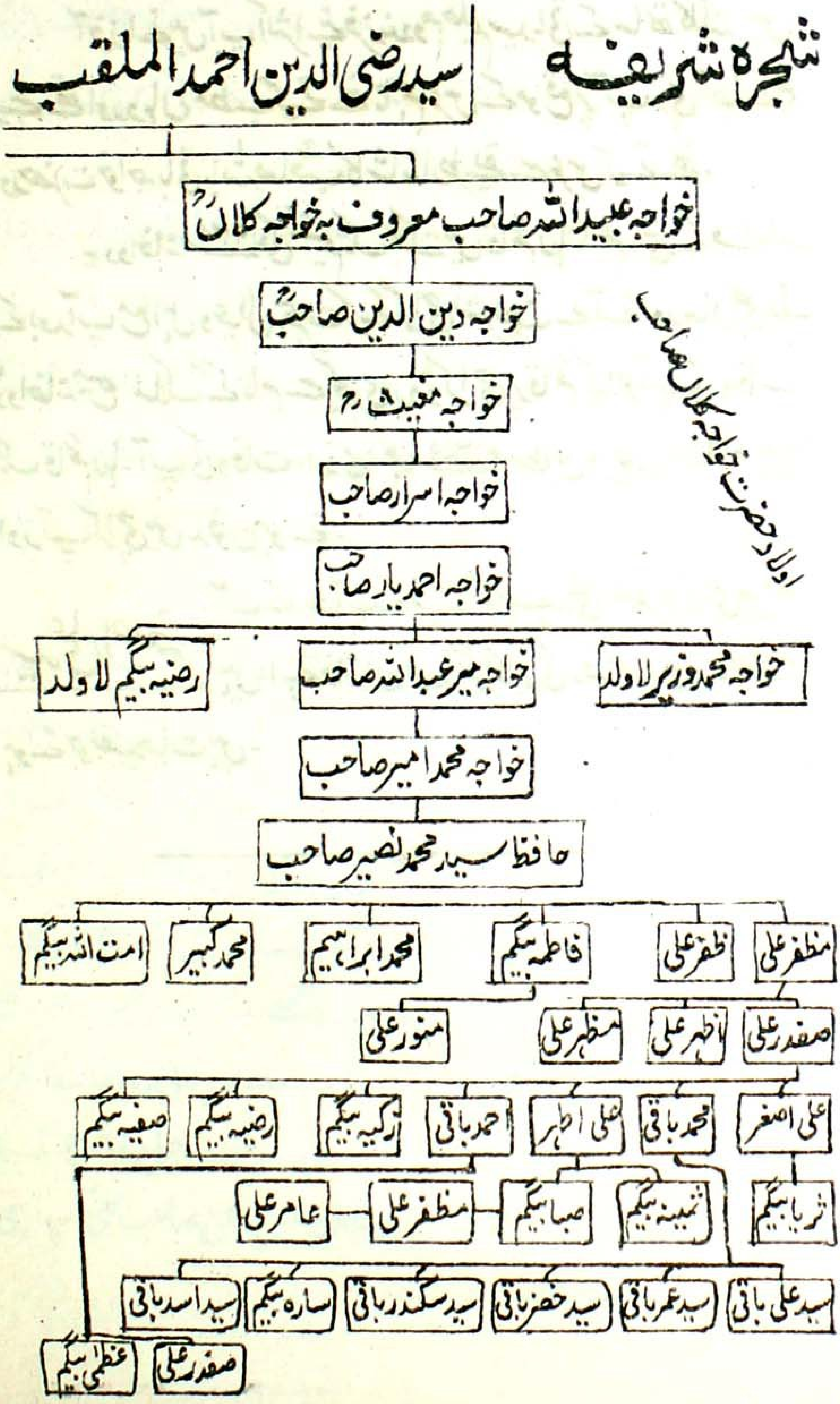

Marfat.com

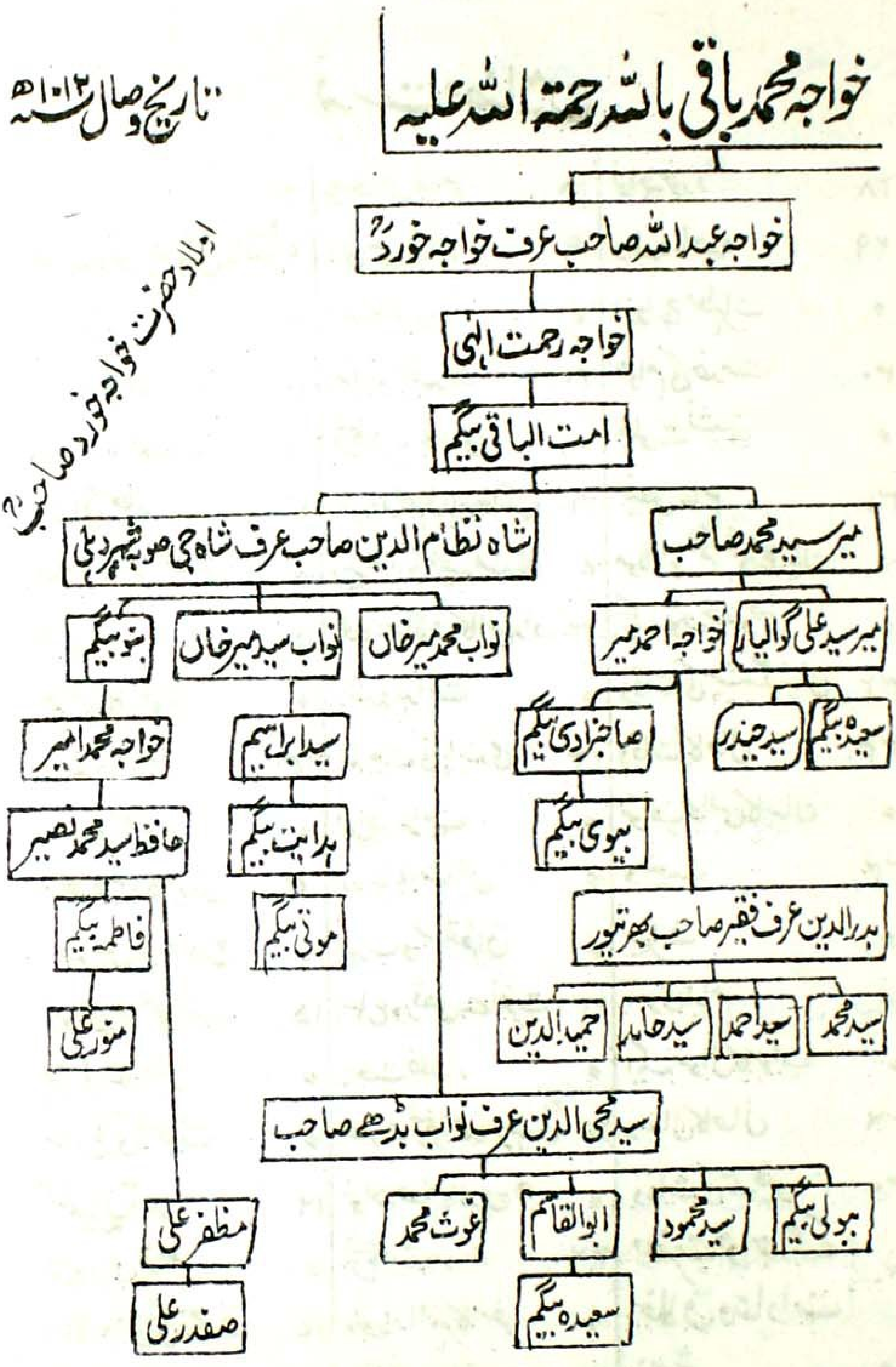
خواجہ محمد باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ
تاریخ وصال ۱۰۱۲ھ
اولاد حضرت خواجہ خورد صاحبؒ
خواجہ عبداللہ صاحب عرف خواجہ خوردؒ
خواجہ رحمت الٰہی
امت الباقی بیگم
میر سید محمد صاحب
شاہ نظام الدین صاحب عرف شاہ جی صوبہ شہر دہلی
میر سید علی گوالیار
خواجہ احمد میر
نواب محمد میر خاں
نواب سید میر خاں
بنو بیگم
سعیدہ بیگم
سید حیدر
صاحبزادی بیگم
بیوی بیگم
خواجہ محمد امیر
سید ابراہیم
ہدایت بیگم
موتی بیگم
حافظ سید محمد نصیر
فاطمہ بیگم
منور علی
بدر الدین عرف فقیر صاحب بھرتپور
سید محمد
سید احمد
سید حامد
حمید الدین
سید محی الدین عرف نواب بڑے صاحب
بولی بیگم
سید محمود
ابو القاسم
غوث محمد
سعیدہ بیگم
مظفر علی
صفدر علی

Marfat.com

فہرستِ مضامین

مقدمہ	۴	برصغیر میں قیام	۱۸	خواجہ خوردؒ	۲۸
حضرت خواجہ باقی باللہؒ	۹	دہلی میں قیام	۱۹	والدہ ماجدہ	۲۹
شجرۂ نسب	۹	سفر کا حال	〃	ازواجِ مطہرات	〃
آپ کے والد	۱۰	امراء کی عقیدت	۲۰	عوام کی خدمت	۳۰
ولادت باسعادت	〃	شیخ فرید بخاری	〃	خلوت نشینی	〃
ابتدائی تعلیم	۱۱	عبدالرحیم خان خاناں	۲۱	فیضِ عام	۳۱
علومِ عربیہ کی تحصیل	〃	دیگر امراء کی عقیدتمندی	〃	مولانا ہاشم کشمی کا بیان	〃
تلاشِ حق	۱۲	ملحدانہ خیالات کا انسداد	۲۲	ترک توجہ خصوصی	〃
تبحرِ علمی کا دعویٰ	〃	رشد و ہدایت	〃	وفات کی پیشینگوئیاں	۳۲
مرشد کی تلاش	۱۳	شریعت کی پابندی	۲۳	وفات کا حال	۳۳
آیت کی تفسیر	〃	طریقۂ ہدایت	〃	مؤلفِ مجالس کا بیان	〃
مناظرہ میں کامیابی	۱۴	روحانی مشاغل	〃	وصیت	۳۴
معتزلیوں کی اصلاح	〃	جذب و استغراق	〃	میراث	〃
نوجوانی میں علمی شہرت	۱۵	سماع و رقص سے نفرت	۲۴	آخری ایام	〃
حق کی تلاش	〃	بیعتِ خلفاء	〃	ایک سوال کا جواب	〃
مشائخ کی صحبت	〃	حضرت شیخ احمد سرہندیؒ	۲۵	وصال کا حال	۳۶
کشمیر میں آمد	۱۶	خواجہ حسام الدینؒ	〃	وفات کی تاریخیں	۳۸
لاہور میں قیام	〃	شیخ اللہ دادؒ	۲۶	حضرتِ خواجہؒ کے اخلاق و عادات	۴۰
انتظار و قلق کی زحمت	۱۷	ماوراء النہر کا سفر	〃		
اویسی طریقہ	〃	مشائخ سے عقیدت	۲۷	خاموشی	〃
خواجہ امکنگی سے بیعت	۱۸	اہل و عیال	〃	عجز و انکسار	〃

Marfat.com

رحم و شفقت ۴۲
تحمل اور بردباری ۴۴
سخاوت اور فیاضی ۴۵
زہد و استغنار ۴۶
سادہ مزاجی 〃
اکل حلال ۴۷
ہیبت و وقار ۴۸
غیر مسلموں کے ساتھ حسنِ سلوک ۴۹
بُروں کی اصلاح ۵۰
عشقِ الٰہی ۵۱
معمولات 〃
حنفی مسلک ۵۲
حضرت خواجہؒ کی تصانیف ۵۳
حضرت خواجہؒ کے ملفوظات و مجالس ۵۵
مجالس کی تاریخیں ۵۶
۱۰۰۹ھ کی مجالس 〃
۱۰۱۰ھ کی مجالس ۵۷
آخری زمانے کا حال 〃
مؤلف مجالس ۵۸
مکتوبات ۵۹
شرح رباعیات 〃

حضرت خواجہؒ کی تعلیمات و ملفوظات ۶۱
شیخ تاج الدین کو ہدایات 〃
پیر کی اہمیت ۶۲
مرشد کا ادب 〃
ایک سلسلہ کی پابندی 〃
طریقۂ محققین 〃
مرشد کی ضرورت ۶۳
ایک ہی سلسلہ کی پابندی ۶۴
دیگر ہدایات ۶۵
ذکر و اشغال کی تلقین 〃
کلمہ کا ذکر ۶۶
کلمۂ طیبہ کی اہمیت ۶۷
لقمۂ حرام سے پرہیز 〃
تواضع و عاجزی ۶۸
ذکر قلبی کی حقیقت 〃
اتباعِ رسولؐ 〃
طالب علم کو نصیحت ۶۹
نوجی معلم کے بارے میں ۷۰
توبہ کی اہمیت ۷۲
اتباعِ شریعت 〃
توبہ کے درجات 〃
لطائفِ سبعہ ۷۳

فرقۂ ناجیہ کی برتری ۷۴
خاتون کے نام مکتوب ۷۵
خواتین کے لئے جامع ہدایات 〃
حلال کھانے کی اہمیت ۷۶
سلف صالحین کی پیروی 〃
اخلاقی ہدایات ۷۷
صرف مسلمان بنو 〃
خواجہ صاحبؒ کے عقائد اور مسلک ۷۸
مسلمہ عقائد 〃
احکام و حقوق ۷۹
صفاتِ نبویؐ 〃
ملفوظاتِ مجالس 〃
توکل کا مفہوم ۸۰
عشقِ صوری 〃
محبت کے اقسام ۸۱
طریقت کا دارومدار 〃
روزہ میں اعتدال ۸۲
شیخ نورالدین کا تذکرہ ۸۳
شریعت کی پابندی 〃
طریقۂ ذکر و رابطہ میں اختلاف ۸۴
کشف کے اقسام ۸۵

Marfat.com

مشائخ اور تبلیغی فریضہ ۸۵
لقمہ کی احتیاط ۸۶
مناسب غذا ״
اعلیٰ درجہ کی دولت ۸۷
توحید وجودی ״
کتابت ملفوظات ۸۸
عدالت میں جانا ۸۹
خواجہ امکنگی کا واقعہ ״
تین قسم کے بزرگ ״
نغمہ اور سماع ۹۱
فضائل صحابہؓ ۹۲
خوارق و کرامات ״
انکارِ مشائخ ״
حضرت ذوالنون مصری ۹۳
اصلِ ایمان ״
حضرت خواجہؒ کے خلفائے کرام ۹۴
خواجہ حسام الدین احمدؒ ״
شیخ تاج الدین سنبھلیؒ ۹۷
شیخ اللہ دادؒ ۱۰۱
شیخ رفیع الدینؒ ۱۰۳
خواجہ محمد نورؒ ۱۰۴
شیخ عبدالحق محدث دہلوی ۱۰۵
نقشبندیہ کی خصوصیات ۱۰۶
خواجہ صاحبؒ کی خصوصیات ۱۰۷
خواجہ صاحبؒ اور مجدد الف ثانیؒ ״
مریدین کیلئے ہدایات ۱۰۸
عمدہ احوال و مقامات ۱۱۰
صدر جہاں کو بھیجنا ״
انسانِ کامل ۱۱۱
حضرت مجددؒ کو ہدایات ״
مریدوں کی نگرانی ۱۱۲
اولاد کی روحانی تربیت ۱۱۳
حضرت خواجہؒ کے صاحبزادگان ۱۱۴
خواجہ خورد ۱۱۵
شاہ ولی اللہ کا بیان ״
شاہ عبدالرحیم کا خواب ۱۱۶
دیگر حالات ״
شیخ رفیع الدین کے ارشادات ۱۱۸
مخصوص عادت ۱۱۹
استاذ زادہ کی تعظیم ״
کھانے میں برکت ۱۲۰
یکساں سلوک ۱۲۱
شاگردوں پر شفقت ״
مزید حالات ۱۲۲
نصیحت ۱۲۳
آخری وصیت ״
حضرت خواجہؒ کی اولاد و احفاد ۱۲۵
درگاہ شریف کی اراضی ۱۲۶
امت الباقی بیگم ״
خواجہ خورد کی اولاد ۱۲۷
خواجہ کلاں کی اولاد ۱۲۸
درگاہ شریف کی واگذاری ۱۲۹
سید محی الدین صاحب ۱۳۰
سید احمد ״
حافظ سید محمد نصیر ۱۳۱
پیرجی سید مظفر علی ۱۳۲
درگاہ شریف کا حال ۱۳۴
دیگر مزارات ۱۳۵
علماء و مشائخ کے مزارات ״
مسجد درگاہ ۱۳۶
پیرجی حکیم سید صفدر علی صاحب ۱۳۷
عینی شہادت ۱۳۸
سید اصغر علی ۱۳۹
شجرہ شریف ۱۴۰

تمت

Marfat.com

مشائخ اور تبلیغی فریضہ ۸۵
لقمہ کی احتیاط ۸۶
مناسب غذا ″
اعلیٰ درجہ کی دولت ۸۷
توحید وجودی ″
کتابت ملفوظات ۸۸
عدالت میں جانا ۸۹
خواجہ امکنگی کا واقعہ ″
تین قسم کے بزرگ ″
نغمہ اور سماع ۹۱
فضائل صحابہؓ ۹۲
خوارق وکرامات ″
انکارِ مشائخ ″
حضرت ذوالنون مصری ۹۳
اصلِ ایمان ″
حضرت خواجہؒ کے خلفائے کرام ۹۴
خواجہ حسام الدین احمدؒ ″
شیخ تاج الدین سنبھلیؒ ۹۷
شیخ اللہ دادؒ ۱۰۱
شیخ رفیع الدینؒ ۱۰۳
خواجہ محمد نورؒ ۱۰۴
شیخ عبدالحق محدث دہلوی ۱۰۵
نقشبندیہ کی خصوصیات ۱۰۶
خواجہ صاحبؒ کی خصوصیات ۱۰۷
خواجہ صاحبؒ اور مجدد الف ثانیؒ ″
مریدین کیلئے ہدایات ۱۰۸
عمدہ احوال ومقامات ۱۱۰
صدر جہاں کو بھیجنا ″
انسانِ کامل ۱۱۱
حضرت مجددؒ کو ہدایات ″
مریدوں کی نگرانی ۱۱۲
اولاد کی روحانی تربیت ۱۱۳
حضرت خواجہؒ کے صاحبزادگان ۱۱۴
خواجہ خورد ۱۱۵
شاہ ولی اللہ کا بیان ″
شاہ عبدالرحیم کا خواب ۱۱۶
دیگر حالات ″
شیخ رفیع الدین کے ارشادات ۱۱۸
مخصوص عادت ۱۱۹
استاذ زادہ کی تعظیم ″
کھانے میں برکت ۱۲۰
یکساں سلوک ۱۲۱
شاگردوں پر شفقت ″
مزید حالات ۱۲۲
نصیحت ۱۲۳
آخری وصیت ″
حضرت خواجہؒ کی اولاد واحفاد ۱۲۵
درگاہ شریف کی اراضی ۱۲۶
امت الباقی بیگم ″
خواجہ خورد کی اولاد ۱۲۷
خواجہ کلاں کی اولاد ۱۲۸
درگاہ شریف کی واگذاری ۱۲۹
سید محی الدین صاحب ۱۳۰
سید احمد ″
حافظ سید محمد نصیر ۱۳۱
پیرجی سید مظفر علی ۱۳۲
درگاہ شریف کا حال ۱۳۴
دیگر مزارات ۱۳۵
علماء ومشائخ کے مزارات ″
مسجد درگاہ ۱۳۶
پیرجی حکیم سید صفدر علی صاحب ۱۳۷
عینی شہادت ۱۳۸
سید اصغر علی ۱۳۹
شجرہ شریف ۱۴۰

تمت

Marfat.com

حیاتِ باقی

یعنی

مختصر سوانح حیات و تعلیمات

حضرت خواجہ محمد باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ

از

ید رشید احمد ارشد

ایم۔اے

ذخیرہ

3555

Marfat.com